ماہنامہ

صدائے شجاعیہ حیدرآباد

علمی، ادبی وسماجی ترجمان

۱۷۵ سالہ عرس شجاعیہ

خصوصی اشاعت

Sept. 2019

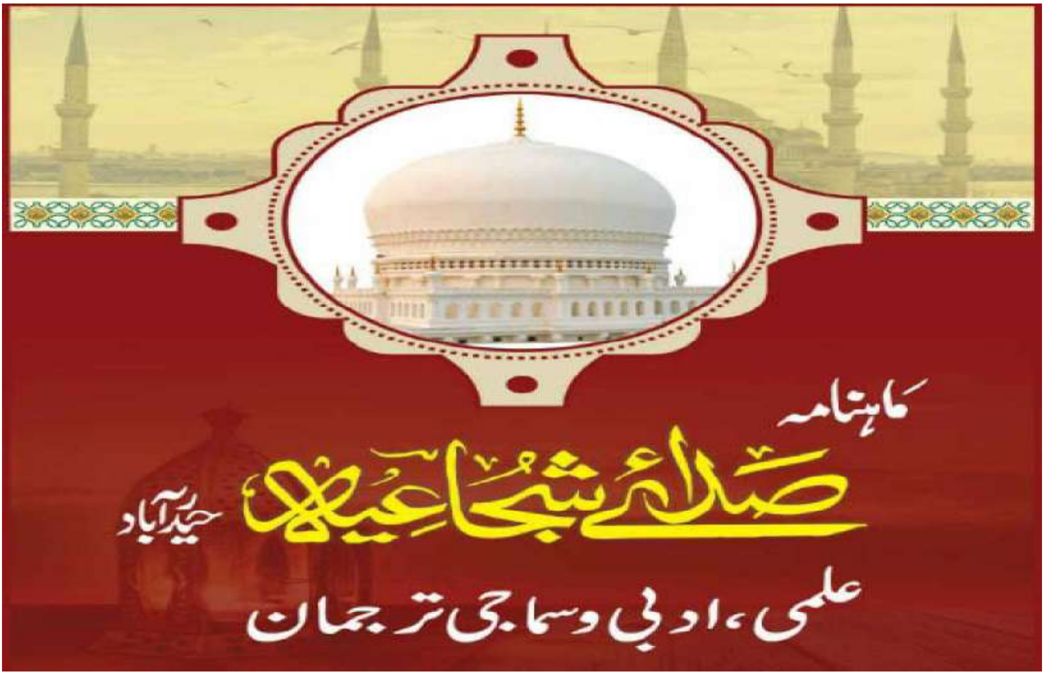

VOLUME No. 1 ISSUE No. 2 PAGES 72 PRICE Rs. 20/-

SEPTEMBER 2019

PRESS LINE: SADA E SHUJAIYA URDU MONTHLY

Edited, Printed, Published & Owned by : SM IBRAHIM, Print at: Aijaz Printing Press S.No. 22-8-81, Chatta Bazar, Hyderabad. Published from:Office Shujiya Times D.No.22-5-918/15/ Charminar Hyderabad-2. **Managing Editor: Mumtaz Ahmed.**

فہرست مضامین

نمبر شمار			صفحہ نمبر
ا	سمپوزیم 175 سالہ		3
۲	قطب الہند بحیثیت فقیہ	ڈاکٹر مصطفیٰ شریف صاحب	4
۳	قطب الہند بحیثیت صوفی	ڈاکٹر حافظ سید بدیع الدین صابری صاحب	9
۴	قطب الہند بحیثیت حافظ قرآن وقاری عشرہ	ڈاکٹر حافظ عبدالغفور صاحب	17
۵	حضرت قطب الہند بحیثیت ادیب وشاعر	ڈاکٹر عقیل ہاشمی صاحب سابق صدر عثمانیہ یونیورسٹی	24
۶	قطب الہند بحیثیت خطیب	مولانا حافظ محمد آصف الدین صاحب	30
۷	میر شجاع الدینؒ حیاتہ و خدماتہ	سید عبیداللہ قادری المعروف آصف پاشاہ	33
۸	حضرت قطب الہند حیات، خدمات اور علمی کمالات	مولوی سید احمد محی الدین زاہد صاحب	36
۹	حضرت قطب الہند کوئیز	مولوی طالب علیان صاحب	40
۱۰	فیوض ومناقب شجاعیہ	از مناقب شجاعیہ	44
۱۱	منقبتی مشاعرہ 175 واں عرس شریف		62
۱۲	منقبت	مولانا قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی اعظم صاحب	63
۱۳	منقبت / منقبت	مولانا شاہ افتخار محی الدین صاحب / جلال عارف صاحب	64
۱۴	منقبت / منقبت	ڈاکٹر فاروق شکیل صاحب / محمد اکبر خان اکبر	65
۱۵	منقبت / منقبت	کامل حیدرآبادی / قاضی فاروق عارفی	67/66
۱۶	منقبت / منقبت	یوسف روش / قاضی فاروق عارفی	67
۱۷	منقبت / منقبت	ڈاکٹر طیب پاشاہ قادری / واحد نظام آبادی	69/68
۱۸	منقبت / منقبت	محمد عبدالقیوم علیم / حضرت شیخین احمد شطاری کامل	71/70

سمپوزیم بضمن 175 واں عرس شجاعیہ کا انعقاد

بضمن 175
عرس شریف قطب الہند
نا میر شجاع الدین حسین
ریؒ عظیم الشان سمپوزیم
ان '' **حضرت قطب الہند
شجاع الدین حسینؒ حیات
مات''** 18 اگسٹ بروز اتوار
۱ بجے بمقام خانقاہ شجاعیہ عقب جامع مسجد شجاعیہ چار مینار زیر
انی مولانا سید شاہ عبیداللہ قادری آصف پاشاہ سجادہ نشین بارگاہ
عیہ متولی وخطیب جامع مسجد شجاعیہ چار مینار منعقد ہوا۔

س میں سب سے پہلے قرأت کلام پاک پڑھی گئی جس کے بعد
و نعت پیش کی گئی اور اس کے بعد منقبت سے سامعین کو محظوظ کیا
۔

سمپوزیم میں مولانا ڈاکٹر مصطفیٰ شریف صاحب
ق صدر شعبہ عربی عثمانیہ یونیورسٹی نے '' **حضرت قطب الہند
یت فقیہ''** اپنا زرین مقالہ پیش فرمایا۔ مولانا ڈاکٹر حافظ سید
ح الدین صابری صاحب صدر شعبہ عربی عثمانیہ یونیورسٹی نے ''
رت قطب الہند بحیثیت صوفی'' مقالہ پیش فرمایا۔ مولانا محمد
الغفور صاحب شیخ التجوید جامعہ نظامیہ نے '' **حضرت قطب
الہند بحیثیت حافظ قرآن وقاری
عشرہ''** اپنا مقالہ سامعین کے گوش
گذار فرمایا۔ وڈاکٹر عقیل ہاشمی
صاحب سابق صدر شعبہ اردو عثمانیہ
یونیورسٹی نے '' **حضرت قطب الہند
بحیثیت ادیب وشاعر''** مقالہ پیش
فرمایا۔ مولانا لطیف احمد صاحب
نائب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ نے '' **قطب الہند کی فقہی بصیرت
کشف الخلاصہ کے آئینہ میں''** اپنے زرین مقالے سے سامعین کو
محظوظ فرمایا۔ مولانا محمد آصف الدین قادری صاحب استاد الفقہ
المعہد الدینی نے '' **حضرت قطب الہند بحیثیت خطیب''** ا
مقالہ پیش فرمایا۔

دیگر علماء کرام ومشائخ عظام نے بحیثیت مہمانا
خصوصی شرکت فرمائی۔

مولانا سید ابراہیم پاشاہ قادری کنوینر 175 سالہ عرس کمیٹی
وابستگان سلسلہ شجاعیہ وعقیدت مندان واہل ذوق مرد وخواتین
بہ پابندی وقت شرکت کی اپیل کثیر تعداد میں وابستگان سلسلہ شجاع
وعقیدت مندان اور اہل ذوق مرد وخواتین نے کثیر تعداد میں
شرکت فرمائی۔ ☆☆☆

حضرت قطب الہند سید شجاع الدین حسین قادری قدس سرہ ۔ بحیثیت فقیہ

ڈاکٹر مصطفیٰ شریف صاحب صدر شعبہ عربی عثمانیہ یونیورسٹی

الحمد الله رب العالمین والصلاۃ و السلام لی اشرف الانبیاء والمرسلین و علی اله الطاهرین صحبه الا کرمین و من تبعهم باحسان الی یوم دین.

زز سامعین کرام یہ عاجز کا موضوع ''حضرت قطب الہند یثیت فقیہ'' ہے۔قبل اس کے کہ اصل موضوع پر اپنی طالب انہ تحریر پیش کرنے کی جسارت کروں مناسب معلوم ہوتا ہے لہ تمہیدی طور پر اسلامی تعلیمات کے محور و مرکز پر روشنی ڈالی ئے۔

زیزان گرامی جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ شریعت اسلامی کے ر اہم مصادر ہے جو اس طرح ہے (۱)الکتاب ۲)والسنۃ(۳) والاجماع (۴)والقیاس۔ ان چاروں صادر مع کتاب اللہ کو جو خصوصیت حاصل ہے وہ کسی پر مخفی یں مگر اس کو سمجھنا اور اس سے مسائل کا استنباط کرنا ہر ایک کے س کی بات نہیں کیونکہ اس میں کہیں محکم و متشابہات ہیں تو ہیں منطوق ومفہوم ہیں، کہیں ایجاز ہے تو کہیں اطناب، کوئی یت ناسخ ہے تو کوئی آیت منسوخ، کہیں اجمال ہے تو کہیں فصیل۔ الغرض علوم القرآن پر کامل مہارت والا ہی قرآن سے مسائل کا راست استنباط کرسکتا ہے۔

رآن مجید احکام کے بارے میں صرف اشاروں سے کام لیتا ہے اور بعض احکام کو مفصل بیان کرتا ہے مثلاً اقیموا الصلاۃ میں کہیں بھی یہ پڑھنے کو نہیں ملتا کہ ظہر کے چار فرض ہے فجر کے دو فرض ہے اور مغرب کے تین' اسی طرح زکوۃ کے بارے میں کہیں بھی صراحۃ یہ نہیں بتلایا گیا کہ مال کا چالیسواں حصہ بطور زکوٰۃ نکالا جائے اسی طرح روزہ وحج کا بیان ہے۔اب کسی کو اقیموا الصلاۃ کے معنی ومطالب سمجھنا ہے۔اس کو صاحب شریعت وصاحب قرآن نبینا علیہ الصلاۃ والسلام کے مبارک قول وعمل کے ذریعہ سمجھنا پڑے گا'اسی طرح'' **واعبد ربک حتی یاتیک الیقین**'' **والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا وان الله لمع المحسنین**'' کو بھی قرآن کی روشنی میں سمجھنا ضروری ہے''۔ اور احادیث شریف بھی اوتیت جوامع الکلم سے تعبیر ہے۔اس کو بھی سمجھنا ہر کے بس کی بات نہیں''**من قال لا اله الا الله دخل الجنة**'' کی حدیث کی شرح فقہی بصیرت چاہتی ہے''۔اسلامی تعلیمات کے دو اہم مصادر قران مجید اور احادیث شریف کے بعد اجماع وقیاس کا مقام آتا ہے جسکا تعلق فقہ سے ہے۔فقہاء کرام کا اسلام پر بڑا احسان ہیکہ انہوں نے قران وسنت سے مسائل نکال کر عوام کے لئے فقہ کی شکل میں پیش کردیا ہے اگر فقہاء کرام اپنی جانفشانی سے مسائل کا استنباط نہ فرماتے تو شریعت اسلامی پر چلنا بڑا مشکل ہوجاتا تھا۔

فقہ اور ضرورت فقہ پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی کتاب مستطاب حقیقت الفقہ

س فرماتے ہیں ہرایک کام کے طریقے جومسلمانوں کو بتلائے
ئے ہیں قران وحدیث میں سب مذکور ہیں مگر چونکہ مختلف
سباب سے قران وحدیث کوسمجھ کر نکالنے میں دشواریاں واقع
گئ ہیں جس کا حال ان شاءاللہ آگے معلوم ہوگا اس وجہ سے ہر
ص میں صلاحیت نہیں کہ خودقران وحدیث سے وہ نکال سکے
س لئے علماءشکر اللہ سعیھم نے یہ کام اپنے ذمہ لیا کہ
لف آیات واحادیث واقوال صحابہ وغیرھم سے تحقیق کرکے
ایک مسئلہ مختصر الفاظ میں بیان کردیا کہ اس میں یہ کرنا چاہئے
چنانچہ ایک مدت کی کوشش میں انھوں نے ہرایک جزئی مسئلہ کا
لم قرآن وحدیث سے نکال کرایک علم ہی مستقل مدون کردیا
س کا نام فقہ ہے یہ ہے حقیقت فقہ'' (ص۲و۳ج۱)
ضرت محمد بن علوی بن عباس المالکی الحنفی المکی 'استاد محترم حرم
ریف اپنی جلیل القدر تصنیف ''شریعة اللہ الخالیہ ''میں
قہ کی اہمیت وضررت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں ''اعلم
ن الفقہ الاسلامی جامعة ورابطة الامة الاسلامیہ
ھو حیاتھا' تدوم ما دام وتنعدم ماانعدم وھو جزء
یتخزءُ من تاریخ حیاة الامةالاسلامیة فی الاقطار
معمورة وھو مفخرة من مفاخرھاالعظیمة
ص۹)ترجمہ: جان لو کہ فقہ اسلامی امت اسلامیہ کومتحد کرنے
لا اوراس کوایک دوسرے پر مربوط رکھنے کا ذریعہ ہے اور یہ
ت مسلمہ کی حیات ہے جب تک فقہ قائم ہے امت قائم ہے
ب فقہ ختم ہوجائے امت بھی ختم ہوجائیگی فقہ اسلامی تمام دنیا
ں امت اسلامیہ کی زندگی کے لئے جزء لا یتخزء ہے اور
شریعت اسلامیہ کا تابندہ ستارہ ہے۔ایک اور جگہ علامہ علوی

فرماتے ہے:فالفقہ الاسلامی نظام عام للمجتمع
البشری'لا الاسلامی فقط تام الاحکام لم یدع
شاذةً ولافاذّةً و ھو القانون الاساسی لدول
الاسلامی ولامة الاسلامیہ جمعاء(ص۱۲)
ترجمہ: فقہ اسلامی نہ صرف مسلم سوسائٹی بلکہ پوری انسانیت کے
لئے ایک عام قانون ہے جس میں تمام احکام مفصل بیان کئے
گئے ہیں اور یہ تمام اسلامی حکومتوں اورامت مسلمہ کے لئے
اساسی قانون ہے مثلا'' ذبح کی اہمیت اوراس کی افادیت سود
کی حرمت زنا کی حدوغیرہ۔اخر میں فقہ کی ضرورت اوراہمیت کو
بیان فرماتے ہوئے یہاں تک لکھ دیا کہ فاالامةالاسلامیہ لا
حیاة لھا بدو ن الفقہ (ص:۱۲)ترجمہ:امت اسلامی کی
حیات فقہ سے ہے' یہ بات مسلمات سے ہے کہ عوام فقہ کے
ذریعہ قران وحدیث تک پہونچنے کی کوشش کرے نہ کہ قران و
حدیث سے فقہ کی طرف رجوع ہواور یہ بات ذہین نشین کرنی
چاہئے کہ حدیث نبوی سے پہلے فقہ اسلامی کی تدوین وترتیب
عمل میں آئی اور ہر محدث فقیہ نہیں تھالیکن ہرفقیہ محدث تھا۔
حضرت محمد انواراللہ فاروقیؒ امام اعظم کی حدیث دانی اوراس میں
ان کی مہارت کے بارے میں حقیقة الفقہ حصہ اول میں فرماتے
ہیں کہ امام صاحب کے اجتھاد کے وقت کل روئے زمین کے
احادیث کا سرمایہ امام صاحب کے حلقہ میں پہونچ چکا تھا جس کو
حسب ضرورت اہل حلقہ پیش کیا کرتے تھے محدثین جو امام
صاحب کے حلقہ میں شریک ہوا کرتے تھے وہ مخالفانہ شرکت نہ
تھی بلکہ استفادہ مقصودتھا۔(صفحہ ۳۸۶)
اسی سبب امام صاحب بڑے وثوق سے یہ اعلان فرماتے ہیں کہ

ر میرے فتوے کی ضد میں کسی کو حدیث مل جائے تو میرا فتوی
کر دیا جائے اور حدیث کو قبول کیا جائے اس کا صاف مطلب
ہے کہ میرا کوئی فتوی حدیث کے بغیر نہیں۔قران وحدیث اور
ہ کی اہمیت وضرورت کو سمجھنے کے بعد یہ بات ضروری ہے کہ فقہ
ر تصوف کے ربط وعلاقہ کو سمجھا جائے' چونکہ ہمارے ممدوح
ضرت شجاع الدین قدس سرہ بیک وقت ایک فقیہ اور صوفی
صفا تھے اس لئے فقہ اور تصوف کے باہم ربط کو سمجھنا بے حد
روری ہے جس نے تصوف کو بغیر فقہ کے حاصل کیا وہ صراط
ستقیم پر نہیں ہے چنانچہ یہ مشہور ہے کہ ہر صوفی فقیہ ہوتا ہے لیکن
ر فقیہ صوفی نہیں ہوتا' تصوف اور فقہ کے باہم ربط کو بتلاتے
ئے حضرت شیخ عبدالحق دہلویؒ اپنی اہم تصنیف ''التعرف فی
عرفة الفقه والتصوف'' میں ایک حدیث مبارکہ کا ذکر فرما
ر اس کی تشریح میں تصوف اور فقہ کے باہم ربط کو اجاگر کیا ہے
حدیث شریف یوں ہے: من عمل بما علم ورثه الله
لمه مالم يعلم: اور من عمل بما علمه الله مالم
علم:اقول :قد مرآن الصوفى يحتاج الى الفقه وان
ن تصوف ولم يتفقه فقد تزندق لان الفقه مقام
سلام و يقول ههنا يكفى الفقه عن التصوف يعنى
وعمل احد با الفقه و أتى احكام الاسلام ولم يصل
ى مقام الاحسان يكفيه فى النجاة عن العقاب
الفوزبا الثواب وان الحظ عن درجة الكمال
المراد برأس الامر العلوم الظاهرة اذا احكم ذالك
صل له العلم الباطن''
لا ينبغى ان يقع به ويرضى بالنقصان والحرمان عن

مقامات القرب و هذه وصية المشائخ ولا يقوم
الباطن على الظاهرة ولا يكتفى بالظاهرة عن الباطن
وكان الشيخ قدس سره يوحى ويقول ليس الشانان
يحصل المعرفة من كتب التصوف وانما الشانان
يعمل با العبادات والطاعات حتى يحصل صفا
القلب و نور الباطن فينكشف اسرار الحقيقة
ولذالک قال عليه السلام .من عمل بما علم '
الحديث (ص ۲۲ فهو الحةمخزونه کتابخانہ شوراءملی
نبر ۱۰۰۸)''

حضرت بندہ نواز فرماتے ہیں: الشريعة سر الاسرار' (معارف العوارف شرح عوارف المعارف) مزکورہ بالا حقائق سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہیکہ حضرت شیخ عبدالحق اس بات کے قائل تھے کہ تصوف محتاج ہے فقہ کا اور فقہ کو تصوف کی ضرورت نہیں۔قاعدہ ۷ میں شیخ عبدالحق فرماتے ہیں: قال: كن فقيها صوفيا ولا تكن صوفيا فقيها وصوفى الفقهاء اكمل من فقيه الصوفيه واسلم لان الصوفى الفقهاء قد تحقق التصوف حالا و عملا و ذوقا بخلاف فقيه الصوفيه مائة المتمكن من علمه و حاله ولا يتم له ذالک الا بفقه صحيح' وذوق صريح ولا يصلح احدهما بدون الاخر كالطب الذى لا يكفى عمله عن التجربه ولا بالعكس فافهم'. اس طویل تمہیدی گفتگو کی روشنی میں جب ہم حضرت قطب الھند کی حیات طیبہ کا جائزہ لیتے ہیں تو وہ ان اصولوں اور شرائط پر پوری اترتی ہے۔حضرت بیک وقت فقیہ

سر، مجود، محدث، اور صوفی با صفا تھے ۔آپ کی بصیرت افروز
مانیف آپ کی علمی عبقریت پر شاھد عادل ہے۔اس عاجز کے
نالہ میں حضرت ممدوح کی صرف ایک تصنیف

کشف کلام کا ایک سرسری جائزہ پیش خدمت ہے:۔

ضرت قطب الہند ایک راسخ حنفی فقیہ تھے آپ کی فقہی خدمات کا
ئزہ اس مختصر سے مقالے میں لینا نہایت دشوار ہے اور آپ کی
ہی خدمات نظریات سے زیادہ عملی تربیت پر مشتمل ہے
ینکڑوں ہزاروں مرد آپ کی فقہی بصیرت سے سرفراز ہو کر اپنی
ندگیوں کو فلاح و دارین سے مزین کر لئے اور اجتماعات میں
ضابطہ تجوید فقہ و حدیث کا درس دیا کرتے تھے ۔کشف الخلاصہ
ر چہ ایک مختصر منظوم فقہی رسالہ ہے مگر اس میں شریعت کے تمام
بادیات کو علمی اور تحقیقی انداز میں حضرت والا نے پیش کیا ہے عام
ری کے استفادہ کے لئے حضرت نے آسان اردو میں شرعی
سائل کو منظوم فرما کر ہم اہل احناف پر بڑا احسان فرمایا ہے۔اس
سالہ کی متعدد اشاعت اس کی اہمیت پر دال ہے۔کشف الخلاصہ
ے موضوعات میں ایمانیات، طہارت، غسل وضو تیمّم کے
سائل کے ساتھ ساتھ حیض و نفاس کے مسائل کو بڑے ہی
تیاط سے پیش فرمایا ہے جو ایک عام قاری کو بھی اپیل کرتے ہیں
ن مسائل کے علاوہ نماز، روزہ، زکوۃ حج اور قربانی کے مسائل کو
ظوم پیش کیا ہے ۔"" بیان فرائض غسل"، اس موضوع کے تحت
سل کے فرائض اور سنن کو جس خوبی کے ساتھ منظوم فرمایا ہے وہ
رئین کیلئے پیش ہے۔

سل میں تین فرض اے نیک خوا۔غرغرہ کر اور ناک اندر سے دھو
ر کر سب بدن باہر سے تر۔۔غسل کے یہ فرض ہے سن کان دھر

پانچ سنت غسل کی بے شبہ و شک ۔۔پہلے دھونا ہاتھ دو پہنچوں تلک
کر کے استنجا نجاست جسم کو۔۔ گر لگی ہو دھونا اور کرنا وضو
ڈالنا پانی بدن پر تین بار۔۔ پانچ سنت ہو چکے آشکار
غسل سنت چار ہیں سن اے سعید۔۔جمعہ و احرام و عرفہ اور دو عید

آج سے دیڑھ سو برس کی اردو ملاحظہ ہو کہ کس قدر سلیس زبان
میں دقیق مسائل کو بیان فرمایا ہے گویا کہ سمندر کو کوزے میں بند
کر دیا ہے اور پھر غسل سے متعلق تمام ضروری باتیں ایک ہی عنوان
کے تحت جمع فرمادئے جس سے اس کی فقہی بصیرت کا پتہ چلتا
ہے۔

"بیان صفت نماز" بیان صفت نماز میں آپ کا صوفیانہ رنگ جھلکتا
ہوا دکھائی دیتا ہے نماز کی ادائیگی اور اس کی صفت کو فقہ اور تصوف
سے مزین فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

جب کہ جانا فرض و سنت واجبات۔
کر عمل اس پر کے ہے وصف دصلوۃ
سنو اذان جلدی اٹھے ہو بیقرار۔جیسا کوئی حاکم کا آیا ہو بردر
کر کے استنجا وضو اچھا تمام۔آ کھڑا ہوئے ادب سے جوں غلام
دو جہاں سے کر کے اپنے دل کو پاک۔
حق کو حاضر جان کر ہو خوفناک

ان اشعار سے حضرت ممدوح نے فقہ کے ساتھ ساتھ تصوف کے
امور بھی بیان فرمایا ہے۔فقہاء نماز کے ظاھر کی اصلاح فرماتے
ہیں جبکہ صوفیاء نماز کی اندرونی کیفیت کی طرف توجہ فرما کر اس کو
"الصلوۃ معراج المومنین "تک پہنچا دیتے ہیں۔اور یہ
چار شعر میں حضرت ممدوح نے بیشتر قرآنی آیات و احادیث کے
مفہوم کو یکجا کر دیا ہے جو آپ ہی کا حق ہے۔پہلے شعر میں فرض کے

تھ سنت وواجبات کا ذکر فرما کر نماز کی حقیقی صورت کو پیش فرمایا ہے۔فی زمانہ لوگ نماز تو ادا کر رہے ہیں لیکن اس کے شرائط وضوابط داب وحضور قلب سے خالی ہے ارشاد باری ہے۔ **خذوا زینتکم ند کل مسجد** ۔ایک اور جگہ ارشاد ہے اقیمو الصلوۃ ۔حدیث شریف ں ہے کہ ”**صلّوا کما رأیتمونی اُصلّی** دوسرا شعر نماز کے لے دی کرنے اور مستعدی کے سات ادا کرنے کی طرف اشارہ ہے صحابہ رام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور صوفیاء اجلہ اذان سنتے ہی ان کے ن پر کپکپی طاری ہوجاتی تھی ۔حضرت علی کرم اللہ وجھہ اور حضرت ابوبکر ر حضرت عمر کی اذان کے وقت اضطرابی اور خوف کا ذکر حکایات و ایات میں مذکور ومشہور ہے۔حضرت ممدوح نے اذان کو حاکم چوب درد ے تشبہ دے کر اس کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔کہ چوبدار آتے ہے حاکم ے در پر حاضر ہونا پڑتا ہے اور حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح سے یہی معنی اد لئے جاتے ہے۔تیسرا شعر کی آیتوں کا مجموعہ اور تعبیر ہے بطور تمثیل دو یت پیش ہے۔ارشاد باری ہے **واذا قمتم الی الصلاۃ** مع فرائض و کا ذکر ہے۔ **قوموا للہ قانتین** میں نماز میں ادب کے ساتھ کھڑے نے کا حکم ہے ۔اور حدیث شریف میں ہے آخر شعر میں تصوف کی نایاں نمایاں ہیکہ نماز ہر ایک کی قبول نہیں ہوتی ہے نماز میں خشوع و ضوع شرط ہیے ارشاد باری ہے:**قد افلح المؤمنون الذین ھم ی صلوتھم خاشعون** (مومنون)

شاد باری ہے: **واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینھم یض من الدمع**“ نماز میں تلاوت کے دوران صحابہ واصفیاء کو خوف ے ہچکیاں شروع ہوجاتے تھے اور حدیث پاک میں ہے کہ آپ ﷺ نماز میں تلاوت قران فرماتے تو ایسی آوازیں آتی تھی جیسے کے یگ میں پکنے کی آواز اور ایک حدیث میں وارد ہے کہ: لاصلوۃ الا بحضور القلب“ حق کو ناظر وشاھد جانتے ہوئے احسان والی نماز ادا کرنے سے ”معراج المؤمنین“ کی منزل عطا ہوتی ہے اور یہی نماز کا مقصود ومطلوب ہیکہ سب سے ہٹ کر یاد الٰہی میں مشغول ہوجائے۔

خلاصہ کلام یہ ھیکہ ۳۸۳ اشعار پر مشتمل یہ منظوم رسالہ فقہ اسلامی کی تاریخ میں ایک اہم رسالہ ہے جس سے ہر زمانے میں لوگ مستفیض ہوتے آرہے ہیں اس کے علاوہ حضرت کا ایک اور فقہی رسالہ جوہر النظام سے مشہور ہے اس کو بھی وہی مقبولیت عطا ہوئی جو کشف الخلاصہ کو عطا ہوئی جوہر النظام ۲۴۰ اشعار پر مشتمل ہے جس کی ابتداء میں آپ ﷺ کی نعت خلفاء اربعہ کے مناقب بیان فرماتے ہوئے امام اعظم کے بارے میں فرماتے ہیں”**من یبتغی دقائق الشریعۃ امامنا النعمان ابو حنیفہ فی العلم والھدی ھو السراج وکلھم لفقہ محتاج**“۔

(مناقب شجاعیہ از: مولانا محمد امیر اللہ فاروقیؒ صفحہ ۹۷) ان دو رسالوں کے علاوہ آپ کا ایک اور رسالہ۔”رسالہ احتلام ہے“ جو ایک مرید کے سوال کا فارسی میں جواب ہے۔کشف الخلاصہ کے صفحہ ۶ پر فاتحۃ الکتاب کے تحت حضرت قطب الہند فرماتے ہیں کہ یہ رسالہ فصیح وبلیغ فارسی زبان میں لکھا تھا اور اس کے مصنف کا نام نا معلوم ہے چنانچہ حضرت نے اس رسالہ کی افادیت کو محسوس کرتے ہوئے اس کو اردو کا منظوم قالب عطا فرما کر ایک عظیم تر خدمت انجام دی اور امت مسلمہ اور بالخصوص احناف پر بڑا احسان فرمایا۔**فجزاہ اللہ خیر الجزاء** فرماتے ہیں:

تھا مصنف اسکا مرد اہل دل۔ دل بحق مشغول ظاہر آب وگل
باوجود اسکا کہ تھا اعلیٰ مقام۔ نام اپنا نہیں لکھا وہ نیک نام

مصادر:۔قرآن کریم٬ حدیث شریف٬ حقیقۃ الفقہ٬ کشف الخلاصہ٬ مناقب شجاعیہ٬ تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف٬ شریعت اللہ الخالدۃ

☆☆☆☆☆

قطب الہند حضرت علامہ میر شجاع الدین حسین علیہ الرحمہ بحیثیت صوفی

ڈاکٹر حافظ سید بدیع الدین صابری صاحب
پروفیسر وصدر شعبہ عربی جامعہ عثمانیہ

مده و نصلی علیٰ رسوله الکریم وعلیٰ آله
صحابه اجمعین. امّا بعد!

تیرھویں صدی ہجری میں جو ہستیاں آفتاب و ماہتاب لر حیدرآباد دکن کے علم ومعرفت کے افق پر چمکیں اور جنہوں نے نے علم وفضل اور تقویٰ و پرہیزگاری کی کرنوں سے عالم کو منوّر و مجلّٰی ، انہیں پُرعظمت ہستیوں میں قطب الہند حضرت علامہ سیدنا میر ع الدین حسین قادری علیہ الرحمہ کا شمار ہوتا ہے۔ جن کی پاک ت اور روحانی تاثیر سے سینکڑوں اشخاص راہِ ہدایت پر گامزن گئے۔ کسی کے دل میں ایمان کا چراغ جل اٹھا تو کسی کے دل میں رفت کی شمع روشن ہوگئی۔

حضرت قطب الہندؒ نے ایک علمی گھرانے میں آنکھ لی، آپ کے والد بزرگوار حضرت سید کریم اللہؒ نہایت متقی ہیز گار تھے۔ اور آپ کے دادا حضرت میر دائم علیہ الرحمہ ایک بِ کمال بزرگ تھے۔ نواب آصف جاہ بہادر کو آپ سے بت عقیدت تھی، انہوں نے آپ کی علمی شان کی طرف نظر تے ہوئے برہان پور کی قضائت آپ کے سپرد کی۔

حضرت میر شجاع الدین حسین علیہ الرحمہ کا سلسلہ نسب ۲) واسطوں سے امیر المومنین حضرت سیدنا امام علی مرتضیٰ کرّم وجہہ سے جاملتا ہے۔ مناقب شجاعیہ وغیرہ کتابوں میں جو ۲۸ طے مذکور ہیں وہ ایک تاریخی خطا کا نتیجہ ہے جیسا کہ ان میں مذکور ، ''محمد بن الحنفیہ بن امیر المومنین علی بن ابی طالبؓ'' جب کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کوئی فرزند نہیں ہیں، محمد بن الحنفیہ یہ ماں کی طرف نسبت ہے، جو حضرت مولیٰ مشکل کشا کی زوجہ محترمہ خولہ الحنفیہ ہے، اس لیے محمد بن الحنفیہ کے بعد حضرت علی بن ابی طالب نہیں لکھا جائے گا۔ اس لیے معت مورخین اس نسبت کا اظہار اس طرح کرتے ہیں، محمد الحنفیہ بن ع ابی طالب رضی اللہ عنہ (۱)

جس طرح بارش کے نزول سے پہلے ٹھنڈی ہوائیں بارش کی خبریں دیتی ہیں اسی طرح جب اللہ کا کوئی مقرب بن منصّہ شہود پر جلوہ گر ہوتا ہے تو ان کے آباء واجداد یا کسی بزرگ ک اس ہستی کی آمد کے اشارے دیئے جاتے ہیں، ٹھیک اسی طر جب آپ کی والدہ محترمہ عارفہ بیگم صاحبہؒ حاملہ تھیں تو آپ کے نا حضرت سید خواجہ صدیق غلام محی الدین نے خواب دیکھا کہ برہا پور کی جامع مسجد کا چراغ (جس کے متولّی آپ کے نانا بزرگو تھے) بدستور روشن ہے، صبح آپ نے اپنے داماد حضرت سید کر اللہ سے خواب کی یہ تعبیر بیان کی کہ تم کو ایک فرزند تولّد ہوگا جو م کامل ہوگا۔ بعد انقضاء مدتِ حمل حضرت میر شجاع الدینؒ ولادت ۱۱۹۱ھ میں برہان پور میں ہوئی، آپ کے والد ماجد کا انتقا بھی اسی سال ہوا۔ (۲)

صحیح یہ ہے کہ مذکورہ خواب آپ کے والد صاحب دیکھا اور آپ کے نانا نے یہ تعبیر بیان کی، کیونکہ آپ کے والد ساٹھ سال کی عمر میں جب کہ والدہ ماجدہ کو جب وہ چالیس سال ک تھیں یہ بشارت دی گئی، عموماً اس عمر میں اولاد نہیں ہوتی جیسا ک

یخ گلزار آصفیہ میں لکھا ہے کہ ''میر کریم اللہ خان درعمر شصت
ی بہ بشارت بزرگی و نیز بمعائنہ رویای صادقہ یعنی میر کریم اللہ
ن موصوف شبی در اقامتِ برہان پور خوابی دید کہ بادی مخالف تند
ندہ مذکور۔۔۔۔الخ (۳)

صاحب محبوب التواریخ نے بھی اس واقعہ کی نسبت
پ کے والد ماجد کی طرف کی ہے۔(۴)

حضرت قطب الہندؒ کی ابتدائی تعلیم آپ کے نانا کے
ں ہوئی، ۱۲ سال کی عمر میں قران مجید حفظ کیا، اور علوم دینیہ کی
ل برہان پور کے اکابر علماء کے پاس فرمائی۔

جس بندے کو اللہ تعالیٰ کسی بلند مقام پر فائز کرنا چاہتا
تو اس کے زمانے کے اولیاء اور مجاذیب کو اس کی اطلاع دی
ی ہے، چنانچہ جب آپ ۱۷ سال کی عمر میں جس قافلہ کے ساتھ
یت اللہ تشریف لے گئے، اثناءِ راہ میں ان سے بچھڑ گئے تو لوگ
رت (گجرات) کے ایک مجذوب جو کشف و کرامات سے مشہور
، رجوع ہوئے انھوں نے فرمایا: اللہ ان کا محافظ ہے وہ ایک مرد
ں ہے۔ جب وہ لوگ وہاں سے پلٹے تو قطب الہند کو سامنے
آتا ہوا دیکھ لیا۔(۵)

آپ حج سے واپسی کے بعد برہان پور سے حیدرآباد
یف لائے، اور جامع مسجد چارمینار یعنی مسجد شجاعیہ کو اپنے علم و
ان کا مرکز بنایا۔ جس طرح چارمینار قلب شہر میں واقع ہے آپ
حیثیت بھی عوام الناس کے لیے روح و قلب کا درجہ رکھتی تھی۔
پ ایک جیّد حافظ و قاری اور عالم ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے دور
ایک بڑے صوفی بھی تھے۔ آپ کے درسے جہاں علم شریعت کا
ان جاری تھا وہیں علم طریقت و معرفت کے چشمے ابل رہے تھے
ں سے تشنگانِ علم و معرفت اپنی علمی و روحانی پیاس بجھانے لگے۔

حضرت شاہ عبد العزیز محدّث دہلویؒ نے ایک مرتبہ
حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا اور یہ پوچھا ک
امیر المومنین آپ کے زمانے کی نسبت اور اس زمانے کی نسبت میں
کیا فرق ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ہمارے زمانے میں لوگ تین چیز وا
کی کثرت کرتے تھے، نماز، تلاوت قران اور ذکر، اور اس وقت
لوگوں نے صرف ذکر پر اکتفاء کرلیا ہے۔ حضرت مولیٰ علی رضی الل
عنہ نے گویا اس آیت کریمہ پر عمل آوری کا اشارہ فرمایا: اتـــــ
مااوحی الیک من الکتاب و اقم الصلوٰۃ انّ الصلوٰ
تنھیٰ عن الفحشاء و المنکر و لذکر اللہ اکبر و اللہ یعل
ما تصنعون ۔(العنکبوت: ۴۵) (جو کتاب آپ کی طرف وحی ک
گئی پڑھیے اور نماز قائم کرو بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے
روکتی ہے اور اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ
کرتے ہو۔)

اس آیت کریمہ کا پہلا جزء تلاوت کلام کو بتاتا ہے اس
کا مرکز مدرسہ ہے اور دوسرا جزء اقامت صلاۃ جس کا مرکز مسج
ہے، اور تیسرا جزء ذکر الٰہی ہے اس کا خصوصی مرکز خانقاہ ہے
حضرت میر شجاع الدین علیہ الرحمہ کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے
معلوم ہوگا کہ یہ تینوں نسبتیں آپ میں کامل اور قوی تھیں، اور آپ
کے کامل صوفی اور عالم ربانی ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

اسلام کی پہلی درسگاہ مسجد نبوی اور پہلی خانقاہ اسی مسج
کے پہلو میں اصحاب صفّہ کا جائے قیام ہے۔ اسی سنّت نبوی ﷺ
پر عمل کرتے ہوئے حضرت قطب الہندؒ نے چارمینار کے دامن میں
واقع جامع مسجد کو آباد کر کے دکن میں پہلے مدرسہ حفظِ قران کریم ک
بنیاد ڈالی۔ اور مسجد کے مشرقی حصہ میں اپنی خانقاہ قائم فرمائی جہا
مریدین کی تربیت اور قیام و طعام کا نظم کیا گیا تھا۔ گلزار آصفیہ میں

کہ ہرروز دوسولوگ دووقت آپ کے لنگر کے کھانے سے بغیر
ت ومشقت فیضیاب ہوا کرتے تھے۔(۶)

وہ مسجد جوآپ کی آمد سے قبل غیر آباد تھی بلکہ فیل خانے
تبدیل ہوچکی تھی آپ نے اُسے علم وشریعت وطریقت کا مرکز
یا۔آپ کی تعلیمات سے متاثر ہوکر نظام الملک آصف جاہ رابع
اپنے فرمان کے ذریعہ جامع مسجد کا نام بدل کر جامع مسجد
عیہ کردیا۔(۷)

آپ کے والد ماجد نے برہان پور میں جوخواب دیکھا
کہ شہر کے تمام چراغ گل ہوکر جامع مسجد میں صرف آپ کا چراغ
ن ہے وہ اسی جامع مسجد شجاعیہ کے علم وعرفان کے چراغ کی
اشارہ تھا۔صاحب گلزار آصفیہ رقم طراز ہیں،''درنفس الامرو
قت آں مسجد جامع مسجد بلدہ حیدرآباد بود و چراغِ ذاتِ برکات
ناب بودہ کہ درجامع مسجد بلدہ مذکور فرخندہ بنیاد روشن شدہ تاایں
ں کہ سنہ یکہزار دوصد وپنجاہ ہشت ہجریست بضیاء خود ہزار ہا
غ بشاہ راہِ ہدایت منوّر کردہ است''(۸)

آپ علیہ الرحمہ نہ صرف خوش الحان قاری اور قرائت
ہ کے ماہر تھے بلکہ قرائت کے فن کوفروغ دے کر کئی نفوس کو
ی ءقران بنادیا۔آپ کے مدرسہ سے بڑی بڑی ہستیاں انوارِ
م سے مالا مال ہوکر نکلیں، جیسے حضرت مرزا سردار بیگؒ اسی
سہ سے مستفید ہوکر چمکے۔(۹)

حیدرآباد دکن میں حفظِ قران مجید کے رواج کے ساتھ
ھ میلاد خوانی اور قصیدہ بردہ شریف پڑھنے کی بھی آپ نے ہی
ڈالی۔(۱۰)

آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے سے پہلے ہی
پ کی جبینِ ناز سے ولایت کے آثار نمایاں تھے۔نواب فتح الدولہ
بہادر اور نواب معز آپ کے معتقدین میں سے تھے۔ جب آپ
حیدرآباد میں جلوہ گر ہوئے تو آپ کے تقویٰ و پرہیزگاری کو دیکھ
نواب معز صاحب کی ہمشیرہ نے مرید ہونے کی خواہش کی تو آپ
نے فرمایا میں ابھی کسی کا مرید نہیں ہوں تو کیسے مرید کروں۔(۱۱)

حبّ الٰہی اور رب کے تقرّب کے شوق نے ''یـــــ
ایھاالذین اٰمنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصّادقین'' (سو
توبہ:۱۹۹) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہوجا
اس آیت پر عمل آوری کے جذبہ کو شباب پر پہنچادیا اور کسی مرشد کامل
سے تعلق قائم کرنے کی فکر دامن گیر ہوئی، مرشد کامل کے ہاتھو
میں ہاتھ دے کر اس سلسلہ نور سے تعلق جوڑنا مقصود ہوتا ہے جس
ایک سرا مرشد کامل کے ہاتھ تو دوسرا سرا معلّم کائنات اور مقصو
کائنات رحمۃ اللعالمین ﷺ سے جاملتا ہے۔اسی نور مبین سے تعل
جوڑنے کے لیے حیدرآباد سے قندہار کا سفر کیا اور واصل بارگاہِ الٰہ
حضرت شاہ محمد رفیع الدین علیہ الرحمہ جو حضرت خواجہ رحمت اللہ
نائب رسول اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں ان کے دست حق پرست پر مر
ہوکہ چھ ماہ تک منازل سلوک طے کیا اور چاروں سلاسل قادریہ
چشتیہ ونقشبندیہ ورفاعیہ میں اجازت وخلافت حاصل کر
حیدرآباد تشریف لائے۔

آپ جب حضرت شاہ رفیع الدین قندہاری ک
خدمت میں مرید ہونے کے لیے حاضر ہوئے تو اطمینان قلب ک
لیے یہ خیال کیا کہ آپ کی کوئی کرامت دیکھ لوں تو بیعت کرلوں گ
اتنے میں ایک شخص آپ کی بارگاہ میں ایک ٹوکری میں کچھ لڈّو
کر حاضر ہوا اور بیعت کیا اس کی بیعت کے بعد حضرت پیرومرش
نے حضرت قطب الہند کو خطاب کر کے کہا: میر صاحب! اس ٹوکر
کولواور ہرایک کوسات سات لڈّو تقسیم کرو تو آپ نے فرمایا، حضر

میں سات ہی لڈّو ہیں تو آپ کے پیر و مرشد نے فرمایا، ہمارا
ل ٹوکری پر ڈھانک کر تقسیم کردو تو آپ نے حسب الحکم حضرت
رکا رومال ٹوکری پر ڈھانک کر سات سات لڈّو تقسیم کر دیے، اس
بعد رومال اٹھا کر دیکھا تو اتنے ہی سات لڈّو باقی تھے۔(۱۲)

جب آپ ایسے عظیم الشان پیر و مرشد کے فیضان سے
ال ہو کر دکن تشریف لائے تو آپ کا معاملہ نورٌ علیٰ نور ہو گیا۔

آپ کی اخلاقی اور روحانی تعلیمات کے اثر سے کئی
راہوں نے راہِ ہدایت پائی اور کئی سالکان طریقت کے سینوں کو
وعرفان کے فیضان سے منوّر کیا۔ چنانچہ غلام رسول صاحب
ن کا پہلا نام راجہ سنبھو پرشاد تھا مع متعلقین مشرّف بہ اسلام
ئے، اسی طرح غلام مرتضیٰ جن کا پہلا نام متیّا تھا جو راجہ چندو لال
دو ہزار باقاعدہ فوج کے کمندان تھے راجہ کی اجازت سے آپ
دست حق پرست پر تین سو (۳۰۰) ہمراہیوں کے ساتھ اسلام
ئے۔ اور صاحب حسین جن کا پہلا نام صاحبو تھا جو ایک ہزار فوج
افسر تھے اپنے دوسو آدمیوں کے ساتھ مشرّف بہ اسلام ہوئے،
ب یہ تین بڑے ذی مرتبہ اشخاص مسلمان ہوئے تو کئی لوگ
ام کے دائرے میں داخل ہوئے جس سے سرزمین دکن میں
ام کو فروغ ملا، (۱۳)

یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہر دور میں
ام کی اشاعت کا کام سب سے بڑھ کر صوفیاء نے کیا، اسلام
ر کے زور سے نہیں بلکہ اولیاء وصوفیاء کی اخلاقی و روحانی
مات کے نور سے پھیلا۔

اگر عالم کے پاس تبلیغِ دین کے لیے تحریر و تقریر کا ذریعہ
تو صوفی کے پاس مزید ایک ایسی قوت ہوتی ہے کہ جس سے
ر ل نرم دل ہو جاتے ہیں، اور وہ قوت صوفی کی باطنی توجہ اور
روحانی اثر ہے، جو اسے محض اللہ اور اس کے رسول کی سچی محبت ا
حضور نبی اکرم ﷺ کی کامل پیروی کے نتیجہ میں حاصل ہوتی ہے۔

باطنی توجہ: حضرت قطب الہند کی باطنی توجہات کے ک
ایک واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ جس کو حضرت ش
الاسلام فضیلت جنگ بانی جامعہ نظامیہ کے برادر محترم حضرت
مولانا محمد امیر اللہ فاروقیؒ نے مناقب شجاعیہ میں بیان کیا:

جناب رحیم خان صاحب کا بیان ہے کہ ایک ب
میرے دل میں خطرہ گذرا کہ شاہ سعد اللہؒ اور شیخ جی حالیؒ ک
مریدین میں جو حالت وجد کی ہوتی ہے اگر ہم لوگوں میں ہو جا
تو کیا خوب ہے پس ادھر حضرتؒ کے قلب مبارک پر ان کے خطرہ
اثر اس طرح ہوا کہ وقت نیم شب حضرت قدّس سرّہ نے لف
(اللہ) جل جلالہ کو ایک چیخ (یعنی ضرب) کے ساتھ ادا فرما
کھڑے ہو گئے، اب جتنے لوگ اس وقت سو رہے تھے سب پر اس
کلمہ کی نورانیت نے اس طرح اثر کیا کہ سب لوگ وہی لفظِ مبارک
کہہ کر اٹھنے لگے اور یہ رحیم خان کی یہ حالت ہوئی کہ وہ بھی چ
مار کے مع بستر اپنے روبرو دروازے پر جا گرے اور ایسا شور و غل ہ
کہ مدرسہ گونج اٹھا، تعجّب تو یہ تھا کہ صبح جو شخص بھی شب کا واق
دریافت کرتا لاعلمی بیان کرتے، رحیم صاحب اپنے خطرہ سے متن
ہو کر پھر کبھی اس قسم کا خطرہ نہیں لائے۔ (۱۴)

اولیاء کاملین اپنے مریدین کے اعمال واحوال ک
نگرانی کرتے ہیں، اور ان کے احوال پر مطلع ہو کر ان کو گناہو
سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں، حضرت میر شجاع الدین علیہ الرحم
کامل ترین صوفی تھے اس لیے ہم ان کی زندگی میں یہ کیفیت نمایا
طور پر دیکھ سکتے ہیں۔ مناقب شجاعیہ میں ایک تفصیلی واقعہ مذکور
کہ ایک مرید ایک فاحشہ عورت کے ساتھ زنا کے ارتکاب ک

ب تھا کہ حضرت قدس سرہ کی شبیہ حیرت سے انگلی دانتوں میں
ے کرآ کھڑی ہے، وہ گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا اور اس عظیم گناہ سے بچ
۔(۱۵)

آپ کے خاندان میں مستورات دانتوں میں مسّی
ں لگایا کرتے تھے کیوں کہ اس سے غسل میں ازالہ جنابت پوری
ح نہیں ہوسکتا، آپ کی پوتری کے خوش دامن صاحبہ مسّی لگانے
ضد تھے، ایک دن انہوں نے دلہن کو مسّی لگا کر شادی میں لے
، اور اس شب کو حضرت قبلہ اپنی پوتری کے خواب میں آکر اس
ر سے ہونٹوں کو مروڑا کہ ہونٹ ورم کر گئے، اور فرمایا کہ کیوں مسّی
ں، صبح کو جب بیدار ہوئے تو ہونٹوں پر ورم تھا، جب سے دلہن
کبھی مسّی نہیں لگائی۔

وہ صوفیاء کرام جو ولایت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہوتے
ا انتقال کے بعد بھی اپنے مریدین اور متعلقین کی اصلاح کرتے
تے ہیں۔ حضرت قطب الہند کے انتقال کے بعد آپ کے
یدین جوشِ عقیدت سے کہتے تھے کہ حضرت نے نقل مقام فرمایا
اور وہ موجود ہیں، اس بات پر حضرت کی بہو نے جو حضرت میر
دائمؒ کی اہلیہ تھیں، کہا کہ لوگوں کا عجب خیال ہے کہ وہ زندہ ہیں
رت تو انتقال کر گئے ہیں، اس سے صرف باپ دادا کی تعریف
سود ہے، اسی شب حضرت اپنی بہو کے خواب میں آکر تبسّم
تے ہوئے اور داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں کہ لوگ
و کہتے ہیں کہ مر گئے دیکھو ہم تو زندہ ہیں۔ صبح محترمہ اس عقیدہ
دہ سے باز آ گئی۔(۱۶)

مرتبہ ولایت: حضرت میر شجاع الدین علیہ الرحمہ ولایت
عظیم درجہ پر فائز تھے، آپ صرف صوفی نہیں بلکہ صوفی گر تھے،
ج حیدرآباد دکن میں آپ کی ولایت اور سلسلہ کا فیضان سورج

سے بھی زیادہ روشن ہے۔ کیوں کی سورج صرف ظاہر کو منوّر کرسک
ہے باطن کو نہیں، سورج غروب ہو کر تاریکی پیدا کرتا ہے اور اولیا
زمین میں غروب ہو کر انتقال کے بعد بھی ان کی روشنی اور فیضا
میں کمی نہیں آتی، ان کے فیضان کا تسلسل ان کے سلسلہ کے
بزرگوں سے جاری وساری رہتا ہے۔ حضرت قطب الہند کا فیضا
آپ کے دونوں پوتروں میں سے خصوصاً آپ کے نبیرہ حضر
سید دائمؒ سجادہ نشین اول کے علاوہ حضرت قطب الہند کے اور ایک
خلیفہ خاص حضرت مولانا حافظ میر پرورش علی المعروف سید مح
بادشاہ حسینی علیہ الرحمہ سے خوب عام ہوا۔

حضرت قطب الہند کے فرزند حضرت میر عبدال
شہید بے حد نیک متّقی، صاحب دل جیّد عالم تھے ان کی صاحب
زادی کا نکاح حضرت قطب الہند کی موجودگی میں حضرت سید مح
بادشاہ حسینیؒ سے ہوا، جن کے چار فرزند سب ولایت کے درجہ پر فا
ہوئے۔ ا۔ حضرت سیّدی خواجہ محبوب اللہؒ ۲۔ حضرت سید احمد ع
شاہؒ ۳۔ حضرت سید شاہ محمد مکّی میاںؒ ۴۔ حضرت علّامہ سید عمر حسی
انہیں ''اقمار دکن'' کہا جائے تو کوئی مبالغہ نہیں ہوگا۔ اور
درحقیقت اس آفتاب دکن کا فیضان ہے جنہیں قطب الہند میر شجا
الدینؒ کہا جاتا ہے۔

خصوصاً آپؒ کی پوتری حضرت خواجہ محبوب اللہؒ کی
والدہ ماجدہ ہیں، آپ کی ولادت سے قبل ہی آپ کے نانا حضر
میر شجاع الدینؒ اپنی پوتری کے گھر آنے والے نواسے کی پذیرا
کے لیے تشریف لا چکے تھے، حضرت خواجہ محبوب اللہؒ نے ولاد
کے بعد لخت جگر کو گود میں لے کر اپنی پوتری سے انتہائی مسرّت کے
ساتھ فرمایا کہ ''اماں! یہ بچّہ بڑی شان والا ہوگا''(۱۷)

قطب دکن: حضرت سیدنا حافظ میر شجاع الدینؒ صرف صوفی

ں، بلکہ اپنے وقت کے امام الصوفیاء تھے کیوں کہ جس کے اندر
فیاء کرام کی سرداری کی اہلیت ہوتی ہے اسی کو قطب بنایا جاتا
۔ آپ اپنے زمانے میں قطب دکن تھے، جس کی شہادت مختلف
یقوں سے ملتی ہے، جناب غلام جیلانی خان نے ایک مرتبہ
ب دیکھا کہ ایک عظیم الشان دروازے پر ایک ذوالفقار لگی ہوئی
میں نے پوچھا کہ یہ کس کا محل ہے؟ لوگوں نے کہا کہ حضرت علی
لیٰ رضی اللہ عنہ کا محل ہے۔ اس وقت ایک طرف سے یہ آواز
ہی تھی کہ مولوی شجاع الدین اس زمانے کے شیخ الاسلام اور
ب ہیں۔ ہر چند میں نے ادھر ادھر دیکھا مگر کوئی کہنے والا نظر نہیں
۔ صبح خان صاحب حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب کا
ہ کہنا چاہتے تھے کہ حضرت قدّس سرہ نے فرمایا (معلوم ہوا)
ری بار پھر کہنے کا ارادہ کئے تب بھی آپ نے اسی طرح فرمایا (
وم ہوا) تیسری مرتبہ پھر جب کہنے کا قصد کئے تو فرمایا خبردار
ی زندگی تک اس واقعہ کو کسی سے نہ کہنا چنانچہ آپ کے وصال
بعد انہوں نے سارا واقعہ بیان کیا (۱۸)

آپ اپنے احوال وکرامات کے چھپانے میں شدید
ام کرنے کے باوجود بہت سی کرامات آپ کی سیرت کی کتابوں
وارد ہیں۔ جیسا کہ صاحب گلزار آصفیہ نے آپ کے احوال
فرمایا۔

کر بر مشک گردد پردہ صد توی۔۔۔ کند غمازی از صد پردہ اش
۔۔۔ضیاء آفتاب و ماہتاب از ہزار پردہ پردہ دری می کند چوں
ور خالق بیچوں چناں بود کہ ہزار ہا مردم بفیض عام آنجناب
فیض شوند وراہِ ہدایت پویند خود بخود اشتہار کمالات آنجناب
ہور آفاق شد'' (۱۹)

حضرت کے انتقال کے چار پانچ روز قبل آپ کے
مرید جناب غلام رسول صاحب نے خواب دیکھا کہ میں دیوا
خانہ میں بیٹھا ہوں اور حضرت زنانی مکان میں سے باہر تشریف فر
ہوئے، حضرت کے پیچھے بہت سے لوگ تھے، میں نے ان سے
پوچھا کہ حضرت اتنا جلدی کہاں جا رہے ہیں تو لوگوں نے کہا کہ
کو معلوم نہیں حضرت یہاں کے قطب تھے اب حضرت کو حضور نـ
اکرم ﷺ کا حکم ہے کہ اپنی جگہ پر قطب الدین کو جو پتّھر گٹّی میں
رہتے ہیں مقرر کر کے حضرت خواجہ رحمت اللہؒ کی زیارت کے بعد
مدینہ منوّرہ میں حاضر ہونا ہے اس لیے آپؒ جلدی سے جارہے
ہیں، چنانچہ اسی روز سے آپ کی قبر مبارک بنانے کی تیاری شرو
ہوئی اور اس خواب کے چار روز بعد آپ نے دار فانی سے دار بقا ک
طرف کوچ فرمایا۔ (۲۰)

آپ کی وفات ۴ محرم الحرام ۱۲۶۵ھ میں ہوئی، آپ کا سـ
وصال (از دکن وائے آفتاب برفت) یعنی ہائے دکن سے آفتا
رخصت ہو گیا، سے نکلتا ہے۔

یہ تاریخ محض جذباتی انداز سے نہیں نکالی گئی، بلکہ آپ کے
زمانے کے اولیاء کا یہی تاثر رہا، حضرت حافظ محمد علی خیر آبادی علیـ
الرحمہ کو جب آپ کے وصال کی اطلاع ملی تو ایک سرد آہ کھینچی ا
فرمایا کہ ''دکن کا آفتاب غروب ہو گیا'' (۲۱)

تصنیفات وخطبات: آپ علیہ الرحمہ نے بحیثیت عا
ربانی اور باعتبار صوفی لوگوں کی اصلاح کے لیے اور ان کے دلوا
میں حبّ الٰہی کی شمع کو روشن کرنے کے لیے تعلیم کے ساتھ ساتھ
تصنیف اور تقریر خطبات کو بھی ذریعہ بنایا۔ آپ اردو، عربی او
فارسی کے قادر الکلام شاعر تھے، آپ کی شاعری صوفیانہ جذبات
سے بھری ہوئی ہے۔ آپ کی تصنیفات علوم شریعت اور طریقـ
کے جامع ہیں، آپ کے مناقب میں موجود کتابوں میں آپ کـ

۱) تصانیف کا ذکر ملتا ہے۔بعض محققین نے اس سے بھی زیادہ کا
رہ کیا ہے، جیسا کہ جناب محمد اقبال مجددی صاحب تذکرہ علماء و
ئخ میں رقم طراز ہیں۔ ''حضرت حافظ میر شجاع الدین حسینیؒ کی
بی، فارسی اور اردو کی (۱۵) تالیفات کے نام و سراغ ملا ہے۔ان
ا اکثر مرید بھی صاحب تصنیف گذرے ہیں، ان میں سے
راللہ شاہ حیدر نے اردو ادب میں اہم کتابیں یادگار چھوڑی ہیں،
ری شخصیت بدر الدین خان رفعت جنگ تمیز صاحبِ دیوان
عر اور کئی کتابوں کے مولف تھے ان کی قابل ذکر کتاب وقائع
میہ ہے جو آصف جاہی عہد کی تاریخ ہے۔(۲۲)

آپؒ کے خطبات کے اہم موضوعات، تقویٰ وخوف
، دل کو حبّ دنیا سے پاک کرنا اور غفلت سے بیداری اور
رت کی تیاری ہیں۔جیسا کہ آپ نے ایک خطبہ میں کتنے
صورت اسلوب سے عربی اور فارسی اشعار کو جمع کیا ہے۔(۲۳)

طوبیٰ لقومٍ تقشعرُّ جلودھم
وقلوبھم وجفت مع الاکبادِ

خوش خبری ہے اس قوم کے لیے جن کے بدن کانپ اٹھتے
، اور ان کے دل جگر کے ساتھ دھڑکنے لگتے ہیں۔

یدعونه طمعاَ وخوفاَ فی الدُّجی
کُحلُ العیون بکُحل طولِ سُھادِ

تاریکی میں امید وخوف کے ساتھ اس سے دعا کرتے
، طویل بیداری کے سرمہ سے جن کی آنکھیں سرگیں رہتی ہیں۔

و تدبّروا آیاته و تذکّروا
وتزوّدوا للموت خیرَ الزّاد

اس کی نشانیوں میں سوچ وبچار کرو اور موت کے لیے
رین توشہ تیار کرلو

اِن لم تکونوا عالمی عربیّة
بالفارسیّة فاستمعوا اِنشادِ

اگر تم عربی زبان نہ جانتے ہو تو فارسی زبان میں میر
اشعار سنو۔۔۔

دنیائے فانی نیست جائے شادی
برعیش شیرینش مکن فرہادی

دنیائے فانی خوشی منانے کی جگہ نہیں ہے۔اس کی شیر
زندگی پر فرہاد (عاشق) نہ ہو جاؤ

لذّات دنیا شہد زہر آمیز دان
از دست خود بر خُود مکُن بیدادی

تو دنیا کی لذتوں کو شہد آمیز زہر جان لے۔خود کے ہاتھو
سے خود پر ظلم مت کر۔

دل را چہ می بندی دریں دار الفنا
خواہد شدن ویرانہ ایں آبادی

اس فنا ہونے والے گھر میں تو دل کیوں لگاتا ہے۔ایک
دن اس کو فنا ہونا ہے۔

گر بندہ ای حق را بجاں کن بندگی
وز بند نفس خود بجُو آزادی

اگر تو حق کا بندہ ہے تو دل وجان سے بندگی کر اور اپنے نفس کی قی
سے اپنی آزادی تلاش کر

آپؒ کے اشعار صوفیانہ تعلیم کے ساتھ ساتھ اد
وانشاء کا بہترین نمونہ ہیں۔صوفی اپنے تمام کمالات اور مراتب ک
باوجود تواضع کا نمونہ ہوتا ہے، وہ اپنی علم وزہد پر فخر نہیں کرتا کیونک
اس کا مقصود رب تبارک وتعالیٰ ہے، جیسا کہ آپ اپنی ایک صوفیا
غزل میں فرماتے ہیں۔(۲۴)

ایکہ برعلم وزہدمی لافی　　حور وغلماں ترا، خدامارا

اے وہ شخص جو اپنے علم اور زہد پر لاف زنی کرتا ہے، (شیخی
...ارتا ہے) تجھ کو حور وغلماں مبارک اور ہم کو خداوند تعالیٰ

بچہ ارزد جہاں بچشم فقیر　　دولت فقر شد عطا مارا

فقیر کی نگاہ میں دنیا کی قیمت کیا ہوسکتی ہے، (جبکہ) ہم کو
...ی دولت عطاء ہوئی ہے۔

غرض کہ آپ کی تعلیمات رہروانِ شریعت وسالکانِ
...یقت دونوں کے لیے ایک انمول خزانہ اور مینارۂ نور ہیں۔

...لّی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ
...حبہ اجمعین۔

...ادر ومراجع:

...ا دیکھیئے: سیر اعلام النبلاء، علامہ ذہبیؒ۔
...) خطبات شجاعیہ، حضرت سیدنا میر شجاع الدین حسینؒ، ص:۲۲۶
...) تاریخ گلزار آصفیہ، ص:۴۱۲
...) محبوب التواریخ : جلد۲ص۱۰۰۳
...) مناقب شجاعیہ حضرت مولانا محمد امیر اللہ فاروقیؒ، ص:۶۶۔۶۷
...) گلزار آصفیہ، ص:۴۱۴
...) کشف الخلاصہ، ص:۳۸
...) گلزار آصفیہ، ص:۴۵
...) گلدستہ تجلّیات، جناب سید محی الدین قادری صاحب، ص:(۱۰)
...) خطبات شجاعیہ ص:۲۲۸
...) مناقب شجاعیہ، ص:۶۸
...) گلدستہ تجلّیات، ص:۱۲
...۱) دیکھئے تفصیل: مناقب شجاعیہ، ص:۱۳۲۔۱۳۷
...۱) مناقب شجاعیہ، ص:۱۳۹۔۱۴۰
(۱۵) تفصیل دیکھیے مناقب شجاعیہ: ص:۱۴۰۔۱۴۲
(۱۶) مناقب شجاعیہ، ص۱۷۵
(۱۷) مختصر حالات شاہؒ (حضرت بادشاہ حسینیؒ) مرتّب سید مح...
الدین قادری، ص۲۶
(۱۸) مناقب شجاعیہ، ص:۱۴۸۔۱۴۹
(۱۹) تاریخ گلزار آصفیہ، ص۳۱۳
(۲۰) مناقب شجاعیہ: ۱۶۹
(۲۱) گلدستہ تجلیات، ص۱۳
(۲۲) تذکرہ علماء ومشائخ پاکستان وہند، جلد دوم، جناب محمد اقبال مجدد...
(۲۳) خطبات شجاعیہ، ص:۷۷۔۷۸
(۲۴) مناقب شجاعیہ، ص۱۰۱

☆☆☆☆☆

اِنسانی حقوق کے بارے میں اسلام کا تصور بنیادی طور پر بنی نوع انسان کے احترام، وقار اور مساوات پر مبنی ہے۔ قرآن حکیم کی رو سے اللہ رب العزت نے نوعِ انسانی کو دیگر تمام مخلوق پر فضیلت وتکریم عطا کی ہے۔ قرآن حکیم میں شرف انسانیت وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ تخلیق آدم کے وقت ہی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا اور اس طرح نسل آدم کو تمام مخلوق پر فضیلت عطا کی گئی۔

”حضرت قطب الہند بحیثیت حافظ قرآن وقاری عشرہ“

از ڈاکٹر شیخ محمد عبدالغفور قادری رحمت آبادی صاحب
شیخ التجوید جامعہ نظامیہ بانی ومہتمم مدرسہ محمدیہ تعلیم الاسلام بنڈلہ گوڑہ حیدرآباد

الحمد لله الذی نور الارض بنور ضیائه
صلٰوۃوالسلام علیٰ سیدنا ومولانا محمد
مصطفیٰ وآله واصحابه واتباعه ومحبیه واولیاء ه
لمائه الیٰ یوم الدین، امّا بعد
ل الله تبارک وتعالیٰ اعوذ بالله من الشیطان
جیم، بسم الله الرحمٰن الرحیم
فَعِ اللهُ الذِینَ آمنوا منکم والذین اُوتوا العلم
جات. (پ۲۸. المجادلة آیت ۱۱) ترجمہ: جوتم
سے ایمان لائے ہیں اور جو اہل علم ہیں اللہ تعالیٰ ان کے
جے بلند کرے گا۔

شہ نشین پر جلوہ فرما علماء ذی احترام ومشائخین عظام ودانشوران
وملت علی الخصوص ۱۷۵ ویں عرس شریف کے روح رواں
رت مولانا سید عبیداللہ آصف پاشاہ صاحب وذمہ داران
کین حضرات ومعزز سامعین اور پس پردہ سماعت فرمانے والی
ز بہنو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ تمام حضرات اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ ہمارا
ج کا یہ سمینار اور اجتماع حضرت قطب الہند غوث دکن حافظ
ی میر شجاع الدین حسین قادری علیہ الرحمۃ والرضوان کے
۱۷۵ ویں عرس شریف کے ضمن میں حضرت ممدوح کو خراج عقید
پیش کرنے کے لیے ہے۔

حضرت کی شخصیت علم وعرفان میں ولایت میں کتنی بلند پایہ
اس کو آپ مجھ سے پیش رو علماء کرام سے سماعت فرمائے اور بھی عل
کرام سے سنیں گے، جو کچھ کہ بیان کیا جارہا ہے یا بیان کیا گیا
حضرت کی شخصیت اس سے ماوراء ہے۔ موجودہ مادہ پرست د
میں حضرت کے مقامات کا اندازہ لگانا ناممکن نہ سہی مشکل ضر
ہے۔ ایسے اہل اللہ کے متعلق شاعر نے کیا خوب کہا

ایں سعادت بزور بازو نیست　　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

محترم حاضرین کرام آج کے سمینار میں احقر کا عنوان ہے
حضرت قطب الہند بحیثیت حافظ قرآن وقاری عشرہ“

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت میر شجاع الدین حسین قادر
علیہ الرحمۃ والرضوان کو بہت سے فضائل وکمالات سے سرفراز فر
تھا اور کئی ایک خوبیوں کے آپ مالک تھے۔ سب سے پہلی خوبی
ہے کہ آپ نسبی اعتبار سے باب العلم حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ ع
کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت محمد بن حنفیہ والدہ کا اصل نام خو
ہے۔ جو قبیلہ بنی حنیف سے تعلق رکھتی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ ع
نے مالکہ جنت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد خو

یہ سے عقد فرمائے جن سے محمد بن علی تولد ہوئے۔ عوام کی غلط فہمی دور کرنے کے لیے کہ حضرت محمد بن علی کی والدہ فاطمہ زہراء رضی عنہا نہیں ہیں یہ بتانے کے لیے ابتداء ہی سے محمد بن حنفیہ ے جانے لگے۔ حضرت میر شجاع الدین حسین قادری علیہ ۃ کا نسب اٹھائیس واسطوں سے حضرت امیر المومنین علی بن ابی ب رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔

برادران اسلام اولیاء اللہ میں کچھ وہ بزرگ ہستیاں ہیں جن کو تعالیٰ بچپن ہی سے چن لیتا ہے ان ہی چنندہ اللہ کے محبوبین میں حضرت میر شجاع الدین حسین قادری علیہ الرحمۃ ہیں۔ بچپن ہی آپ نے اپنے نانا کی نگرانی میں حفظِ قرآن مجید کی تکمیل کرلی، قرآن کوئی معمولی بات نہیں ہے، یہ دنیا کی عظیم نعمتوں میں سے نعمت ہے۔ اور سب سے بڑی نعمت و دولت ہے۔

عزیزانِ گرامی حفظِ قرآن سے متعلق بہت سی روایات اور دیث مبارکہ کو آپ لوگ بارہا سنے ہوں گے ہر چند کچھ احادیث رکہ حفظِ قرآن کی فضیلت و برکت سے متعلق عرض کردیتا ہوں۔ یث میں ہے کہ جس کو جامع ترمذی، ابن ماجہ وغیرہ میں روایت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس حدیث شریف کے راوی ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **من قراء القرآن فاستظهره فاحلّ لالـه و حرّم حرامـه ادخله الله به الجنّة وشفعه فی رةِ من اهل بيته كلهم قد وجبت لهم النّار۔** ں نے قرآن مجید پڑھا اور اس کو یاد کیا، پھر اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام سمجھا، اللہ تعالیٰ اس کو اس کی وجہ سے ت میں داخل فرمائے گا۔ اور اس کی شفاعت اس کے گھر کے

ایسے دس افراد کے حق میں قبول فرمائے گا جن کے لیے دوزخ لاز ہو چکی تھی۔

محی السنۃ امام بغویؒ نے اپنی کتاب شرح السنہ میں ایک حدیث روایت کی ہے۔ **اِحفظوا القرآنَ فاِنَّ اللهَ لا يعذِّب بالنا قلبُ وعىٰ القرآن۔** ترجمہ: تم قرآن حکیم کو یاد کرو۔ کیونکہ اللہ اس دل کو جہنّم کا عذاب نہیں دے گا جس کے دل میں قرآن مجید ہو (یع جس نے قرآن کو حفظ کیا ہو) وہ عذاب سے محفوظ رہے گا۔

کنز العمّال کی ایک روایت حفظِ قرآن سے متعلق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو حفظِ قرآن کی نعمت عطا فرمائی پھر اس نے یہ خیال کیا کہ کسی اور کو اس سے بہتر کوئی نعمت ملی ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت کے متعلق غلط خیال قائم کیا۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ جب حافظِ قرآن مرجا ہے تو اللہ تعالیٰ زمین کو حکم دیتا ہے کہ تو اس کے گوشت کو نہ کھانا، اس کے جواب میں زمین عرض کرتی ہے کہ الٰہی میں اس کے گوشت کیسے کھاسکتی ہوں جب کہ اس کے دل میں تیرا کلام محفوظ ہے (کنز العمّال)

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ قرآن کے حفّاظ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں جو ان سے دشمنی کرے گا تو وہ گویا اللہ تعالیٰ سے دشمنی کرے گا۔ اور جو ان سے دوستی کرے گا تو گویا وہ اللہ تعالیٰ سے دوستی کرے گا۔

(حضرات اب آپ سمجھ جایئے کہ حضرت اپنی قبر میں جسم کی سلامتی کے ساتھ ہیں، اور وہ اپنے معتقدین کی شفاعت بھی فرمائیں گے

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ سے حافظِ قرآن کی فضیلت ثابت

نی ہے، حضرت قطب الہند نے حافظِ قرآن بن کر اس فضیلت کو ل کیا۔ پھر حیدرآباد میں ایک حفظِ قرآن مجید کا مدرسہ قائم فرما کر یا آپ نے قرآن کی اشاعت، تلاوت، تعلیم وتعلّم حفظ وغیرہ تمام فضائل وکمالات کو حاصل فرمالیا اور اپنے اندر جمع کرلیا۔

حیدرآباد دکن میں آپ نے جس وقت جامع مسجد شجاعیہ میں ک مدرسہ حفظِ کلام الٰہی کے لیے قائم فرمایا تو اس وقت اس شہر ندہ بنیاد میں قرآن مجید کے حفظ کے لیے باضابطہ کوئی مدرسہ نہیں ۔آپ حافظ بھی تھے اور حافظ گر بھی۔ آپ نے مسلمانوں کو قرآن ظ کرا کے اس کو تحریف وتبدیلی سے بچالیا۔ اور قرآن کے محافظوں شامل ہوگئے۔

رت غوث دکن اور قرأت عشرہ:

یہ ایک مسلمہ بات ہے کہ ہرفن مسلمانوں کی خاص توجہ کا مستحق ۔اسی طرح فن تجوید وقرأت بھی، موجودہ دور میں مسلمانوں کی واہی سے خوف ہے کہ ہم کہیں اس وعید کے مصداق نہ بن یں۔ (قرآن مجید میں ہے یَا رب انَّ قَومی اتخذُوا هٰذا ـر آنَ مهجوراً۔ ترجمہ: اے میرے پروردگار یقیناً میری قوم اس قرآن کو چھوڑ دیا ہے) اور یہ بھی ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے مسلمان جہاں گئے اپنے ساتھ قرآن لے گئے، دنیا کے جس ہ میں پہونچے یا جس شہر وقصبہ وگاؤں میں آباد ہوئے وہاں پر ان مجید ضرور پڑھا اور پڑھایا جانے لگا۔ مگر المُلکُ و الدِّینُ وامانِ (یعنی بادشاہت اور دین یہ دونوں جڑواں ہیں) کے داق جو شہر یا ملک خالص اسلامی عربی حکومتوں کا دارالخلافہ بنا ی قرآن، قرأت کا مرکز بھی بنا۔ اور ایسا ہونا بھی ضروری تھا کیوں کہ قرآن مجید کی حفاظت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے رکھ ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے نَحنُ نزّلنَا الذِّکرَ وَاِنَّا لَ لَحَافِظُون (یعنی ہم نے قرآن کو اتارا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں) اور ایک جگہ ارشاد ہے کِتَابُ عَزِیزُ لا یَاتیہِ البَاطِلُ من بَین یَدَیہِ و لامِن خَلفِهٖ (یعنی یہ عزت والی کتاب ہے جھوٹ اس کے سامنے اور پیچھے سے نہیں آسکتا)۔ یہ صرف قرآن مجید کا خاصّہ ہے کہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لے لی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہر دور اور ہر زمانہ میں اپنے بیشمار بندوں کو اس کی خدمت اور حفاظت کے لیے کمربستہ رکھتا ہے جو قرآن کو اپ سینوں میں محفوظ رکھتے ہیں اور دن رات اس کی تلاوت اور اس کی خدمت میں لگے رہتے ہیں۔ قرآن مجید کے خادموں کے حق میں بہت سی احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کری ﷺ نے ارشاد فرمایا اَشرَافُ اُمَّتی حَمَلَۃُ القُرآ وَاَصحَابُ اللَّیلِ۔ (بیہقی) یعنی میری امت کے بزرگ تری لوگ حفاظ قرآن اور تہجّد گزار ہیں،) حضرت عثمان غنی رضی اللہ ع سے مروی ہے خَیرُکُم مَن تَعَلَّمَ القرآنَ وعَلّمَهُ۔ (بخاری ترمذی) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ک حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، خَیرُکُم مَن قَرَأَ القرآنَ و اَقر هٗ، یعنی تم میں بہتر وہ شخص ہے جس نے قرآن پڑھا اور دوسروں ک پڑھایا۔ (طبرانی)

ہندوستان میں جب سے اسلام آیا اسی وقت سے قرآن شریف کی تلاوت، ترتیل اور تجوید کا بھی اہتمام ہوتا رہا، لیکن

رت کے سبب اور حکومتوں کی تبدیلی کی وجہ سے اس عظیم فن کی
ب بے توجہی بڑھتی گئی، اور خاص طور سے جب ہمارے ملک
مغل کے آخری دور میں افراتفری شروع ہوئی اس کے بعد پھر
وستان انگریزوں کے قبضہ میں چلا گیا، تو اس وقت اور بھی بے
ہی بڑھ گئی۔ اور قرآن مجید کی تلاوت میں غیر معمولی فرق آ گیا۔
ل وتجوید سے ناواقفیت کی بناء قران کے معروف طریقہ سے
نا مشکل ہو گیا، تلاوت قرآن میں بہت سے لوگ مجہول طریقہ
تلاوت کرنے لگے۔ فن سے واقف کار علماء کی کمی ہوگئی ایسے
حضرت میر شجاع الدین علیہ الرحمہ حرمین شریفین سے علم حدیث
ن قرائت وتجوید میں مہارت تامّہ حاصل کرکے باضابطہ حرم کے
کرام سے سند قرائت حاصل فرما کر برہان پور اور پھر بعد میں
ر آباد تشریف لائے۔ آپ کا حیدرآباد تشریف لانا عوام الناس
لیے ایک عظیم نعمت سے کم نہیں۔ آپ جس وقت حیدرآباد
یف لائے وہ آصف جاہ کا دور تھا اہلیانِ دکن کے لیے آصف
ں دور بہت اچھا دور سمجھا جاتا ہے خاص طور پر علمی سرپرستی میں
عثمانی سلطان العلوم میر عثمان علی خان بہادر کا دور، تعلیمی بیداری
لمی ترقی کا دور کہلاتا ہے۔

میرے عنوان کا دوسرا پہلو آپ کے قاری ہونے کا ہے۔

آپ کا شمار اپنے وقت کے اکابر اور جیّد حفاظ وقرّاء میں ہوتا
۔ آپ ابھی سترہ اٹھارہ سال کے تھے کہ حج بیت اللہ کو روانہ
ئے اس وقت کو آپ غنیمت جانتے ہوئے حرمین میں موجود اکابر
اکرام، راویانِ قرآن یعنی قرأت اور راویان، حدیث یعنی
ثین سے حاصل کیے اور قرآن وحدیث میں سند حاصل کئے۔

آپ قرأت کے مختلف وجوہات کو اور روایتوں کو اپنے وقت کے
اجلّہ واکابر اور ماہر فن علماء سے اس علم وفن کو حاصل کیے۔ پھر اس کی
خوب مشق بھی کی جیسا کہ مناقب شجاعیہ صفحہ ۲۷ میں ذکر ملتا ہے۔

عادت شریفہ تھی کہ نماز فرائض وسنن ونوافل واشراق وضحیٰ
تہجّد میں ایک ایک قرآن علیحدہ علیحدہ پڑھا کرتے تھے۔ اس ا
پابندیِ اوقات سے آپ کی بزرگی کا اعلیٰ قیاس کیا جاسکتا ہے۔ آپ
علمِ قرأت کے بھی ایسے جیّد عالم تھے کہ سات قراءات میں سے
جس قرأت کو شروع فرماتے آخر تک قرآن مجید کو ایک ہی قرأ
میں ختم فرماتے تھے۔ (مناقب شجاعیہ کی عبارت ختم ہوئی۔)

حضرت قبلہ کو فن قرأت میں بھی کامل دسترس حاصل تھی
ساری دنیا میں اِس وقت قرآن مجید پڑھنے کے دس طریقے عمو
پائے جاتے ہیں۔ قرأت کے ان ہی طریقوں اور لہجوں کو قرأ
عشرہ کہتے ہیں۔ جیسا کہ آپ کے سفر حج کے احوال میں بتایا گیا
آپ عرب کے ماہر اساتذہ کرام سے اس فن کو حاصل کئے۔ شر
اعتبار سے اس فن کا حاصل کرنا فرضِ کفایہ کا درجہ رکھتا ہے۔ اس فن
کی اصل بنیاد یہ حدیث شریف ہے، ''نُزِّلَ القرآن علیٰ سَبع
احـــرف''، یعنی قرآن مجید سات حرفوں پر نازل ہوا۔ اس حدی
شریف کے روایت کرنے والے صحابہ کرام اتنے زیادہ ہیں کہ حد
تواتر کو پہونچتے ہیں، صاحبُ الاتقان فی علوم القرآن نے اکیس
صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کے نام ذکر کیے ہیں۔ قرأت سبعہ
حاصل کرنا علماء کے لیے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ کوئی مفسّر اس وقت
تک مفسر نہیں کہلاتا جب تک کہ وہ تلاوت قرآن کے ان لہجوں او
طریقوں سے واقف نہ ہو۔

سبعہ احرف سے کیا مراد ہے اس میں علماء متقدمین کا کچھ لاف پایا جاتا ہے۔اس حدیث شریف کے متعلق ابن سعدان ں نے لکھا ہے کہ یہ حدیث ان مشکل احادیث میں سے ہے جس معنی سمجھ میں نہیں آتے۔کیوں کہ لغت کے لحاظ سے حرف کے راق حروف تہجی ،کلمہ، معنی اور پہلو کے آتے ہیں۔''نُــــزِّل ر آن علیٰ سَبعَۃِ احرف'' کی کئی توجیہات محدثین نے بیان ہیں۔مگر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اس حدیث یف سے پتہ چلتا ہے کہ اس سے مراد سات قراءات ہی ہیں۔ حدیث شریف کو امام بخاری وامام مسلم نے اپنی صحیحین میں ذکر ہیں وہ حدیث شریف یہ ہے۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جبریل نے مجھے ہی حرف پر قرآن پڑھایا تو میں نے ان سے زیادتی کی ہش کی اور اسی طرح زیادتی کرنے کا طالب رہا یہاں تک کہ وہ ھ حرفوں پر پہونچ کر رک گئے۔

اُنزِل القُرآن عَلی سَبعَۃِ اَحرُفِ، سے اختلاف قراء مراد ہونے کی حدیث۔

قران مجید کے سات حروف پر نازل ہونے کی حدیث بخاری یف میں متواتر ہے۔اور اس کے راوی خلیفہ رسول اللہ امیر نین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول ﷺ کے عہد میں ہشام بن حکیم کو دیکھا کہ وہ سورۂ فرقان کو نماز اندر ایسے طریقہ سے پڑھ رہے تھے جس طریقہ سے مجھے رسول ﷺ نے نہیں پڑھایا تھا، جس کی وجہ سے مجھے غُصّہ آیا اور میں چاہا کہ نماز ہی میں لڑ پڑوں، مگر میں نے صبر کیا (اور نماز ختم ہونے کا انتظار کیا) جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے ان ک گلے میں چادر ڈالی اور سوال کیا کہ پڑھنے کا یہ طریقہ تم کو کس سکھایا، انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سیکھ ہے۔اس پر میں نے کہا کہ مجھے تو رسول اللہ ﷺ نے دوسر طریقہ سے سکھایا ہے، پھر میں انہیں کھینچتا ہوا رسول اللہ ﷺ ک خدمت میں لایا اور عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) یہ سورہ فرقان اس طریقہ سے نہیں پڑھ رہے ہیں جو آپ نے ہمیں سکھایا ہے۔حضو ﷺ نے فرمایا ہشام کو چھوڑ دو، اور ہشام سے فرمایا اچھا پڑھو انہوں نے اسی طرح پڑھا جیسا کہ میں نے ان کو نماز میں سنا تھا، اس پر حضور ﷺ نے فرمایا یہ سورت اسی طرح نازل ہوئی ہے۔پھر فر عمر تم پڑھو، تو میں نے اس طریقہ سے پڑھا جو آپ ﷺ نے مجھ تعلیم فرمائی تھی، یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا یہ سورت اسی طر نازل ہوئی ہے'' بے شک قرآن سات طریقوں پر نازل ہوا ہے جس طریقہ سے آسان معلوم ہو وہ طریقہ اختیار کرو،'' (بخاری ج ۲

سات حروف پر نازل ہونے کے سبب سے متعلق علامہ سید ع النور الصفاقسی نے بہت تفصیل سے بحث کی ہے جس کا خلاصہ کلا یہ ہے کہ حدیث شریف میں جو حرف ہے وہ لغۃً وجہ اور مجازاً قرآ کے معنی میں ہے۔

اُنزِل القُرآن عَلیٰ سَبعَۃِ اَحرُف ہی کیوں؟ سات سے ک یا زیادہ کیوں نہیں؟ اس کے جواب میں اکثر علماء فن تجوید ونحا نے کہا ہے کہ عرب کے اصل اور بڑے بڑے قبائل سات ہی تھ یہ کہ فصیح ترین لغات سات تھے۔(اسی لیے سات ہی پر نازل ہوا)

صحیح مسلم شریف کی روایت ہے کہ حضرت اُبی بن کعب رض

عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا
برے پروردگار نے مجھے یہ حکم بھیجا ہے کہ میں قرآن شریف کو
ک ہی حرف پر پڑھوں پس میں نے اس سے عرض کیا کہ میری
ت پر آسانی فرما، پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یہ حکم بھیجا کہ میں قرآن کو
ٹھ حرفوں میں پڑھوں۔اس روایت سے صاف ثابت ہو رہا ہے
تعداد کی حقیقت اور اس کا انحصار ہی اس حدیث میں مراد لیا گیا
اور اس سے سات قرأتیں مراد ہیں۔

سبعۃ احرف کے متعلق بہت زیادہ بحثیں پائی جاتی ہیں، اہل
ن میں نحوی ولغوی علماء کرام نے بہت بحث کی ہے ان میں
ے کچھ ضروری چیزیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔بعضوں نے
ما ہے کہ یہ اختلاف لغات کا اختلاف ہے مثلاً فتح، امالہ،
یق، تفخیم، ادغام، اظہار وغیرہ اس کی تھوڑی سی وضاحت کرتا
ں، زوات الیاء یعنی وہ کلمات جو ''ی'' پر ختم ہوتے ہیں۔مثلاً
ٰ، عیسیٰ، طویٰ، غویٰ وغیرہ اس کو سیدنا حمزہ کوفی اور علی کسائی
فی، موسی اور عیسی پڑھتے ہیں۔یعنی زبر کو زیر کی طرف مائل
کے امالہ سے پڑھتے ہیں۔دیگر قراء موسی وغیرہ کو الف مقصورہ
ے پڑھتے ہیں۔ترقیق را کے متعلق سب کے پاس یہ قاعدہ ہے
ر امتحرّک ہو تو اس پر جو حرکت ہوگی اس کا لحاظ کرتے ہوئے
یا باریک پڑھیں گے مگر سیدنا ورش جو امام نافع مدنی کے راوی
م ہیں ان کے پاس قاعدہ یہ ہے کہ را سے پہلے زیر ہو تو را کو
یک پڑھیں گے۔را کی حرکت کا لحاظ نہیں کریں گے جیسے
جُہم اگر را پر زبر ہو تب بھی را کو باریک پڑھیں گے۔اور سیدنا

ورش لام جلالہ کے علاوہ ہر وہ لام جس سے پہلے ص، ط، ظ، مفقو
ہو تو اس لام کو بھی پُر پڑھتے ہیں، جیسے عَن صَلَاتِہِم، اس طرح ا
عمر بصری کے پاس بہت سے حروف میں ادغام متقاربین ا
بصری کے دوسرے راوی سیدنا سوسیٰ کے پاس ادغام کبیر پایا جا
ہے۔اور امام ابوجعفر کے پاس نون ساکن وتنوین کے قواعد میں
حروف اظہار میں غ، خ کو شمار نہیں کرتے بلکہ یہ حروف نو
ساکن کے بعد آئیں تو وہاں اخفاء کرتے ہیں۔اسی طرح اما
عبداللہ ابن کثیر مکّی کے پاس مد منفصل میں صرف قصر کرتے ہیں
جب کہ دیگر قراء کرام وہاں پر توسط سے پڑھتے ہیں۔

بعض محدثین کرام نے سبعۃ احرف سے مراد عرب ک
مشہور سات قبیلوں کے لہجے مراد لیے ہیں، وہ قبیلے یہ ہیں، (ا
قریش (۲) ھزیل (۳) تمیم (۴) آزد (۵) ربیعہ (۶) ھواز
(۷) اور سعد بن ابوبکر۔یہ سب عرب کے قبائل ہیں ان قبائل ک
اپنے لہجوں میں قرآن مجید پڑھنے کی اجازت دے دی گئ
اگر چہ کہ قرآن مجید کا نزول خاص قبیلہ قریش میں ہوا لیکن قرأ
تمام لہجوں میں پڑھنے کی اجازت عطا کردی گئی۔اور بعض محدّثی
نے سبعۃ احرف سے سات احکام مراد لیے ہیں، جو یہ ہیں۔ام
نہی، حلال، حرام، محکم، متشابہ اور امثال ہیں۔

حاضرین کرام حضرت ممدوح ان تمام چیزوں سے بخوبی واقف ج
عالم دین، گمراہوں کو راہ بتانے والے اہل اللہ وہادیِ برحق تھے۔

اس فن میں بھی آپ کو یدطولیٰ اور مہارت تامّہ حاصل تھی
فن تجوید میں آپ ایک رسالہ منظوم لکھے ہیں۔جس طرح فن ف

کشف خلاصہ ہے اسی طرح ایک عمدہ رسالہ فن تجوید میں
ے۔ بہت ہی آسان اور عام فہم انداز میں مسائل تجوید بیان کئے
ں۔اس رسالہ کا نام رسالہ ہندی قرأت رکھے ہیں۔اس رسالہ
ابتداء حمد وثناء سے ہوئی ہے۔آپ لکھتے ہیں۔

حق سے جو ہو شروع کلام   اس کا بہتر ہے سب طرح انجام
ت کو قول کن سے ہست کیا   پھر دو عالم کا بندوبست کیا
ں اول ہے وہی آخر ہے   وہی باطن ہے وہی ظاہر ہے
خلق احمد مرسل   سب نبیوں میں افضل واکمل

ید کی ابتداء حمد وصلوٰۃ کے بعد اس طرح کیے ہیں۔

ں کے حروف اٹھائیس   اور الف کے ملا کے ہیں انتیس
الف کو نہ کوئی ان میں گِنا   کیوں کہ دو حرف سے وہ مل کر بنا

کچھ اشعار کے بعد حروف مدّہ کا ذکر کرتے ہوئے پھر
ے سے متعلق فرماتے ہیں۔

ہے الف کا مکان ہوائے دہن   معتبر قاریوں کا ہے یہ سخن
ا سے ماقبل ہے ہمیشہ زبر   فتح وضم، کسر وجزم نہیں اس پر

قرأت سبعہ وعشرہ کی ادائی میں سب سے زیادہ بحثیں الف
ہمزہ کی ہی ہیں۔ہمزہ کی ادائی میں یہ پانچ چیزیں پائی جاتی
ں۔ تحقیق،تسہیل،ابدال،ادخال،حذف اور یہی چیزیں قرأت
رہ کی تلاوت کے وقت ملحوظ رکھنا ہے۔جیسے(۱) ءَأَنذَرتَهُم
ں ہمزہ اس کے پورے صفات کے ساتھ پڑھنا تحقیق کہلاتا
ے۔(۲) دوسرے ہمزہ میں شدیدہ کی صفت کو ظاہر نہ کریں تو
یل ہوجاتا ہے۔(۳) دوسرے ہمزہ کو حرف مد سے بدل کر
اَئِنذَرتَھُم یہ ابدال ہے۔(۴) دونوں ہمزاؤں کے درمیان ایک
الف کا اضافہ کرکے اَئَنذَرتَھُم یہ ادخال ہے۔(۵) ایک ہمزہ
حذف کرکے جَاءَ اَحَدٌ کو جَا اَحد پڑھتے ہیں یہ حذف ہے۔
اخیر میں اس شعر پر اپنا مضمون سمیٹتا ہوں۔

کیا فکر کوئی قدرداں ہو کہ نہ ہو   ہم زندہ ہیں نام ونشاں ہو کہ نہ ہ

وما علینا الّا البلاغ المبین، والحمد لله ربّ العالمین

حسنِ نیت ہر عمل کی روح ہے:۔ یوں تو ہر عمل کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ایک اس کی ہیئت (Form) اور دوسری اس کی روح۔روح کا تعلق اس کے عقیدے اور نیت کے ساتھ ہے جبکہ ہیئت کا تعلق ظاہری شکل وصورت سے ہے۔کسی بھی عمل کے پیچھے جو باطنی نیت کارفرما ہوتی ہے اس سے وہ مقبول، نامقبول، پسندیدہ غیر پسندیدہ ٹھہرایا جاتا ہے۔الغرض حسن نیت ہی عمل کی روح ہوتی ہے۔اس کو ایک عام فہم مثال سے یوں واضح کیا جاسکتا ہے کہ ایک شخص راستے سے گزر رہا ہے کہ اسے سڑک کے درمیان ایک پتھر پڑا دکھائی دیتا ہے وہ اسے اٹھا کر دور پھینک دیتا ہے۔اب عمل ایک ہے لیکن اس کی نیت اس عمل کی جہت اور رخ کو بدل کے رکھ دیتی ہے۔اگر اس شخص نے گزرگاہ عام سے پتھر اس لئے ہٹایا ہے کہ اسے شک گزرا ہے یا کسی ذریعے سے اسے پتہ چلا ہے کہ اس کے نیچے کوئی رقم چھپی ہوئی ہے۔وہ اس پتھر کو ہٹاتا ہے، رقم جیب میں ڈالتا ہے اور چلا جاتا ہے۔اب دیکھنے والے نے اس کا پتھر ہٹانے کا عمل دیکھا ہے لیکن اس عمل کے پیچھے چھپی ہوئی نیت کو نہیں دیکھا کہ نیت کو ظاہری آنکھوں سے دیکھا نہیں جاسکتا۔اب ایک دوسرا شخص آتا ہے اس نے پتھر کو اس لئے ہٹایا کہ تھوڑی دیر میں رات کا اندھیرا چھانے والا ہے۔کہیں کوئی راہی بے خبری میں اس سے ٹھوکر کھا کر نہ گر جائے۔اس کا پتھر ہٹانے کا عمل کسی کو تکلیف اور گزند سے بچانے کیلئے تھا۔بادی النظر میں دونوں کا عمل دیکھنے والے کے لئے یکساں ہے اور اس میں رتی بھر فرق نظر نہیں آتا لیکن نیت جو دونوں کے عمل کے پیچھے تھی اس نے نتائج کے اعتبار سے زمین وآسمان کا فرق پیدا کردیا ہے۔اصل میں نیت محرک ہوتی ہے اور محرک سے عمل جنم لیتا ہے۔

حضرت قطب الہند بحیثیت ادیب وشاعر

ڈاکٹر عقیل ہاشمی سابق صدر شعبہ
اردو عثمانیہ یونیورسٹی

داعی اسلام حضور ختمی مرتبت آقائے دوجہاں حضرت
صطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی بعثت کا مقصد،اس دنیائے بے ثبات
پائیدار میں انسانی حیات کو پروردگار مطلق وحدہ لاشریک لہ کی
لی کے ساتھ ساتھ مخلوق خدا کی خدمت بھی ہے،ایمان وایقان کی
م منزلوں کی نشاندہی اس کے حصول کے ہمراہ اخلاقی وروحانی
ج کی درستگی ہے۔قوریہی اسلامی زندگی کی روح ہے کسی مسلمان
ندگی اس وقت تک اسلامی نہیں ہوسکتی جب تک وہ رسول اکرم
بہ کرامؓ اولیاء اللہؒ صوفیاء عظام کا راستہ اختیار نہ کرے اور اسلامی
شرے کی تعمیر کا عملاً مظاہرہ ہو اور یقیناً ایسے ہی معاشرہ کا ہر فرد
انفرادی حیثیت میں بھی مہتم بالشان ہوگا۔اور اس اخلاقی
روحانی اقدار کی اصلاح ونظام تربیت کے لئے ایسے مراکز کی بھی
ورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔جہاں طالبان حق اساتذہ کی
توں میں عملی تربیت حاصل کرسکیں۔خود آن رسالت مآب
ﷺ نے ان اصولوں کی وضاحت فرمائی۔آپ ﷺ کی نورانی
ت باسعادت وفیض اثر رحمت بے پایاں سے صحابہ کرامؓ جیسی
ں القدر ہستیاں ہمارے روبرو آئیں۔ان حضرات قدس کے
حدثین فقہاء،مفسرین قرآن،اولیاء اللہ صوفیاء کی زندگیاں
ے لئے مشعل راہ ثابت ہوئیں۔واضح رہیکہ زندگی کے ہر شعبہ
نظم وضبط (ڈسپلن) کی بڑی گنجائش ہے اور یہ اطاعت
انبرادی سے ممکن ہے اور پھر طاعت وہی اچھی ہوگی جو خوف سے
یں زیادہ محبت کی اساس پر قائم ہوجائے۔خصوصیت سے دینی

ماحوم میں یہ اطاعت کا مرحلہ اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول کی
اطاعت ہے۔اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر
منکم ہی نہیں بلکہ قرآن میں من یطع الرسول فقد اطاع
اللہ بھی موجود ہے،اس نظام تعلیم وتربیت میں شیخ طریقت یا معلم
کی حیثیت مرکزی اور اہم ہے،ہمارے مدرسے ہماری خانقاہیں
رشد وہدایت کا سرچشمہ ہیں یہاں متلاشیان حق یقیناً فیض یاب
ہوتے ہیں یہ کسقدر سچی بات ہیکہ حضور اکرم ﷺ کے مبارک
ومسعود عہد ہی میں دین صحیح کی تعلیم وتربیت کا اہتمام ہوگیا تھا صحابہ
کرامؓ دین حنیف کے رموز واوقات،اسرار وافکار کی ایک دوسرے کو
تعلیم دیتے،اسلام کے ظاہری معنوں کے پہلو بہ پہلو اس کے باطنی
معنوں اور نعمتوں کی تفصیل معلوم کرتے تھے ارشاد حق تعالیٰ ہے کہ
''فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام''(پ
جس کو اللہ ہدایت کرنا چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول د
ہے۔(پ ۲/۸)
تاریخ شاہد ہیکہ عہد نبوی سے ہی اسلام کی تعلیم وتربیت کا اہتمام
وانتظام ہوتا رہا ہے ہر دور ہر عہد میں اہل اللہ نے دین کی خدمت کو
اپنے لئے لازمی سمجھا اور ہمتن اس میں منہمک ومصروف رہے ع
دین کی پیروی یعنی اعمال صالحہ کے سلسلے میں شریعت محمدی ہی
منشور ہے جس کی روشنی میں انسانی ظاہر وباطن دونوں سنور سکتے ہیں
ایک دین پر کیا منحصر ہے انسانی حیات کا ہر فعل ہر عمل کا مبداء بان۔

کا ایک ظاہر بھی ہوتا ہے جبکہ باطن کی قوت گہرائی و گیرائی کی بڑی
ت ہوگی اسی طرح شریعت کا بھی ایک باطن ہے جسے طریقت کہا
ا ہے ان معنوں میں شریعت جسم اور طریقت جان یا اس کی روح
اور ان دونوں میں ایک ایسی مناسبت اور ربط ہے جسے علیحدہ
کے نہیں دیکھا جاسکتا یہاں شریعت اور طریقت کی وضاحت
رح ممکن ہے اور نہ ہی آج کا موضوع البتہ اتنا ضرور کہا جاسکتا
شریعت محمدی کی پابندی و پیروی انسان کو عروج و اوج بشری اور
ول قرب الٰہی کا اہل بناتی ہے اسلام کی دعوت اصل میں توحید
ول اخلاق الٰہیہ کی دعوت ہے انبیاء علیہ السلام کا یہی منصب تھا
ں کی تکمیل کے لئے سرورکائنات نبی آخرالزماں تشریف
ہوئے اور رسول اکرم کے قرآنی اعلان یزکیھم و یعلمھم الکتاب
مۃ (وہ تمہارے نفوس کا تزکیہ کرتا ہے اور تمہیں کتاب وحکمت کی
م دیتا ہے) کے ذریعہ احکام شریعت یعنی اسوہ حسنہ کے ذریعے
ب الٰہی کی جانب توجہ دلائی بعد ازاں یہ سلسلہ تعلیم و تعلم اولیاء اللہ
یاء کرام نے دین اسلام یا دستور الٰہی کی تفصیلات سے انسانی
ی کو واقف کروایا تزکیہ نفس تطہیر قلب تجلیہ روح کا معاملہ
ھایا، قرآن مجید میں ابتداء سے آخر تک اسی نقطہ پر گفتگو ملے گی کہ
ت اور اتباع رسول کے ذریعے خداشناسی اور اس کی نعمتوں سے
وری ممکن ہے نیز عشق رسول اور عشق الٰہی میں فنائیت کا مطلب بجز
ری و باطنی سعادتوں کا حصول ہے تب ہی تو اہل اللہ نے خدا
سول کی محبت کے لئے ان چار امور پر زیادہ توجہ دی یعنی شریعت
یقت، حقیقت معرفت اور اس کے بعد ہر صاحب ایمان اپنی
داد صلاحیت نیز فیضان رب کائنات سے درجۂ قرب و کمال پر
ہوسکتا ہے۔ یہاں یہ بات بھی ذہن نشین ہونا چاہئے کہ جو شخص
بہ پابندی ہوش و حواس شریعت مطہرہ سے روگردانی کرے وہ کسی ط
دائرہ اسلام میں نہیں ہوگا بالفاظ دیگر محض باطن ہی پر توجہ مرکوز کرے
وہ مسلمان نہیں کہلاسکتا یا پھر باطن کو فراموش کرکے ظاہر سے وابس
رہے وہ بھی صحیح الاعتقاد والا ایمان نہیں، قرآن حکیم میں ظاہر اور باط
دونوں کی جانب اشارے ملتے ہیں تفصیلات میں گئے بغیر یہاں می
ایک ایسے ہی خدارسیدہ بندۂ اخلاص و عاشق رسول کا تذکرہ مقص
ہے جس نے اپنی حیات مستعار کا ایک ایک لحظہ و ساعت دین محمد
کی ترویج و اشاعت اور اس کی خدمت کے لئے وقف کرچکا تھا میر
مراد شیخ الشیوخ قطب الہند حافظ و قاری حضرت میر شجاع الدین حسی
قدس سرہ العزیز کی شخصیت ہے جس کے اع
کردار و اوصاف، کمالات و خدمات کا اجمالی جائزہ بھی ہے۔
قطب الہند حضرت میر شجاع الدین حسینی رحمۃ اللہ علیہ دکن کے ا
چند اہل تقویٰ صاحبان کمال میں سے ایک ہیں جنہوں نے اپنی شبا
روز مساعی جمیلہ سراپا جدوجہد سے دین حنیف کی خدمت کو اپنا مقص
حیات بنایا اور جن کے علمی ادبی اور دینی کارناموں کو دیکھتے ہو
اہل نظر اہل علم حضرات کی جبین عقیدت بے اختیار جھک جاتی
حضرت ممدوحؒ کے حالات زندگی اور کمالات مجاہدات سے متعل
تاریخ کتب میں تفصیلات مل جاتی ہیں آپ سادات علویہ سے ہی
آپ کا سلسلہ نسب (۲۹) واسطوں سے حضرت سیدنا علی کرم ال
وجہہ سے جاملتا ہے۔ والد گرامی حضرت سید شاہ کریم اللہ بہاد
صاحب حال بزرگ تھے جبکہ جدامجد حضرت سید شاہ دائم صاحب
قبلہ بلند پایہ عالم فقہ فضائل و کمالات میں مشہور زمانہ تھے نواب ناص
جنگ شہید فرزند نواب قمرالدین خان آصف جاہ اول نے اپ
عہد اقتدار میں آپ کو برہان پور کی قضائت سپرد کی تھی مزید تار

ن پور تاریخ گلزار آصفیہ کے علاوہ بانی جامعہ نظامیہ حضرت محمد راللہ خان فاروقی فضیلت جنگ بہادر رحمۃ اللہ علیہ کے دادا رت قاضی محمد امیر اللہ فاروقی قندہاری نے حضرت قطب الہند سوانح اور احوال علم وفضل تصنیف وتالیف کے بارے میں ناقب شجاعیہ'' تحریر کیا اس کے علاوہ آپ کے سوانحی حالات کے ے میں صاحب ''سیرت شجاعیہ'' ابوالفضل سید شجاع الدین ثانی ع القادری فضلؔ والد ماجد سید شاہ عبید اللہ قادری آصف پاشاہ دہ نشین بارگاہ شجاعیہ نے باتمام وکمال اپنی علمی ادبی قابلیت تعداد کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک جامع تذکرہ ترتیب دیا جس آپ کے زہد وورع فضائل وکمالات تصانیف شاعری وغیرہ ہتمام ملیگا حضرت قطب الہند کی شخصیت کا واضح اور غیر معمولی قرآنی علوم سے شغف نیز شریعت محمدیہ کے بارے میں فقہی ل کی یکسوئی اس کی تشریح وترویج اور اشاعت کا انتظام تھا آپ تاحیات محض امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو پیش نظر رکھا، اس ن میں آپ نے اپنے جوہر طبع کو روبعمل لاتے ہوئے ایسے نامے انجام دئے جو صاحبان ربط ونسبت کے لئے نعمت غیر تبہ سے جدا نہ تھے چنانچہ ''سیرت شجاعیہ'' کے حوالہ سے یہ بات ی جاسکتی ہے۔

رت قطب الہند کے محاسن واخلاق کی صحیح تصویر دیکھنی حضرت مولانا عبدالقدوس تاشقندی امام الوقت کے ارشادات ں میں حضرت قطب الہند کے اخلاق اپنے مریدین خاص کے منے فرماتے تھے جو فیضات قدوسیہ میں وسیع دیکھے جاسکتے ، فرماتے ہیں حضرت قطب الہند نہایت پرہیزگار، اکثر چپ رہا تھے تھے نہایت سخی فیاض تھے کسی کے آگے حاجت نہ لیجاتے اہل

دنیا سے احتراز تھا دنیوی جاہ وعزت کو حقیر سمجھتے تھے، غیبت سے بچ تھے جب کسی کا ذکر کرتے تو بھلائی کے ساتھ کرتے بہت بڑے عا ادیب وشاعر، کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے، دن ورات میں سو(۱۰۰) نوافل ادا فرماتے روزانہ کا معمول تھا، روز نماز فجر میں تین پارے پڑھا کرتے۔

نماز تہجد میں دس (۱۰) پارے ختم کرتے اور حالت استراحت میں تلاوت کلام پاک زبان پر جاری رہتا، استغنا وقناعت کا یہ عالم تھا ک بادشاہ وقت ناصر الدولہ آصفجاہ رابع اور افضل الدولہ آصفجاہ خامس حضرت کے خاص معتقد وگرویدہ تھے جامع شجاعیہ اور لنگر خانے ک لئے جاگیرات معہ اسناد پیش کئے تو آپ نے لینے سے انکار کردیا ا تاکید فرمادی کہ ہماری زندگی تک ان باتوں کو روا رکھنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سرزمین دکن کو یہ فخر حاصل ہیکہ دکن میں پہلا حفظ قرآں وقرأت ک بنیاد آپ کی ذات بابرکت نے رکھی۔ (سیرت شجاعیہ ص۱۹ تا ص۲۲

اس اقتباس میں حضرت قطب الہند کے معمولات، عبادات ک علاوہ خصوصیت سے قرآن خوانی اور قرآن فہمی کا جو ذکر ملتا ہے اس سلسلے میں بجا طور پر کہا جاسکتا ہیکہ حضرت ممدوح علیہ الرحمۃ کو ابتد ہی سے قرآن اور صاحب قرآن نیز علم دین سے غیر معمولی تعلق خاطر رہا، اوائل عمری میں جب والد محترم حضرت سید شاہ کریم اللہ کا وصال ہونے پر قطب وقت حضرت سید محمد خواجہ صدیق عرف حضرت محی الدین ثانی جو آپ کے نانا ہوتے تھے ان کی زیر پرورش رہے بعدازاں شیخ کامل حضرت شیخ شاہ محمد رفیع الدین فارو قندہاریؒ کی خدمت میں حاضری دی کہا جاتا ہیکہ آپ نے دہلی ک حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے بھی اکتساب کیا تا آپ کے تبح

ں کا یہ عالم تھا کہ بیک وقت عربی ،فارسی اور اردو میں کلام کہتے
نچہ آپ کی تصنیفات وتالیفات کے بارے میں مختلف تذکروں
درج ہیکہ آپ نے کم وبیش سو(۱۰۰) سے زائد رسالے
ے،شاعری بھی کی اور بڑے طمطراق سے کی عربی میں دائم فارسی
ردو میں فقیر تخلص کرتے تھے آپ کا عربی دیوان کتب خانہ برہان
یں موجود ہے آپ کی تحریر کردہ اہم اور معروف کتابوں میں جوہر
ام (عربی) خطبات شجاعیہ (عربی) منظوم ومنشور، رسالہ رویئت
رسی)رسالہ فوائد جماعت (فارسی)رسالہ
قدر(فارسی)رسالہ سماع (فارسی)رسالہ سلوک قادریہ
رسی)رسالہ سلوک نقشبندیہ(فارسی)رسالہ علم
ت (ہندی) کے علاوہ مناجات ختم قرآن (منظوم)مزید
ات،مکتوبات وقصائد (ان قصائد میں سے ایک قصیدہ بغرض
اح حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی خدمت میں ارسال
، جواب میں شاہ صاحبؒ نے نہ صرف اس قصیدہ کو پسند فرمایا بلکہ
تحسین وقدر افزائی اپنے تین شعر روانہ کئے جس سے حضرت
ب الہند کی کمال شعر گوئی کا اظہار ہوتا ہے۔سلسلۃً یہ بات بھی گوش
زار کردوں کہ حضرت قطب الہند نے مناجات ختم قرآن
ظوم) میں جس اعلیٰ علمی ودینی تبحر وشاعرانہ قابلیت دکھلائی ہے وہ
نی ہوگی مناجات کے لغوی معنیٰ بعد حمد کردگار خلاق مطلق کی
ریائی اس کی جناب میں صدق دلی کے ساتھ دعا کی خواستگاری کی
ئے ،مولوی صاحب نے مناجات قرآن مجید میں اس امر کا
ماص رکھا کہ اس عربی قصیدہ کے ہر دعائیہ شعر میں قرآن حکیم کی
ں سورتوں کے اندراج کا اہتمام کیا ہے یعنی اولین شعر میں سورۃ
تحہ والبقرہ کے بعد سورۃ الناس تک لگ بھگ (۴۸) اڑتالیس
زشعار میں ایک سو چودہ (۱۱۴) سورتوں کے نام کا اظہار ملتا ـ
آخری تین شعر خالصتاً دعائیہ ہیں ،یہی نہیں خطبات شجاعیہ اسلا
مہینوں کی مناسبت سے خطبات تحریر کئے جبکہ جمادی الاول ا
جمادی الثانی کے پہلے خطبات منظوم عربی میں ہیں اس کے علا
حضرت قطب الہند سے قرآنی تفسیر تفسیر شجاعیہ بھی منسوب ہے جس
کے متعلق راقم الحروف کے استاد محترم ڈاکٹر سید حمید شطاری مرحو
(سابق صدر شعبہ اردو ایوننگ کالج عثمانیہ یونیورسٹی) نے اپنے
ایچ،ڈی کے مقالہ بعنوان قرآن مجید کے اردو تراجم وتفاسیر کا تنقید
مطالعہ ۱۹۱۴ء تک میں حضرت سید شجاع الدین حسین صاحب قبا
کی تفسیر تصریح وتفسیر پارۂ عم یتسأ لون وتفسیر پارۂ عم وتبارک کا تذکر
کیا ہے استاد محترم لکھتے ہیں۔

مولوی شجاع الدین صاحب کو مولانا شاہ رفیع الدین قندہار
(دکن) سے بیعت وخلافت حاصل تھی مولوی صاحب ـ
رشد وہدایت کے ساتھ درس وتدریس بھی جاری رکھی تھی ،قاضی امی
اللہ قندہاری نے مولوی صاحب کی سوانح عمری لکھی ہے یہ مناقب
شجاعیہ کے نام سے شائع ہوچکی ہے ان کے حالات اور تصانیف ک
تفصیل ادارۂ ادبیات اردو کے تذکرۂ مخطوطات جلد اول میں بھ
درج ہے عربی فارسی اور اردو کی پندرہ تصنیفوں میں رسالہ علم قرأ
اور اور کشف الخلاصہ یہ دو کتابیں اردو میں، کشف الخلاصہ (فقہ حن
پر منظوم رسالہ) ہے اس کے متعدد نسخے ادارۂ ادبیات اردو میں محفو
ہیں ان کے علاوہ زیر نظر تفسیر بھی اردو میں لکھی ہے۔مولوی صاح
کے حالات مولوی نصیر الدین ہاشمی نے اپنی کتاب ’’عہد آصفی ک
قدیم تعلیم میں بیان کیے ہیں‘‘ ص۳۴۴۔

اس طرح مندرجہ بالا تفسیر کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہیکہ مولو

ـب حضرت قطب الہند نے اس تفسیر کا نام تفسیر تصریح بھی رکھا
ا سے تفسیر الحمد سے بھی موسوم کیا گیا چونکہ عوام الناس میں پارۂ عم
ورۃ الحمد کی رعایت سے اسی نام سے کہا جاتا رہا ہے مزید کتب
آصفیہ موجودہ اورینٹل لائبریری اینڈ ریسرچ سنٹر انسٹیٹیوٹ میں
حضرت ممدوح کی اس تفسیر کا ایک مخطوطہ تفسیر پارۂ عم یتسائلون
نام سے موجود ہے اس کے علاوہ ایک اور مخطوطہ سالار جنگ
یم میں بعنوان تفسیر پارۂ عم تبارک کے بارے میں قیاس اغلب
یہ بھی حضرت قطب الہند ہی کا تحریر کردہ ہے واضح رہے کہ
رت ممدوحؒ کے ایک ہمعصر حضرت سید بابا قادریؒ مفسر سورۃ
ل بھی بہت مشہور ہیں ان دونوں حضرات کے طرز تفسیر کا تقابلی
لعہ بتلاتا ہیکہ حضرت سید بابا قادریؒ شرح وبسط کے ساتھ قرآنی
ت کی تفسیر کرتے ہیں اور حضرت قطب الہند ایجاز واختصار
معیت کو ملحوظ رکھتے ہیں بلکہ کہیں کہیں تشنگی ؟؟؟؟؟؟؟؟ ہوتا
۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق نے پرانی اردو میں قرآن مجید کے
جمے اور تفسیر میں اس کا ذکر کیا ہے، (قدیم اردو ص ۱۵۱)

ن اتفاق ہیکہ جس وقت میں نے یہ مقالہ لکھنا شروع کیا ہی تھا کہ
ب آصف پاشاہ موجودہ سجادہ نشیں بارگاہ شجاعیہ کا ایک واٹس
پ اور وائس میل ملا اس میں اس بات کا اظہار کیا گیا کہ الحمدللہ تفسیر
عیہ امسال زیور طباعت سے آراستہ ہورہی ہے موصوف نے
ی سہولت کے لئے اس کے ابتدائی صفحات (پیش لفظ وتقریظ
ب سید غوث محی الدین حسینی نصر الحق قادری) بھیج دئے، تقریظ
الحق قادری کے مطالعہ اور فراہم کردہ معلومات کی روشنی میں یہ
چلا کہ تفسیر شجاعیہ میں بشمول مذکورالصدر سورتوں یعنی سورۃ
تحہ، یٰس، الفتح، الرحمٰن، الواقعہ، سورۃ الجمعہ، الملک وسورۃ المزمل
کے علاوہ کوئی سینتیس (۳۷) سورتوں کی بھی تفسیر شامل ہے مز
نصر الحق قادری لکھتے ہیں۔

"الحمدللہ اس وقت تفسیر شجاعیہ کے چار مخطوطات پیش نظر ہیں، پہ
مخطوطہ گیارہ سطری ہے جس کی کتابت ۱۲۴۳ھ میں ہوئی۔ پارۂ عم ک
تفسیر ہے اس کے ابتدائی (۱۹) انیس صفحات نہیں ہیں اور یہ صفحہ نم
بیس (۲۰) پر سورۃ النباء کی آیت نمبر اٹھارہ (۱۸) سے شروع ہو
ہے اور صفحہ (۱۱۳) ایک سو تیرہ پر ختم ہورہا ہے۔

دوسرا مخطوطہ تفسیر تصریح کا ہے جس کی کتابت ۱۲۵۰ھ میں ہوئی پا
عم کی تفسیر ہے۔

تیسرے مخطوطہ میں پارۂ عم کے ساتھ پنج سورہ اور دیگر منتخبہ سورتیں
شامل ہیں اس کے جملہ ایک سو چھہتر (۱۷۶) صفحات ہیں زیر نظ
شجاعیہ تفسیر تصریح آصفی ۲۰۱۹ء صفحہ پر مشتمل ہے"

اس تفسیر میں پارۂ عم کے ساتھ سورہ فاتحہ سورہ یٰس سورہ الرحمٰن سو
الفتح سورہ الواقعہ، سورۃ الجمعہ، سورۃ الملک اور سورہ المزمل شام
ہیں۔

چوتھا مخطوطہ سب سے قدیم ہے اور تفسیر قرآن کے نام سے موسوم
اس کے جملہ ایک سو ستاون (۱۵۷) صفحات ہیں۔ یہ تفسیر قدیم مرو
طریقہ سے ہے جس میں پارۂ عم سے پہلے سورہ فاتحہ ہے جو بچوا
، عورتوں کم علم اور مصروف حضرات کا لحاظ رکھتے ہوئے سورہ فاتحہ سو
فاتحہ کے بعد سورہ ناس سے شروع ہوکر سورہ نباء پر ختم ہورہی ہے۔

تفسیر سجاعیہ حسب ذیل جملہ پر ختم ہوتی ہے کہ "تفسیر حسینی میں ہے ح
تعالیٰ نے قرآن شریف کو شروع کیا "ب" سے اور ختم کیا "س"
یعنی "بس" مومنوں کو جو کچھ کہ اس میں ہے" (ص ۵ ص ۶)

حضرت قطب الہند حافظ وقاری میر شجاع الدین حسینی قادری قدس

العزیز کے علمی ادبی کارناموں کے درمیان اردو کی ایک اہم
ب کشف الخلاصہ جوفقہ حنفیہ پرمبنی منظوم رسالہ ہے دراصل یہ
لہ فارسی میں کسی بزرگ سلف کاتحریر کردہ ہے جس میں بنیادی
ل مسائل کے ساتھ ارکان اسلام،ایمان نماز روزہ زکوٰۃ
ربانی) حج سے متعلق ضروری معلومات ہیں حضرت قطب الہندؒ
اس فارسی تحریر کو''ہندوی کشف الخلاصہ'' کے تاریخی نام سے اس
نظوم ترجمہ کیا ہےاس کے علاوہ کوئی (۳۸) اڑتیس ذیلی عنوانات
اسی میں منظوم طور پر واجبات وشرائط جمعہ، بیان نماز عیدین، نماز
وف وخسوف وغیرہ کو بڑے آسان انداز میں سمجھایا ہے،نموناً
ں مسائل نماز جمعہ دیکھئے۔

شرائط ہیں وجوب جمعہ کے	عاقل ہواور شہر کے اندر رہے
سی کا ہوغلام اورنہ دکھی	مرد بالغ آنکھ ثابت پاؤں بھی
ت شرطیں ہیں جو ہو جمعہ	شہر ہویا آس پاس اس کے فنا
شہ یانائب اسکا کوئی فرد	ظہر کا وقت اور جماعت چار مرد
ہ کا خطبہ کرے اول ادا	ہووئے اذن عام دروازہ کھلا
ب خطیب آبیٹھے منبر پر وہاں	اس کے آگے دوسری کہنا اذاں
ھڑا منبر پہ دو خطبے پڑھے	بیچ میں دونوں کے ایک جلسہ کرے
ہ خطبہ پڑھ چکے وہ نیک ذات	کوئی مقیم اٹھ بولے قدقامت الصلوۃ
ں ہیں جمعہ کی دورکعت تمام	جہر پڑھنا اس میں واجب ہے مدام

رت مختصر! قطب الہند جیسی کثیر الجہات شخصیت کے دینی علمی
بی کارناموں سے متعلق خامہ فرسائی یقیناً بڑا اہم اور نازک مرحلہ
حضرت ممدوحؒ کی اعلیٰ صلاحیتوں نیز دین حنیف خصوصاً مسلک
یہ کی تشریحات اس کے فقہ مسائل کی وضاحتی اور وہ بھی نہایت

سادہ سیدھے اسلوب میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ یہ صحیح ہیکہ حضرت
ممدوحؒ نے عربی اور فارسی میں ہی اپنی تصانیف وتالیفات کورقم ک
جبکہ اردو زبان میں محض دو ایک رسائل لکھے چنانچہ شاعری کی ذیل
میں جس قدر بھی کلام دستیاب ہوا وہ تمام کا تمام فارسی میں ہے حتی ک
مکتوبات بھی فارسی زبان میں ہیں واقعہ یہ ھیکہ اس زمانے میں عوا
اور سرکاری دونوں حیثیتوں سے فارسی زبان کا چلن تھا تاہم ایک
غزل کے صرف دو شعر درج کئے جاتے ہیں۔

بہ کسے نیست التجا مارا	بس بود درد دل دوا مارا
بہ خیالات خویش مشغولیم	ہست تا خوایش شغلہا مارا
بچہ ارزد جہاں بچشم فقیر	دولت فقیر سید عطا مارا

آخر میں اتنا عرض کرونگا کہ عزیز القدر محترم سید شاہ عبیداللہ قادر
آصف پاشاہ سجادہ نشین بارگاہ شجاعیہ قابل مبارکباد ہیں کہ اس د
ابتلاء وآزمائش نیز دین داری سے گریز وانحراف میں صاحبان ر
ونسبت شائقین علم صحیح وعمل صالح کے لئے عشق الٰہی تسکین وراحت
اور ایمانیات کی تعلیم وتلقین کا سامان مہیا کیا اور نہایت یکسوئی انہا ک
وزر کثیر خرچ کرتے ہوئے اپنے جد اعلیٰ کے ارشادات، ملفوظات
بصورت تفسیر، خطبات و آداب طریقت نیز شجرات جمیع سلاسل قادر
نقشبندیہ، چشتیہ رفاعیہ سے مستفید ہونے کا موقع فراہم کیا، ا
گفتگو کو حضرت ممدوح علیہ الرحمۃ والرضوان کے اس شعر پر خ
کرنے میں مسرت محسوس کرتا ہوں۔

علم عقل وزیرکان از جسرت وجو	سر بہ حبیب وپائے درداماں کشید

☆☆☆

حضرت قطب الہند بحیثیت خطیب

حافظ محمد آصف الدین قادری مولوی کامل جامعہ نظامیہ
استاذ الفقہ المعہد الدینی العربی

تعالی اپنے کچھ بندوں کو خاص غرض سے پیدا فرماتا ہے کہ وہ خلق خدا
ہر طرح سے فائدہ پہنچائیں خداد صلاحیتوں کی ودیعت کو بروئے کار
مخلوق کی خدمت کرے ،علمی وعملی ،مالی وفکری ،اصلاحی وروحانی
توں سے دوسروں کو فیضیاب کریں ان باکمال ،فیض بخش ،خداترس
لصین بندوں میں حضرت قطب الہند غوث دکن حافظ میر شجاع
ین حسین قادری چشتی نقشبندی رفاعی قدس سرہ العزیز ایک عبقری
یت صاحب تصانیف کثیرہ مختلف علوم وفنون میں یدطولی رکھنے
لے ،زبان وبیان پر یکساں قدرت کی حامل شخصیت ہے اللہ تعالی
رت قطب الہندؒ کو بیشمار خوبیوں سے بہرہ اندوز فرمایا تھا آپ علوم
یہ میں کامل دسترس رکھتے تھے قرآنی علوم وآیات ربانیہ سے
ف ،احادیث نبویہ ﷺ کے مضامین ومعانی کے شناور ،فقہی
لتوں سے آشنا ،عربی زبان وہ بیان کی لطافتوں سے واقف ،اور
م بلاغت اوراس کے اسالیب ودیگر کمالات سے بہرہ یاب تھے
ت اسلامیہ کے مصلح ،دوراندیش ،مفکراور بہترین خطیب تھے۔

ایسی بلند ہستی جو جامع الصفات ہوان پر کچھ کہنا لکھنا مثل
ج کو چراغ دکھانے کے مانند ہے تاہم آپکی علمی وادبی خدمات
صنیفی وتالیفی شاہکار سے خوشہ چینی کرتے ہوئے دلائل کی روشنی
کچھ رشحات قلم جو مریدین ومنتسبین وعقیدت مندوں اورسامعین
گوش گزار کیا جاتا ہے احقر کا عنوان
رت قطب الہند بحیثیت خطیب ہے

اللہ جل مجدہ کا ارشاد ہے **من عمل صالحا من ذک**
او انثی وھو مؤمن فلنحیینہ حیاۃ طیبۃ،ولنجزینھ
اجرھم باحسن ماکانوا یعملون ، سورہ نحل آیۃ نم
۹۷۔پ ۱٤) ترجمہ: جو کوئی مرد یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہوا
نیک کام کرے تو ہم اسکو پاکیزہ زندگی بخش دیتے ہیں تو اس آیہ
مبارکہ کی رو سے دیکھیں تو حضرت حیات ہیں ،شخصیات وفات پا
ہیں انکے کارنامے زندہ رہتے ہیں حضرت اپنے علمی ،روحانی ،اد
اوراصلاحی کارناموں کی بدولت زندہ ہیں
وہ کسی شاعر نے کیا خوب کہا کہ

میں مر کر بھی زندہ ہوں اہل وفا کی محفل میں
تو میری محفل میں آ میرا مزار نہ پوچھ

حضرت کے دیگر علمی کارناموں پر آپ فاضل مقالہ نگار حضرات ۔
سنیں گے میں اپنے مضمون پر آتا ہوں ،تقریر وتحریر ،احقاق حق وابطا
باطل کیلئے بہترین ذرایع ہیں حضرت نے نہ صرف تحریر وتقریر بلکہ فن
طبع آزمائی یعنی اشعار کے ذریعہ دین کی خدمات کی ہے کیونکہ اشع
بہ نسبت نثر کے زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں اور حدیث شریف میں ۔
جسکو امام ترمذی نے اپنی سنن ترمذی میں **کتاب الادب باب م**
جاء ان من الشعر لحکمۃ میں بیان فرمایا کہ شعروشاعری با
حکمت سے ہے اور یہ تیراندازی کا کام کرتا ہے۔ایک اور حدیہ

ف میں ہیکہ **ان المؤمن یجاهد بسیفه و لسانه** بیشک مومن
لوار اور زبان سے جہاد کرتا ہے (مشکوۃ المصابیح) ایک اور حدیث
یف جسکو امام بخاری نے **کتاب الطب** میں بیان کیا ہے کہ بیان
جادوئی طاقت ہوتی ہے **ان من البیان سحرا** اس آیت شریفہ
حادیث شریفہ کی روشنی میں حضرت قبلہ کی حیات کا جائزہ لیں تو
چلتا ہے کہ حضرت کی حیات مجاہدہ سیفی ولسانی سے تعبیر ہے کشف
صہ وغیرہ آپ کی نہ صرف طبع آزمائی بلکہ فقہ حنفی پر مدلل بدلائل
مسائل پر معلومات آفرین منظوم رسالہ ہے جو متعدد مرتبہ زیور
عت سے آراستہ ہو کر لاکھوں تشنگان وبندگان خدا کے افادہ
تفادہ کا ذریعہ بنا ہے، اس رسالہ کی مزید خصوصیات دیگر فاضل
ہ نگار حضرات سے آپ سنینگے حضرت کو زبان وبیاں پر نہ صرف
رتھا بلکہ آپ کی تقاریر میں ایسا اثر ہوتا تھا کہ بیشمار گم گشتۂ راہ ہدایت
تے تھے، بات یہ بھی وہ زبان سے نہیں بلکہ دل کی گہرائیوں سے
نے تھے جیسا کہ علامہ اقبال نے کہا

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

تعالی نے آپکو خطابت میں ایسا ملکہ عطا فرمایا تھا کہ اسلوب خطابی
تمام تر خوبیاں آپ کی ذات والا میں جمع تھی، تیرھویں صدی ہجری
ان باکمال شخصیات میں آپ کا شمار ہوتا ہے جنہوں نے سرزمین
ں پر علم وہدایت کے لئے شمع روشن فرمائے جنکی روشنی اور تابانیوں
اہل زمانہ آج تک فیض پا رہے ہیں، اللہ جل مجدہ کا ارشاد ہے
ع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة
ادلهم بالتی هی احسن، کے تحت آپ نے خطبوں کے ذریعہ
عوام وخواص کی رہنمائی فرمائی آپ کے خطبے بلاغت وفصاحت

کے اعلی معیار پر ہوتے تھے جنکا اندازہ سابق خطیب مکہ مسجد مصبا
القراء حضرت العلامہ مولانا محمد عبد اللہ قریشی الازہری صاحب علی
الرحمۃ والرضوان کی تقریظ جو کہ خطبات شجاعیہ میں مرصع ہے حضر
علیہ الرحمۃ رقمطراز ہیں ''قدوۃ السالکین زبدۃ العلماء والعالمین عارف
باللہ الشیخ الربانی حضرت الحافظ میر شجاع الدین الحسین، صاحب
کشف الاخلاصہ الشہیر علیہ الرحمۃ والرضوان کے خطبات جمعہ عید ی
عربی ادب کا بہترین شاہکار، مواعظ ونصائح کے اعلی درجہ کا مجموعہ
''حضرت قبلہ کی تقریظ کی عبارت یہاں ختم ہوئی (ماخوذ از خطبات
شجاعیہ) حضرت کے خطبات انتہائی ذی اثر ہوا کرتے تھے جیسا ک
حضرت قبلہ سابق خطیب مکہ مسجد اپنی تقریظ میں آگے رقم طراز ہیں ''
خطبے آج بھی اپنا اثر ویسا ہی رکھتے ہیں جیسے کے حضرت موصوف علی
الرحمۃ کے زمانے میں رکھتے تھے آج بھی انکی حیثیت مسلم ہے دیکھ
حضرت کے خطبات کا یہ عالم آج بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ آپ ک
حیات میں تھا اس کے بعد ایک اور تقریظ کا میں حوالہ دینا چاہتا ہو
جس سے حضرت کے خطیب ہونے کی شان اور واضح ہوتی ہے، جس
مولانا محمد سمیع اللہ خان صاحب سابق صدر مصحح دائرۃ المعارف
العثمانیہ نے لکھا ہے،
''یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ حضرت عارف باللہ الشیخ میر شجا
الدین قبلہ رحمۃ اللہ علیہ علم وفضل کے بحر بیکراں دین وملت کے مص
روحانیت کے علمبردار ہیں جنکی خدمات اسلامی معاشرہ کے کم وبیش ہ
جہت کا احاطہ کرتی ہے جہاں آپ اپنے حلقہ ارادت میں معتقدی
کے تزکیہ نفس کی عظیم خدمات انجام دئے ہیں وہیں آپ نے خلق ک
رشد وہدایت کیلئے ہر قسم کی ممکنہ سعی فرمائی ہے وہ بفضل ایزدی صاحب
منبر ومحراب رہے حضرت کی تقریظ کی عبارت یہاں ختم ہوئی (ماخوذ

بات شجاعیہ)موجودہ سجادہ نشین ومتولی بارگاہ عالیہ شجاعیہ کی
ات خاص سے حضرت ممدوح کے خطابات کو یکجا کر کے اصل
رت عربی مع اعراب وترجمہ بنام خطبات شجاعیہ شایع کیا گیا ہے
فادۂ عام وخاص خصوصا خطباء حضرات کے لئے ایک نعمت سے کم
ں ہے، یہ خطبات نہایت ہی بلیغ اوراعلی معیار کے ہیں مسجع مقفی
رات، قرآنی آیات واحادیث شریفہ سے عمدہ واقتباسات ،
ندلالات اورمضامین سال کے مہینوں اوران مہینوں میں پائے
نے والی خاص خاص مناسبات مثلا سال نو ہجری کا آغاز ماہ محرم
ام سے ہوتا ہے تو اسی مناسبت سے اہل بیت اطہار رضوان اللہ
م اجمعین کے مناقب وفضائل
وصا امام عالی مقام حضرت سیدنا ابی عبداللہ الحسین رضی اللہ عنہ کی
دت عظمی سے متعلق احادیث شریفہ پھراسی طرح ماہ صفر المظفر ،
دنیا سے بے رغبتی ،موت کی یادوغیرہ، ربیع الاول شریف میں نبی
یم صلی اللہ علیہ وسلم کی میلا دمبارکہ اوروہ معجزات باہرات کا تذکرہ،
وقت ولادت مبارکہ ظہور پزیر ہوئے بہت ہی عمدگی اور بے پناہ
یدت ومحبت سے بیان کیا اس خطبہ کا کچھ اقتباس سامعین کے
ں گزار کیا جاتا ہے،ولد صلی اللہ علیہ وسلم مکحولا
ختونا مقطوع السرۃ یوم الاثنین ،ووقع علی الارض
جدا رافع الاصبعین وخرج معہ نور اضاء مابین
خافقین حتیٰ رأت ھی ومن حولھا قصور
ام.... آپ صلی اللہ علیہ وسلم سرمہ لگائے ہوئے اورمختون اور
ف بریدہ بروز پیراس عالم خاک گیتی میں جلوہ گر ہوئے پیدا ہوتے
جدہ ریز ہوگئے اورآپ کے ساتھ ایک ایسا نور روشن ہوا جو زمین
ان پر چھا گیا آپ والدہ ماجدہ اورآپ کے ساتھ جو تھے انہو
نے ملک شام کے محلات کا مشاہدہ کیا اسی طرح دیگر ایام وشہود کی

مناسبتوں کے ساتھ ساتھ عوام وخواص میں دینداری، انابت الی ال
،مجاہدۂ نفس،فکر آخرت، اعمال میں اخلاص للّٰہیت اخوت ، اصلا
معاشرہ وغیرہ مضامین دلنشین کا منبع ہے علاوہ اسکے ان خطبات میں
خاص بات یہ دیکھی گئی
کہ عقائد اہل سنت جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام جو کہ ما ا
علیہ واصحابی کی غمازیت وعکاسیت پائی جاتی ہے، خصوصا خط
ثانیہ، اس میں تواعلی درجہ کا لحاظ وعظمت پیش نظر ہے خلفاء راشد
کے اسماء گرامی انکے شان کے موافق القابات پھر حسنین کریمین پھ
سیدہ کائنات سیدنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ودیگر بنات رسول ال
صلی اللہ علیہ وسلم پھر عمین شریفین میں خصوصا حضرت حمزہ وعباس رض
اللہ عنہما، پھر باقی ماندہ عشرہ مبشرہ اس کے بعد سارے صحابہ وقرا
،امہات المؤمنین، مہاجرین ، انصار تابعین تبع تابعین یہ جو ترتیب
وتنضید ہے صرف ترتیب ہی نہیں بلکہ اہل سنت والجماعت کے عقا
کی عکاسی ہے پھر اختتام میں اسلام ومسلمانان عالم کی سربلندی کیل
دعاء اور فرقہائے ضالۃ ومبتدعہ واہل کفرہ وشرک کیلئے ذلت ورسوا
اورظالم وجابر حکمرانوں سے رب کی پناہ پھر شہرودیگر مسلم بستیوں کیل
خیروبرکت وامن وامان وفلاح دارین کی دعاء پراختتام کو پہنچتا ہے،
یہ کتاب میں یعنی خطبات شجاعیہ میں جملہ 224 صفحات پر مشتمل
سال بھر کے خطبات بلکہ اس سے بھی زائد ہیں بعض دفعہ ایک ماہ ک
دودو خطبے بھی ہیں مقالہ کے دورانیہ کا لحاظ کرتے ہوئے ان چند کلما
کے ساتھ میں اپنی گفتگو کو سمیٹ لیتا ہوں اورعلامہ اقبال اس شعر
اپنی گفتگو کو ختم کرتا ہوں، کیوں کہ حضرت نے جس کام کا بیڑہ اٹھایا تھ
وہ یہی تھا یہی رہے گا ان شاءاللہ

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسم محمدی سے اجالا کردے

سماحة الشيخ المقری میر شجاع الدين رحمة الله عليه
حياته و خدماته

سید عبیدالله قادری المعروف آصف باشاه
حفيدة الشيخ عليه الرحمه

ان اولياء الله مقربين و يقضون حياتهم اتباعا امرالله مطيعين لسنة الرسول ﷺ يذكرون ربهم بكرة واصيلا . ويبتغون وجه الله فى كل حال وان الناس يسلكون منازل السلوک فى صحبتهم يزكون انفسهم و ارواحهم وان طبقة الصوفيه الصلحاء كانو وقفوا حياتهم لاصلاح المنجتمع البشرى بعد مضى القرون بعد الانبياء والرسل فمن اراد ان يصل الى الله فعليه ان يصحب اولياء ه و يعمل بتعليماتهم وارشاداتهم و سيجرى فيضانهم الى يوم القيامة ان شاء الله

وحذر اولياء الله الناس عن كل بدعة واستحكموا العلاقة بين العابد والمعبود

قال تعالىٰ فى كتاب الله العزيز" واصبر نفسک مع الدين يدعون ربهم...

وفى العصر الراهن يجب علينا ان نشارک فى مجالس الاولياء والصالحين كئى نعيش حياتنا حياة طيبة حسب اوامر لله والرسول

ان ارض حيدرآباد ملئية بالاولياء والصلحاء بصحتهم نالوالناس منالهم ومنازلهم وحفظوا انفسهم من الافات والبليات الخارجة من الارض والنازلة من السماء فمن كبار اولياء الله و عظمهم

قطب الهند غوث الدكن الحافظ السيد مير شجاع الدين القادرى قدس سره العزيز وهو ولى كامل و قطب و صوفى مع ذلک انه عالم فى العلوم الظاهرة وهكذا انه مفسر' محدث، فقيه واديب و شاعر ومصلح لقوم

اسمه ونسبه :مير شجاع الدين حسين

وتخلصه فى الشعر والادب بفقيرؔ

يصل نسبه الى سيدنا على بن ابى طالب

ولد فى برهان فورسنة ١٩١١ بولادية مادهيا پرديش

أباء ه واجداده: اسم والده سيد كريم الله وكان زاهدا و رعا' و خاطب ناصر جنع بهادر (مير فرخنده على خان ناصر الدولة' نظام الملک آصفجاه رابع) خانى' وبهادر و قطب الهند

واسم جده مير محمد دائم فكان عالما تقيا و كان تلمذمن مرزا بے دل عليه الرحمة وكان يعتقد السلطان آصف جاه بهادر عنه تولى عهدة القضاة فى برهان فور واسم جده (عن الام) خواجه صديق المعروف به غلام محى الدين عليه الرحمة الرضوان و كان من اكابر مشائخ لبرهان پورر و كانت ابنته الوحيدة المسماة عارفة بيگم والدة

طب الهند.

تعليمه و تربيته : تعلم قطب الهند العلوم
لدينيه من جده المذكورا علاه خواجه صديق
معروف به غلام محى الدين' و حفظ القرآن
مجيد فى صغر سنه و فى رواية استفاد قطب
هند من الشيخ الشاه ولى الله وسافر الى حج بيت
له وزيارة مدينة الرسول صلى الله عليه و سلم
آنذاك كان فى السابع عشر من عمره

البيعة والخلافة: وحصل البيعة والخلافة فى
لاسل اربعة و حصل البيعة والخلافة فى سلاسل
بعة القادرية الچشتيه عليه الرحمة من الشيخ تاج
فقراء و تاج العلماء الشاه محمد رفيع الدين
قندهارى عليه الرحمة والرضوان وهومن خلفاء
شيخ خواجه رحمة الله عليه الملقب بنائب
سول الله رحمت آباد. واكتسب قطب الهند
سلوك والرياضات الباطنة فى خدمة الشيخ
مذكور سته اشهر و سافر الى حيدرآباد دكن بعد
ن الشيخ وحصل قطب الهند الاجازة فى
حديث الشريف لصحاح الستة من الشيخ نواب
زت يار خان صدر الصدور فى حيدرآباد

القيام فى الدكن : كان الشيخ مير شجاع الدين
ليه الرحمة والرضوان مقيما فى المسجد الذى
اقع حول چارمينار و هذا المسجد قداقيم و عمر
ل تعمير چارمينار غير معمر و قدحول فى (فيل
انه) عمره الشيخ المذكور وبنى مدرسة فى
دكن لتحفيظ القرآن المجيد واقام زاوية فى

الجانب الشرقى وتربى هناك للمريدين و
المعتقدين مع القيام والطعام و تلك الزاوية
موجودة الى الان و تاثر النواب ناصرالدولة (مير
فرخنده على خان ناصر الدوله' نظام الملك
آصف جاه الرابع) بخدماته و تعليماته و امربتغير
اسم المسجد الجامع لمسجد شجاعية وامريتولية
امور المسجد تحت اسرة لقطب الهند .

مؤلفاته : الف الشيخ المذكور تصانيف و كتب
متعدده فى عناوين مختلفة وقد ضاعت شهرة
مولفاته كما يلى

(۱) جوهرالنظام فى الفقه العربى رسالة له كما
اشتهرت رسالة باسم كشف الخلاصة فى اللغة
الاردية فكذا رسالة بيعة

(۲) كشف الخلاصة فى اللغة الاردوية و فيها
(۳۸۳)بيتاً منتظمة فى الفقه الحنفى

(۳) رسالة علم القرأت : فى اللغة الاردية حيث
جمع فيها قواعد التجويدية لانه كان ماهرا فى علوم
القرآن والقرأت

(۴) رسالة الرؤية : فى اللغة الفارسية
جمع فيها الايات و الاحاديث الواردة فى رؤية
الرب تعالىٰ يوم القيامة

(۵) رسالة فوائد الجماعة : فى اللغة الفارسية
هذه' رسالة مفيدة فى فوائد الجماعة

(٦) رسالة جبرو قدر فى اللغة الفارسية
هذه الرسالة رداً عن الفرق الضالة الجبرية و
القدرية

(۷) رسالة سماع : فی اللغة الفارسية
قد اور الشيخ فی هذه الرسالة روايات نادرة
ن تفهيم السماع
(۸) رسالة احتلام : فی اللغة الفارسية
الف الشيخ هذه الرسالة لمسائل لاجل مسئلة
ن الاحتلام فكتبها
(۹) رسالة سلوک قادرية و نقشبندية
فی هذه الرسالة اذكار وادعية عن سلسلتی
قادرية و النقشبندية
(۱۰) مناجات ختم القرآن
فی هذه الرسالة نظم المولف الابيات لكل
ورة من سورالقرآن للدعاء و الانابة وقد طبعت
(۱۱) خطبات عربية : منظومة و غير منظومة
هذا الرسالة للخطباء و فيها عناوين متعدده و
ضامين متنوعة (وهی غير مطبوعة) و هناک
يوان للشيخ المذكور فی اللغة الفارسية
اولاده : وله ابن وبنت و ولده قد استشهد فی
يات والده
اُسمه حاجی عبدالله شهيد
واماسم بنته عبدالكريم بدخشانی
خلفائه : بعد وفاة شيخ و بعد عام تولیٰ خلافته
بطه سيد دائم رحمة الله عليه بعد وفاة دائم صار
نه كخليفه وهكذاجرت سلسلته . بعد وفاة
يوخهم
(۱) حضرت عبدالله شاه ابن الشيخ المذكورا علاه
(۲) حضرت سيد يٰسن بعده ابنه
(۳) حضرت غلام صمدانی بعده ابنه
(۴) حضرت سيد شاه شجاع الدين ثانی بعده ابنه
(۵) حضرت سيد شاه عبيدالله قادری
المعروف به آصف پاشاه و تولية مسجد شجاعية
چارمينار
خلفاء قطب الهند
(۱) حضرت حاجی عبدالله شاه شهيد ابن
قطب الهند
(۲) حضرت سيد دائم كبير قطب الهند
(۳) حضرت قائم سبط قطب الهند
(۴) حضرت عبدالكريم بدخشانی
(۵) حضرت سيد درويش حسينی المعروف
پاشاه حسينی
(۶) حضرت خواجه مياں
وفاته : وقد توفی الشيخ الثالث من محرم
الحرام ۱۲۶۵ھ و دفن فی حديقة سبطه و خليفته
حضرت دائم عليه الرحمة الواقعة فی (عيدی
بازار)
و عمر علی ضريحه القبة الضحمة
وستعقد ذكریٰ يوم وفاة كل سنة تحت رئاس
حضرت سيد شاه عبيدالله قادری آصف پاشاہ، خليف
الشيخ المذكور

☆☆☆☆☆

قطب عصر، عالم ربانی، وارث علوم غوث صمدانی میر شجاع الدین علوی حنفی قادری نقشبندی

حیات وخدمات، علمی کمالات

مولوی سید احمد محی الدین زاہدؔ صاحب

ملک دکن میں جن شہروں اور بستیوں کو مدینۃ الاولیاء یا
بقۃ الاولیاء کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ان میں ایک علمی وروحانی
کا نام حیدرآباد ہے۔ بلکہ اس شہر کو چند اعتبارات سے مرکزی حیثیت
ل ہے۔اس شہر کی ایک اعلی خاصیت یہ ہے کہ عرب وعجم کے خطوں
اولیاء کرام تشریف لاکر اس کو قدموں کی برکت، وجود کی نعمت اور
سوں کی روحانیت عطا فرمائی۔

نے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمانے والی خدارسیدہ شخصیات کے
ہ سالار حضرت امام الاتقیاء سید شرف الدین سہروردی قدس سرہ ہیں
س وقت تشریف لائے جب حیدرآباد ایک قریہ میں شمار ہوتا تھا۔
ات دہر میں حالات کے مطابق آپ وہ اولین شخصیت کاملہ ہیں جن
ا اسلام کا اجالا حیدرآباد دکن میں پھیلا۔

قافلہ بعد قافلہ بزرگان دین متین تشریف لائے اور علم کی روشنی،
ح کی چاشنی دوسروں تک پہنچاتے رہے۔

ی ہی برگزیدہ بے مثال رجال مثل جبال میں قطب دکن عارف مقام
تی عالم عالم جبروتی حضرت میر شجاع الدین علوی قادری علیہ الرحمہ
ذات صاحبکمالات ہے جن کی حیات وشخصیات یہ آیت کریمہ ''
ل لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ'' کے مصداق ہے۔

رت علمی وروحانی گھرانے میں آنکھ کھولی پدری سلسلہ 26 واسطوں
حضرت محمد بن حنفیہ اور ستائیس واسطوں سے سیدنا علی المرتضی رضی
تعالی عنہ سے ملتا ہے۔اور مادری سلسلہ آپ کے نانا حضرت کے
توسط سے حضرت علی المرتضی سے ملتا ہے۔

حضرت قطب الدین کے والدگرامی کا نام مبارک کریم اللہ اور وال
محترمہ کا اسم پاک عارفہ بیگم صاحبہ تھا۔ والدین کریمین کی عمر شریف
شادی کے وقت بہت زیادہ ہوچکی تھی، چنانچہ سیرت کی کتابوں میں
کہ عقد زواج کے وقت والدگرامی کی عمر ساٹھ سال اور والدہ کی ع
چالیس سال تھی۔

سنہ 1191ھ میں حضرت کی ولادت ہوئی اور سنہ 1193ھ میں وال
محترم اس دار فانی سے کوچ کرگئے، چنانچہ حضرت کی پرورش اور تعلی
وتربیت آپ کے نانا بزرگ حضرت خواجہ محمد صدیق عرف سید غلام مح
الدین علیہ الرحمہ کے پاس ہوئی۔

ولادت سے قبل خوشخبری:- حضرت کی ولادت سے کئی سال
قبل ابھی آپ کے والدین عقد زواج سے منسلک نہ ہوئے تھے آ
کے نانا بزرگ نے خواب دیکھا کہ شہر برہان پور میں سخت آندھی ت
ہوائیں چل رہی ہے جس سے شہر کے تمام چراغ بجھ گئے تھے مگر جا
مسجد کا چراغ روشن ہے۔ صبح اس خواب کا ذکر آپ نے حضرت کریم ال
علیہ الرحمۃ سے کرکے خود اس کی تعبیر یہ بیان فرمائی کہ مسجد کا چراغ گل
ہونے سے یہ مراد ہے کہ یہ مسجد اپنے علاقے کی ہے انشاء اللہ آپ ک
ایک فرزند دلبند پیدا ہوگا جس سے علم وعرفان کی روشنی پھیلے گی۔
مناقب شجاعیہ) پھر ۱۲۰۶ھ میں آپ کے نانا حضرت کا انتقال فرماگئے۔

رج :۔حضرت علم نحو،صرف،منطق، حدیث شریف اورتفسیر قرآن
نے نانا سے سیکھے،قوت حفظ اور علمی استعداد ایسی تھی کہ جو مضمون کتاب
ں مرتبہ پڑھ لیتے پھر نہیں بھولتے ، بارہ سال کی عمر میں حفظ قرآن کی
ل بھی فرمائی۔ نانا حضرت کے وصال کے بعد حج بیت اللہ اور
رت دربار نبوی ﷺ کی خاطر رخت سفر باندھا اس وقت آپ کی عمر
ف سترہ یا اٹھارہ سال تھی (سیرت شجاعیہ)

ب کا یہ سفر عام لوگوں کی طرح سیر وتفریح کا سفر نہیں تھا بلکہ توکل
ن کی سطح آب پر آپ نے عشق ومحبت کی کشتی ڈال رکھی تھی۔اس سفر
ایک لباس کے سوا آپ کے پاس کچھ اور نہیں تھا۔جبکہ اجداد کی جمع
موجود تھی لیکن آپ نے اس فر کی بنیاد دولت دنیا نہیں ، دولت یقین
نایا تھا اور توکل کا لباس زیب تن فرمایا کیونکہ فرمان خداوندی آپ کا
ں المال تھا اللہ تعالی نے فرمایا وتزودوا فان خیر الزاد التقوی (سورۃ
رہ) یعنی زادراہ اختیار کرلو کیونکہ بہترین زاد راہ تقوی ہے۔منقول
کہ دوران سفر کچھ مدت کے بعد آپ کا جامہ پھٹ گیا تو ایک کپڑا لیکر
ے پاجامہ نما بنا کر استعمال فرمایا۔(مناقب شجاعیہ)

رت کے نانا وصال کر گئے تو نواب فتح الدولہ کو آپ نے بذریعہ خط
ع بخشی،نواب فتح الدولہ نے آپ سے حیدرآباد تشریف لانے کی
ارش کی، آپ براہ تاندور، برہان پور سے حیدرآباد تشریف لاکر
ں کے محدثین سے سند حدیث حاصل فرمائی اور علمی ودینی خدمات
م دیتے رہے۔

یاء کرام کے پاس مشہور ہے کہ یہ حدیث نبوی ہے ’’**من لا شیخ لہ
یخہ الشیطان** ‘‘جس کا کوئی پیر نہ ہو اس کا مرشد شیطان ہے۔اس
، ہر بندہ خدا نے وصل الی اللہ کے لئے شیخ طریقت کے ہاتھ بیعت
۔حضرت میر شجاع الدین علیہ الرحمۃ کو قلبی داعیہ اور باطنی میلان ہوا
حضرت سید رحمت اللہ نائب رسول علیہ الرحمۃ سے وابستہ طریقت
ہو جائیں۔اس شوق میں آپ رحمت آباد شریف پہنچے وہاں آپ کو معلو
ہوا کہ ایک ہفتے پہلے حضرت نائب رسول رحلت فرماگئے۔اس دربار میں
مزید ایک ہفتے تک اذکار واشغال میں مصروف رہے۔اس درمیا
حضرت نائب رسول نے آپ کو باطنی اشارہ فرمایا کہ ارادت اور تکمیل
سلوک کے لئے آپ حضرت رفیع الدین قندھاریؒ محدث کبیر کی صحبت
اختیار کریں۔امر باطنی کے بعد حضرت قبلہ قندھار مہاراشٹر کا رخت س
باندھا (ملفوظات حضرت ابوالوفاء افغانی علیہ الرحمۃ)

حضرت علیہ الرحمہ جب قندھار پہنچے اور شیخ کامل وعامل کی خدمت
میں حاضر ہوئے سابقہ احوال کے متعلق ذکر فرمایا تو حضرت رفیع الد
قندھاری علیہ الرحمہ نے فرمایا بہت دور سے آرہے ہو، پھر مسجد میں قیام
حکم فرمایا۔چنانچہ شیخ طریقت کی توجہ کامل سے آپ منازل طئے فرما
رہے۔مناقب شجاعیہ میں ہے کہ آپ چھ مہینہ کے عرصے تک ریاض
اور اکتساب سلوک میں مصروف رہے اس کے بعد حضرت محمد کبیر ر
الدین قندھاری قادری نقشبندی فاروقی علیہ الرحمہ نے خلافت مرحمت
فرماکر خرقہ بخشا۔

حضرت میر علیہ الرحمہ نے اپنے احوال میں یہ بھی ذکر فرمایا کہ حضرت
شیخ کے مطبخ سے مجھے دو وقت جوار کی روٹی اور انباڑے کی بھاجی ملا کر
تھی، میں سالن کسی کو دے دیتا اور روٹی نمک کے ساتھ کھالیتا تھا۔

یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت میر علیہ الرحمۃ نے زمانہ دراز تک شیخ کی صحبت
اختیار فرمائی، مسجد میں آپ کا قیام تھا، حضرت شیخ سے علوم تفسیر وحدی
کے ساتھ علوم باطن سیکھا کرتے، ساتھ ہی ساتھ حضرت شیخ نے تربیت
کی خاطر کچھ کام آپ کے سپرد کئے تھے، انہیں میں سے یہ کام بھی تھا
پاؤ سیر مرچ روز آنہ پیس کردے دیتے۔آپ کا بیان ہے کہ حضرت
خادمہ روز آنہ پاؤ سیر مرچی لاکر دیتی، میں پیس کر واپس کر دیتا ا
درمیان خادمہ کبھی مرچ لاکر میرے منہ پر ماردیتی اور کہتی اتنے دنو

کام کرتے ہوا چھی طرح مرچی پیسنا نہیں آیا۔ میں غصہ میں سر اٹھا
اسے دیکھتا وہ جا کر میرا حال حضرت شیخ کو سنا دیتی، یہ سن کر حضرت
تے، سر اٹھا کر دیکھا ہے ابھی انا نہیں ٹوٹی، آخر کار ایک دن ایسا بھی
یکن میں نے سر نہیں اٹھایا، خاموشی کے ساتھ کام کرتا رہا خادمہ چلی
کچھ دیر بعد حضرت شیخ تشریف لا کر فرمایا اب انا ٹوٹ گئی پھر مرید کیا
خلافت سے سرفراز فرمایا، لمحے میں میرے احوال کو ترقی ملی۔ (
ف شجاعیہ، ملفوظات حضرت ابوالوفاء علیہ الرحمہ)

ع الدین عتیق داری حضرت میر علیہ الرحمۃ شہر حیدر آباد تشریف لانے
بعد ایک غیر آباد مسجد کو آباد کیا اور اپنی تعلیم کے لئے مدرسہ قائم فرمایا۔
ع مسجد چار مینار جو بعد میں مسجد شجاعیہ کے نام سے مشہور ہوئی، مسجد
حن میں مغل صاحب صوبہ کا ہاتھی باندھا جاتا تھا اور مسجد کا حوض ہاتھی
خوراک سے بھرا پڑا رہتا اور مسجد کے اندر پالکی رکھی جاتی تھی، حضرت
مریدین سے چند لوگ اس مسجد میں پہلے پہل نماز ادا کرنے لگے اور
رت بھی تشریف لاتے رہے۔

یں حضرت کی بزرگی، تقوی اور تعدیل کا شہرہ ہونے لگا عوام کی بھیڑ
ساتھ خواص کا آنا جانا لگا رہا، علماء صلحاء وامراء ونوااب شرف ملاقات
نے لگے، چنانچہ نواب منیر الملک اور راجہ چندو لال کو آپ کی
ت کا اشتیاق پیدا ہوا جب مسجد میں آئے اور دیکھا کہ مسجد کا صحن فیل
اور حوض کچرا دان بن چکا ہے مسجد کے اندر ایک طرف پالکی پڑی
ی ہے دوسری جانب حضرت اور مریدین درس وتدریش وعبادات کا
ام فرما رہے ہیں۔ نواب اور راجہ نے فوراً مسجد کو صاف کروایا اور
سے کی مرمت کروائی، حضرت کی دعاؤں کے ساتھ واپس لوٹے۔

رت کی ذات جامع العلوم گذری ہے، اہل اسلام کو سنوارنے کے
آپ نے تربیت باطن کے ساتھ مدرسے کی تعلیم دین بھی لازم قرار
اور خود اس پر عمل پیرا رہے۔

حضرت کے اخلاق اور کرامات:۔ حضرت میر علیہ الرحمہ اخلاق نبو
پیکر اور محاسن کا نمونہ ہیں لوگوں کی بدکلامی پر انہیں غیض وغضب
نہیں انعام واکرام سے نوازتے۔ چنانچہ منقول ہے کہ مسجد شجاعیہ
متصل آپ کے اہل خانہ اور متعلقین کے لئے مکان بنایا گی اور خانقا
لنگر خانہ سے متصل راجہ شنبو پرساد وزیر فینانس کی دیوڑھی تھی جس
مہری کا گذر خانقاہ کے نیچے سے تھا۔ مہری صاف کروانے کے لئے را
مزدوروں کو حضرت کے گھر بھیجا گیا مزدوروں نے اجازت چاہی تو اہل
خانہ میں عفت مآب خواتین نے کہا حضرت گھر پر ہیں ہیں کل آجائیں
جب یہ خبر راجہ کو ملی تو غصہ سے آگ بگولہ ہوگیا اور کہنے لگا یہ کون فق
ہمارے پڑوی آکر ہماری تکلیف کا باعث بن رہا ہے اور ہمیں مہر
صاف کروانے سے روک رہا ہے۔ جب رات ہوئی تو راجہ نے خوا
دیکھا کہ چند لوگ اسے پکڑ کر زبردستی لے جارہے ہیں اور ایک بڑ
صحن میں لا کھڑا کئے، اتنے میں اک نورانی صورت بزرگ تشریف
لائے اور فرمایا تو اپنی مہری صاف کروانے کی فکر تو کر رہا ہے اور تیرا د
جو کفر کی گندگی میں پڑا ہوا ہے اسے کب صاف کرے گا۔ نیند سے جا
کر راجہ پریشان ہوا اور حضرت کی خدمت میں آنے کی اجازت چاہی
حضرت نے کہلا بھیجا کہ فقیروں کے پاس امیروں کی کیا ضرورت ہے
پھر اصرار کی وجہ سے اجازت بخشی، راجہ اور اس کی بیوی حاضر خدم
ہونے کے بعد حضرت کا تقوی، رعب ودبدبہ دیکھا تو اور بھی متا
ہوئے پھر بادشاہ نے اپنے دل کی گندگی دور کرنے کا تہیہ کرلیا اور
وقت ناصر الدولہ آصف جاہ خامس کو اپنے اسلام کی اطلاع دے کر ا
خاندان کے دو سو افراد کی موجودگی میں حضرت علیہ الرحمہ کے دس
مبارک پر اسلام قبول کیا۔ بادشاہ کے ساتھ اس کے افراد خاندان بھ
مسلمان ہوئے، بادشاہ کا نام غلام رسول رکھا گیا۔
اس واقعے سے حضرت کے صبر وتحمل، تقوی کا پتہ چلتا ہے کہ آپ

ادبوں کو اپنی روحانی قوت سے سزا دینے کی بجائے ان کا تکبر اور کفر
ب توڑ کر انہیں مسلمان بنایا۔(سیرت شجاعیہ)

فیض اور عوام کی بے خودی:۔ پچھلے زمانے کے صالحین ومقربین کی طرح رت قطب زماں رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی ساعتوں میں مریدین کی تربیت کے محفل منعقد فرماتے اور ان پر توجہ فرماتے ،اکثر اشراق کے بعد توجہ فرماتے ، ء میں یہ کیفیت تھی کہ نماز فجر میں مصلیوں پر توجہ فرماتے جیسا کہ منقول ہے فجر میں ہزاروں مسلمان آپ کی اقتداء میں نماز ادا کرتے اور جیسے تکبیر تحریمہ ئی لوگ چیخ مار کر بے ہوش ہوجاتے ،اس حال میں اضافہ ہورہا تھا اسے کم نے کے لئے آپ نے میر شمس الدین صاحب سے فرمایا جب کوئی چیخ ے تو اسے پکڑ لینا۔اتفاقاً تکبیر تحریمہ کہتے ہی مولوی بدرالدین صاحب سے کل گئی انہیں پکڑ لیا گیا وہ بے ہوش تڑپ رہے تھے نماز کے بعد حضرت نے ڑھ کر دم کی اور پانی سر و منہ پر مارا تو مولوی صاحب کو ہوش آیا ،اس وقت رت نے فرمایا اب سے ہم نماز میں توجہ نہیں دیا کریں گے۔

ف وتالیف:۔ علم دین اور وصول الی اللہ کے ہزاروں شعبے ہیں اکثر رات اکابر ایک یا دو یا چند شعبہ جات میں مہارت رکھتے ہیں اور انہیں میں خدمات انجام دیتے ہیں ایسے ہی حضرت میر شجاع الدین علیہ الرحمہ علوم ری و باطنی میں کمال دسترس رکھتے ہیں، جہاں مریدین کی باطنی تربیت و ب طے کراتے وہیں علوم شریعت سے لوگوں کو آراستہ فرماتے رہے۔ چنانچہ نیف وتالیفات کا بڑا ذخیرہ آپ نے وراثت میں چھوڑا۔چند تصانیف گرامی صر ذکر سطور ذیل میں کیا جارہا ہے۔

ف الخلاصہ:۔ یہ کتاب فارسی زبان میں تھی حضرت نے اردو زبان میں اس کا مہ لکھا اور اس کا نام کشف الخلاصہ رکھا، دیار ہند میں اس کی بڑی شہرت ہوئی، عار پر مشتمل ہے اس کا آغاز آپ نے حمد وصلاۃ اور ذکر ایمان سے کیا: فرمایا

ول پیغمبر سے ایمان مستفاد ہے   وہ چھ چیزوں کا دل میں اعتقاد
اعتقاد دل خدا کی ذات کا   یہ کہ وہ خالق ہے مخلوقات کا
ہے چہارم اعتقاد انبیاء   امتوں کے رہنما اور پیشوا

رأت:۔ یہ کتاب اردو زبان میں تصنیف کی گئی ہے اور علم تجوید وقرات کے د پر مشتمل ہے حضرت میر علیہ الرحمہ نے علم تجوید کے جواہر اس میں بکھیرے ہیں اس کا آغاز آپ نے چند اشعار سے فرمایا،نمونہ کے طور پر چند اشعار در ذیل ہیں۔

حمد سے جو ہو شروع کلام اس کا بہتر ہے سب طرح انجام
نسبت کی قول کن سے پست کیا   پھر دو عالم کا بندوبست کیا
وہی اول ہے وہی آخر ہے   وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے

رؤیت الٰہی:۔ حضرت کی تصنیف لطیف رؤیت الٰہی کے امکان سے متعلق ۔ بعض باطل قوتوں کا اعتقاد ہے کہ بروز محشر اللہ تعالیٰ کا دیدار انسان کو نہیں ہوگا ا اس کو یہ افراد اور محال میں شمار کرتے ہیں۔حضرت میر علیہ الرحمۃ نے آیا قرآنیہ واحادیث نبویہ ﷺ سے امکان رؤیت الٰہی کو ثابت فرمایا۔ارشاد فر کہ قرآن پاک میں یہ مسئلہ واضح کیا گیا ہے فرمان الٰہی ہے: وجوہ یومئذ ناظ الی ربہا ناظرۃ یعنی قیامت کے روز لوگ اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر تر و تازہ ہوں گ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے ستروں ربکم یوم القیامۃ کما ترون ھذا القمر (مص ابی شیبۃ) قیامت کے دن تم اللہ تعالیٰ کو ایسے دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ ہو۔

جماعت:۔ باجماعت نماز کی فضیلت واہمیت پر آپ نے ایک رسالہ تحریر فر جو عقلی ونقلی دلائل سے مزین ہے اور یہ رسالہ فوائد جماعت کے نام سے موس ہے۔

تقدیر:۔ جبر وقدر کے نام ایک کتاب آپ نے لکھی ہے اس میں آپ ۔ دلچسپ انداز میں تقدیر کے بارے میں علمی گفتگو فرمائی اس کو پڑھنے کے ب قاری کو مسئلہ تقدیر میں تشفی ہوجاتی ہے۔

احتلام:۔ احتلام سے موجبات غسل جو بیان ہوئے ہیں ان میں ایک احتلام بھ ہے،ایک سوال کے جواب میں حضرت نے یہ کتاب تصنیف فرمائی،سوال یہ کہ نیند میں بحالت خواب مختلف ومتنوع احوال طاری ہوتے ہیں جیسے ر وراحت وغیرہ ان میں سے کسی حالت سے غسل لازم نہیں آتا۔صرف احتلام ک وجہ سے ہی غسل کیوں لازم ہوتا ہے؟ اس سوال کے جواب میں حضرت عل الرحمۃ نے اس کے نقلی وعقلی تشفی بخش جوابات تحریر فرمایا،حضرت کی علمی شان فنون میں مہارت کی ایک بہترین یادگار رسالہ احتلام ہے،اس عنوان پر زما سابقہ وآئندہ بھی کوئی کتاب دیکھی نہیں گئی۔ ☆☆☆☆☆

قطب الہند کوئیز

طالب علیان، فاضل جامعہ نظامیہ

حضرت قطب الہندؒ کے حیات وکارناموں پر مشتمل دلچسپ معلوماتی سوال وجواب

طب الہند کا نام کیا تھا؟
قطب الہند کا نام حافظ میر شجاع الدین حسین قادری
آپ کی کنیت کیا تھی؟
قطب الہند کے والد گرامی کا نام بتائے؟
) آپ کے والد کا نام حافظ کریم اللہ صاحب ہے۔
قطب الہند کے دادا کا نام کیا ہے؟
) آپ کے دادا کا نام دائم صاحب برہانپوری ہے۔
قطب الہند کے نانا کا نام کیا تھا؟
آپ کے نانا کا نام خواجہ صدیق عرف مولوی سید غلام محی الدین ہے۔
قطب الہند کے والدہ کے نام کیا ہے؟
) قطب الہند کے والدہ کا نام عارفہ بیگم صاحبہ ہے۔
) قطب الہند کی ولادت مبارکہ کب ہوئی؟
) قطب الہند کی ولادت مبارکہ ۱۱۹۱ء میں ہوئی۔
قطب الہند کا سلسلہ نسب کیا ہے۔؟
) مولانا میر شجاع الدین صاحب ابن (۱) سید کریم اللہ (۲)
مولانا میر محمد دائم ابن (۳)
شاہ مرزا ابن (۴) میر کریم اللہ ابن (۵) میر عبداللہ
(۶) میر محمد امین ابن (۷) میر جمال الدین ابن (۸) میر

اعراق ابن (۹) (۱۰) میر شاہ کو چک ابن (۱۱) خواجہ حسن ابن
(۱۲) خواجہ حسین ابن (۱۳) خواجہ پسیوی ابن (۱۴) ابراہیم شیخ ابن
(۱۵) افتخار شیخ ابن (۱۶) شیخ ابن (۱۷) عثمان شیخ ابن (۱۸
اسمعیل شیخ ابن (۱۹) موسی شیخ ابن (۲۰) یونس شیخ ابن (۲۱
ہارون شیخ ابن (۲۲) اسحاق وہارا ابن (۲۳) عبدالرحمٰن ابن
(۲۴) عبدافتاح ابن (۲۵) عبدالجبار ابن (۲۶) الامام ابن (۸
)حنفہ ابن (۲۹) میر المومنین سیدنا علی ابن طالب کرم اللّٰہ وجہہٗ۔

۹) قطب الہند کا وطن کونسا ہے؟
ج) آپ کا وطن برہانپور ہے۔
۱۰) قطب الہند کے والد کا انتقال کس سن ہجری میں ہوا؟
ج) آپ کے والد کا انتقال ۱۱۹۲ء سن ہجری میں ہوا۔
۱۱) قطب الہند کی ولادت کے کتنے سال بعد کے والد کا انتقال ہوا
ج) قطب الہند کی ولادت کے ایک سال کے بعد آپ کے والد کا انتقال ہوا۔
۱۲) آپ کے والد کے انتقال کے بعد آپ کی تربیت وتعلیم کس نے کی؟
ج) آپ کے والد کے انتقال کے بعد آپ کی تربیت وتعلیم خوا
صدیق عرف مولوی سید غلام محی الدین نے کی۔
۱۳) قطب الہند نے ابتدائی تعلیم کہاں حاصل کی؟
ج) آپ نے اپنے نانا کی رہنمائی میں حفظ قرآن، نحو، صرف
مسائل دینیات سے فارغ ہوئے۔

) قطب الہند کا وصال کب ہوا؟

) آپ کا وصال چار محرم بروز جمعہ ۱۲۶۵ء ہجری میں ہوا۔

) قطب الہند کی نماز جنازہ کہاں ادا کی گئی؟

) قطب الہند کی نماز جنازہ مکہ مسجد میں پڑھائی گئی۔

) قطب الہند کی تدفین کہاں پر ہوئی؟

) بیرون شہر میر جملہ کے تالاب کے قریب ہوئی۔

) قطب الہند کتنے سلسلوں میں خلافت سے مشرف ہوئے؟

) آپ مولانا رفیع الدین سے چار سلسلوں قادریہ، چشتیہ نقشبندیہ اعیہ میں خلافت سے مشرف ہوئے۔

) قطب الہند کتنے مہینے تک اکتساب فیض وسلوک وریاضت میں نول رہے؟

) آپ چھ مہینے تک مشغول رہے۔

ایام اکتساب سلوک وریاضت میں قطب الہند نے کیا فرمایا؟

) قطب الہند نے فرمایا کہ مجھ کو دو وقت کی جوار کی روٹی اور رے کی بھاجی ملا کرتی تو میں سالن کسی کو دے کر صرف نمک روٹی کھالیتا تھا۔

کتنے مہینے سلوک طئے کرنے کے بعد آپ کو خلافت سے نوازا گیا؟

) چھ مہینے بعد آپ کو خلافت سے نوازا گیا۔

قطب الہند اپنے وطن برہانپور میں کب تک رہے؟

) قطب الہند برہانپور میں ۱۱۷۷ء تک رہے۔

) قطب الہند جب شہر حیدرآباد تشریف لائے تو آپ کی عمر یف کیا تھی؟

) آپ کی عمر شریف ۲۶ برس کی تھی۔

۲۳) قطب الہند جب دکن تشریف لائے تو آپ نے کس کے گھر قیام فرمایا

ج) قطب الہند جب دکن تشریف لائے تو آپ نے نواب فتح الد لہ کے گھر قیام فرمایا۔

۲۴) قطب الہند کے دکن تشریف لانے سے قبل جامع مسجد ک حالت کیا تھی؟

ج) اس وقت مسجد میں ہاتھی باندھے جاتے تھے اور مسجد کے اند پالکی رکھی جاتی۔ حوض میں ہاتھیوں کی خوراک رہتی تھی۔ حضرت ک تشریف سے قبل اس مسجد میں برابر نمازیں بھی ادا نہیں ہوتی تھی۔

۲۵) قطب الہند کی عبادت گاہ کہاں واقع تھی؟

ج) آپ کی عبادت گاہ شہر کی جامع مسجد تھی آپ جانب شمال مسجد ک ایک حجرہ کی تعمیر کرواکے اس میں سبق علوم وحفظ دیا کرتے۔

۲۶) شہر میں مولودخوانی کی اشاعت کس نے کی؟۔

ج) شہر میں مولودخوانی کی اشاعت قطب الہند نے کی۔

۲۷) قطب الہند کی قرات قرآن پاک میں امتیازی شان کیا تھی؟

ج) آپ علم قرات کے عالم تھے کہ سات قرات میں سے جس قرات کو شروع فرماتے آخر تک قرآن مجید کو ایک ہی قرات میں خ فرماتے۔ آپ سے بہت سے لوگوں نے حفظ قرآن کیا۔

۲۸) قطب الہند نے صحاح ستہ کی سند کس سے حاصل کی؟

ج) آپ نے صحاح ستہ کی سند مولانا مولوی عزت یار خان مح الدولہ صدرالصدور سے حاصل کی۔

۲۹) آپ کے اوقات کس طرح گزرتے تھے؟

۳۰) قطب الہند کی سخاوت کا عالم کیا تھا؟

ج) خودسادہ لباس استعمال کرتے لیکن بیش قیمتی دوشالے غرباء ک

یت فرماتے۔

) آپ کی ذکاوت وطبع کیسی تھی؟

قوت مطالعہ سے جس کتاب کو ملاحظہ فرماتے اس کے مضامین سمجھ جاتے۔

) مسجد کو جانے میں قطب الہند کی عادت شریفہ کیا تھی؟

) آپ کی عادت شریفہ تھی کہ اوّل وقت صبح کے جامع مسجد کو یف لے جاتے اور بعد نماز اشراق کے دولت خانہ کو مراجعت تے پھر ظہر کے اوّل وقت مسجد کو تشریف لیجا کر بعد نماز عشاء بعد ہی مکان کو تشریف فرما ہوتے اور بعد نصف شب نماز تہجد کو رہو جاتے۔

) آپ کے کلام ونصائح میں کیسا اثر تھا؟

) آپ کے کلام ونصائح میں وہ اثر تھا کہ سنگدل بھی موم کی طرح ہو جاتے۔

۲) قطب الہند کس چیز کی تاکید کرتے تھے؟

) قطب الہند امر و نہی کی تعمیل کی تاکید کرتے تھے۔ اور فرماتے کہ وم مساکین کے ساتھ عدم و احسان سے مساعدت کرتے رہو۔

۱) آپ کی چند ایسی عادتیں بیان کرو جس سے آپ کی زندگی کا قیاس معلوم ہو؟

) نماز فرائض وسنن ونوافل واشراق وضحیٰ وتہجد میں ایک قرآن رہ علیحدہ پڑھا کرتے اس اعلی پابندی اوقات سے آپ کی گی کا اعلی قیاس ہوتا ہے۔

) قطب الہند کے چند تصانیف کے نام بتایئے۔

) کشف الخلاصہ، رسالہ علم قرات، رسالہ رؤیت، رسالہ فوائد، رسالہ قدر، رسالہ سماع، رسالہ احتلام، رسالہ سلوک قادریہ، نقشبندیہ

۳۶) قطب الہند نے کتنی زبانوں میں قرآن کا ترجمہ کیا؟

ج) قطب الہند نے اردو اور ہندی زبان میں ترجمہ کیا۔

۳۷) حضرت کی فارسی سے اردو تراجم کردہ کتابیں کونسی ہے؟

۳۸) قطب الہند نے رسالہ قادریہ کس عنوان میں تصنیف کیا ہے؟

ج) یہ رسالہ سلوک پر مشتمل ہے۔ اس میں ذکر واشغال واذکار سلوک کے طریقے بتلائے گئے ہیں۔

۳۹) قطب الہند کے غزلیات میں آپ کا تخلص کیا تھا؟

ج) غزلیات میں آپ کا تخلص فقیر تھا۔

۴۰) قطب الہند کا وہ شعر بتائیں جس کو حضرت اولیاء کی شان میں پڑھتے تھے۔

اولیاء را ھست قدرت از الدہ

تیر جستہ باز گرد واند رزاہ

ترجمہ: اولیاء کو اللہ کے پاس سے ایسی قدرت ملتی ہے کہ وہ چھوڑے ہوئے تیر کو لوٹا دیتے ہیں

۴۱) قطب الہند کا کشف بیان کریں۔

ج) ایک شب حضرت قدس سرہ خواب سے بیدار ہو کر سیدھا مولوی شہاب الدین صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے اس وقت مولوی صاحب کا آخری وقت تھا۔ حضرت نے ان کا سر زا پر رکھ لیا اور جان شیریں کو حضرت کے زانو پر رکھتے ہی روح خالق حقیقی سے جاملی۔ اس وقت حضرت کا ان کے پاس جانا صرف کشف کی وجہ سے ہوا۔

۴۲) قطب الہند کی نماز اشراق کے بعد والی عادت شریفہ کو بیان کریں

ج) قطب الہند نماز اشراق کے بعد مریدین پر خاص توجہ فر

تے اوران کے دینی مسائل کوحل کرتے۔

ا)قطب الہند کی ذات مبارکہ کس کی ہم قدم تھی؟

) آپ کی ذات مبارکہ قناعت وصبر واستقلال میں بزرگاں سلف ہم قدم تھی۔

)قطب الہند نے عوام الناس کی اصلاح کس طرح کی؟

)قطب الہند نے زمانہ میں نماز،روزہ کے مسائل واحکام دین ی کئے اور علماء وصلحاء کی خدمت کرتے رہے۔

) نکاح کے وقت قطب الہند کی والدہ کی عمر شریف کیا تھی؟

) آپ کی والدہ عارفہ بیگم کی عمر ۴۰ برس کی تھی۔

) نکاح کے وقت آپ کے والد کی عمر شریف کیا تھی؟

نکاح کے وقت آپ کے والد سید کریم اللہ خان کی عمر شریف ۶۰ برس تھی۔

)سید کریم اللہ خان بہادر نے ۶۰ سال کی عمر تک نکاح کیوں نہیں کیا۔

کیونکہ آپ کے کفوء میں کوئی ایسا پیام نہ تھا جوکہ طرفین کے قابل ہو۔

)سید کریم اللہ خان بہادر کو کتنی ہمشیرہ تھی؟

) آپ کو تین ہمشیرہ تھی۔

)قطب الہند کو کن کن علوم پر دسترس حاصل تھا؟

آپ کو تفسیر،حدیث،فقہ اور تصوف اور تاریخ اسلام پر عبور حاصل تھا۔

) کیا آپ جانتے ہیں کہ قطب الہند کی تربیت اجلاس کیسی ہوتی تھی؟

) آپ کی تربیت اجلاس عقائد صحیحہ کے ساتھ عملی مشق پر مشتمل ں تھی۔

قطب الہند نے خانقاہی نظام میں کونسی خصوصیت نمایاں بتلائی؟

)مخلوق کو خالق سے ملانے اور جوڑنے کی۔

)قطب الہند نے منظوم قرآن پر جس قصیدہ کی تحریر فرمائی اس کے متعلق کیا ذکر کیا گیا؟

ج)ذکر کیا گیا کہ اس مناجات منظوم قرآن کو بعد ختم قرآ پڑھا جائے تو امید بیک تمام دعائیں بفضل کرم مقبول ہوگی۔

۵۳)قطب الہند کے کن اشعاروں میں سب سے زیادہ علم فصاحت وبلاغت آشکار ہوتی ہے؟

ج)علماء وادباء کے نزدیک حضرت کے لکھے گئے مناجات منظو قرآن میں آپ کے علم وفہم کے ساتھ ساتھ فصاحت و بلاغت بھ ظاہر ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

وہ بندگان خدا جن کے دل میں کسی کے بارے میں حسد، بغض اور عناد نہیں ہوتا اور جو اپنا تن من دھن اور اپنی جان کا نذرانہ اللہ کی بارگاہ میں صرف اس کو راضی کرنے کے لئے پیش کردیتے ہیں ان کے اعمال، سند قبولیت سے نوازے جاتے ہیں۔انہیں ان کی حسن نیت کا پھل ملتا ہے۔

فیوض وبرکات ومناقب شجاعیہؒ (ماخوذ از مناقب شجاعیہ)

رت قدس سرہ کے کرامات میں یہ مسلم ہے کہ جب مقبولیت
ں سے تقرب بارگاہ
لت پناہی کا مرحمت
ہے تو اس مرد کامل
ے کرامات وخرق
ت کا ظاہر ہونا ادنی
بات ہے کیونکہ ولی
حب کشف کی قوت
ار کرامت محصلہ میں
سبحانہ تعالی وتقدس
ں پراثر پرزور ہے کہ محالات عقلیہّ امور محالیہّ روبرو اسکے آسان
ن الوقوع ہوجاتے ہیں جیسا کہ مولانا فرماتے ہیں۔شعر ـ
مہ: اولیاء کواللہ کے پاس سے ایسی قدرت ملتی ہے کہ وہ چھوڑے
ئے تیر کولوٹا دیتے ہیں۔

ہر چند حضرت قدس سرہ کے کرامات وخرق عادات
ورے طور حصر اس مختصر میں باعث طوالت کتاب کا تھا مگر چند
ات کرامات جنکا بیان ضروری تھا درج کرنا ہوا۔

راجہ سنہو پرشاد کا اسلام سے مشرف ہونے کا واقعہ:۔

جب زنانی مکان، مدرسہ جامع مسجد کا تیار ہوگیا اور متعلقین

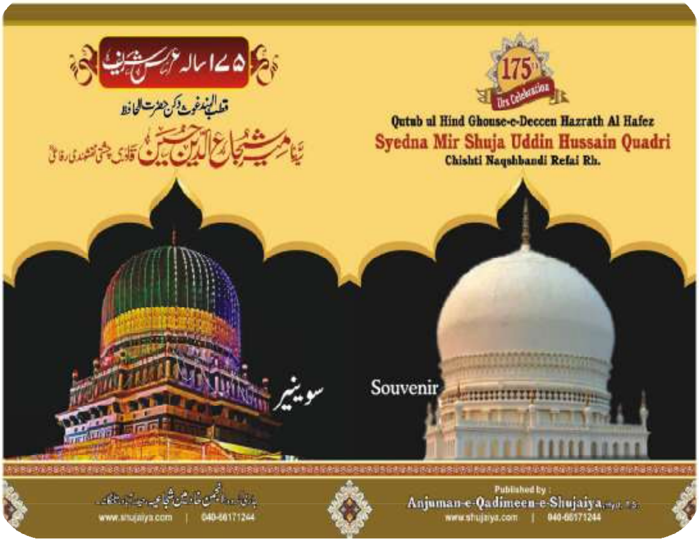

وغیرہ اس مکان میں آگئے چند روز کے بعد راجہ صاحب جوکہ حضـ
ت سے مطلق واقف نہ تھے ایک روز معمار ومزدوروں کو واسـ
صاف کرنے مہری ا
مکان کے جس کاعبو
مکان ومدرسہ کے
سے تھا روانہ کئے وہ لوگ
آکر اطلاع کئے کہ اگ
مردانہ ہوتو ہم لوگ مہر
راجہ صاحب کے مکان کی
کھول کر صاف کرلیں
ہیں اسو قت حضرت
ہونے سے ان لوگوں کو زنانہ سے اطلاع دی گئی کہ تم لوگ کل آ
حضرت سے اجازت لے کے مہری کو صاف کرلینا وہ لوگ واپس
جاکر پوری کیفیت راجہ صاحب سے بیان کئے راجہ صاحب جو ک
اس وقت کے بڑی ذی رتبہ تھے اس روز کے حرکت سے غصہ
کہے کہ کون فقیر آیا ہے جو ہماری قدیم مہری کھولنے کو مانع ہے اور
کچھ اس وقت غصہ سے کہنا تھا کہے اسی روز سہ پہر کو طالب الدو
راجہ صاحب کے مکان پر آئے تو راجہ صاحب نے ان سے بھ
حضرت کی شکایت اور مزدوروں کا واپس ہونا جوکہ ناگوار ہوا
خوب ہی کہے۔ طالب الدولہ چونکہ حضرت سے واقف تھے را

حب سے کہے کہ وہ ایک بزرگ مقدس ہیں کبھی آپ کے
وروں کو مہری کھولنے سے مانع نہوںگے میں کل جا کر حضرت
، اجازت دلوادونگا دوسرے روز وہ مزدور مدرسہ میں حاضر ہوکر
رت سے مہری صاف کر لینے کو عرض کیئے تو حضرت نے ان کو
زت دے دی وہ مہری جو قد آدم سے زیادعمیق تھے مٹی سے جب
ف ہوگئی تو راجہ صاحب اپنے مکان میں سے اس مہری میں اتر
د یکھتے ہوئے مدرسہ میں آئے اور ہمراہی کے لوگ باہر سے آ کر
سہ میں کھڑے ہوئے حضرت قدس سرہ بھی اپنی جائے سے اٹھ
لب زہ مدرسہ پر تشریف فرما ہوئے اور مسکرا کے مہاراج کو سلام
داب یہ پہلی نظر فیض اثر تھی جو باہمی اتفاق وعقیدت کی محرک
ں راجہ صاحب بھی حضرت کو سلام کر کے بعد خیریت پرسی کے
ست ہوئے حضرت نے ملازمین راجہ صاحب سے فرمائے کہ
ر کے طرف سے مہاراج کو کہنا کہ آپکے فرصت کا وقت معلوم ہوتو
ر ملاقات کو آئے گا وہ لوگ اسی طرح عرض کیئے تو مہاراج نے
رے روز تشریف فرما ہونے کو کہلوائے۔ اور افضل بیگم سے جو
کے محل تھی آپ کے (کی) تشریف فرمائی کا احوال بیان کیئے
ا ان سے ایسا کہے کہ جب حضرت اویں (آئیں) تو میں
ہدہ سے دیکھوں گی غرض دوسرے روز حضرت قدس سرہ راجہ
حب کے مکان پر تشریف فرما ہوئے تو راجہ صاحب آپ کے
رو بیٹھ کر اس پر تو مقدس کے اثر سے ایسے (ایسی) باتیں کیئے گویا
ئی مرید اپنی پیر سے جس طرح باتیں کرتا ہے اودہر افضل بیگم بھی
خانہ پر آ کے حضرت کو دیکھنے لگے حضرت نے جاتے وقت فرمایا
فقیر آپ کے دولت خانہ کے عقب میں مقیم ہوا ہے عنایت

رکھنا۔ جب حضرت تشریف فرما ہوئے تو افضل بیگم نے راجہ
صاحب سے کہے کہ اب میں بھی حضرت کی مرید ہونگی حضرت کو پھ
کل تکلیف فرمانے کہلواؤ چنانچہ راجہ صاحب نے حضرت کو اس
طرح کہلوایا دوسری روز جب کہ حضرت تشریف فرمائے تو راجہ
صاحب نے حضرت کو زنانہ میں ہمراہ لے گئے افضل بیگم روبرآ ک
آداب بجالائے اور مرید ہونے کا اشتیاق ظاہر کیئے حضرت نے
ان کے معروضہ پر فرمایا کہ جب تم مرید ہوتے ہوتو پھر تم کو راجہ
صاحب کے ساتھ نکاح کرنا ہوگا اور وہ تو مسلمان نہیں ہیں پھر نکاح
کس طرح ہوسکے (بیگم راجہ صاحب سے کہنے لگی اجی اب تک میں
تمہاری ساتھ بہت روز رفاقت دی اور تم نے بھی میر اخوا
نازاوٹھائے) اگر تم کو میری رفاقت والفت منظور ہے تو تم بھ
مسلمان ہوورنہ میں تم سے جدا ہوجاونگی چونکہ راجہ صاحب کو بیگ
سے ایک عشق تھا عرض کیئے کہ مناسب ہے مگر خفیہ مسلمان ہوتا ہوا
کیونکہ اگر ظاہر طور پر ہوں تو شاید حضور بندگان عالی ناصرالدو
بہادر اور خیال نہ فرمائیں چنانچہ راجہ صاحب کے مسلمان ہونے
ایک روز مقرر ہوا اوس روز مولوی اللہ والے صاحب۔ اور جناب
حاجی عبداللہ صاحب اور مولوی سید عبدالکریم صاحب اور مولو
بدرالدین صاحب اور مولوی غوث صاحب مجلس منعقدہ میں شریک
تھے راجہ سبنھو پرشاد مسلمان ہوئے اور افضل بیگم مرید ہوئے اس
روز سے انکا نام غلام رسول مقرر ہوا۔ مولوی اللہ والے صاحب
نے کہا کہ حالت شرک وکفر کا ھبہ صحیح نہیں ہوتا اس لئے غلام رسول
نے جو جو چیزین کہ افضل بیگم کو ھبہ کی تھیں اب ازسرنو ہبہ کی تجد
ہو چنانچہ اسوقت کل اسباب نکالا یا گیا اور ہبہ کی تجدید بھی دوبارہ ک

ں بعدہ ان دونوں نے حضرت سے وہ خلوص وعقیدت پیدا کیئے ایک دم حضرت کی رفاقت گوارارانہ کرتے یہاں تک کہ حضرت زنانی مکان میں سے ایک دروازہ سے اپنے مکان زنانی میں ب کرائے حضرت اسی دروازے سے ان کے مکان میں تشریف تے اوراس مہری کو بھی بند کردئے حضرت کا معمول تھا کہ ایک ت غلام رسول کے مکان میں خاصہ تناول فرمایا کرتے۔

غلام مرتضی کمندان کے اسلام لانے کا واقعہ:۔

دوسری آپ کی برکت اسطرح ہوئی کہ راجہ چندولعل وقت مسمی مُتیّا کمدان دوہزار باقاعدہ فوج کے تھے وہ واپنے ، کی شادی بہ تکلف شروع کیئے اور بروزشب گشت ایسے نعات درپیش ہوئے جس سے انکادل اپنے مذہب وملت سے شتہ ہوگیا اورمسلمان ہونے پر مستعد ہوگئے اورراجہ چندولعل سے ں اجازت حاصل کرلئے ان ایام میں ایکبار خواب میں دیکھے کہ ی بزرگ کے ہاتھ پر اسلام لے آیا ہوں چونکہ وہ حضرت کو کبھی ں دیکھے تھے، اسلئے سونچا کرتے کہ الہی وہ کون بزرگ ہونگے ں کے ہاتھ پر اسلام لایا ہوں اگرمل جائے تو میں اُنہیں کے ر پر اسلام لاونگا جب اس بات کی شہرت ہوئی تو اکثر علماء وغیرہ نے ہاتھ پر مسلمان ہونیکی خواہش کرنے لگے چنانچہ راجہ چندولعل بعض علما کے طرف سے مُتیّا کو کہے کہ فلاں بزرگ کے ہاتھ پر ام لاویں تو مناسب ہے مگر متیا کو تو اپنے خواب کی تعبیر کرنیکی ہش تھی اس لئے اپنا ارادہ بیان کیئے ۔ اتفاقاً ایک روز غلام رخان کے والدہ جو کہ حضرت قدس سرہ کے مرید تھے نیاز کی یب کیئے اس تقریب میں حضرت بھی تشریف فرما ہوئے اور خان مذکور بہ سبب کمال اتحاد کے مُتیّا کو بھی مجلس میں شریک ر کی دعوت دئے جب پوری مجلس منعقد ہوئی کمندان نے حضرت دیکھتے ہی اپنے خواب کی تصدیق کرکے حضرت کے قدمبوس ہو اورخواب کا واقعہ بیان کرکے عرض کیئے کہ غلام کا اب مطلب بر دوسرے روز جامع مسجد میں حاضر ہوکر اپنی بیعت کا ایک دن مقر کے چنانچہ اس روز بڑے تکلف سے حاضر ہوکر معہ تین سو ہمراہی کے آپ کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہو حضرت نے انکا نام غلام مرتضی مقرر فرمایا، بعدہ اسی تکلف حضرت اورتمام طالب علم مدرسہ کو اپنے مکان پر لیجا کر نہایت تکلف سے دعوت کیئے وہاں بھی کئی عورتیں مسلمان ہوئیں۔

صاحب حسین کمندان کے اسلام لانے کا واقعہ:

تیسری برکت یوں ہوئی کہ صاحبو کمندان جو کہ ایک ہزار فوج کا افسر تھا چندروز کے بعد وہ بھی دوسو آدمیوں سے حضر قدس سرہ کے ہاتھ پر اسلام لالیا حضرت نے انکا نام صاحب حسین رکھا جب یہ تیں بڑے بڑے ذی رتبہ مسلمان ہوئے تو کئی شخص اس کے بعد مسلمان ہونے لگے جس سے بلدہ میں اسلامی یہ پہلی ترقی باعث ہوا۔

حضرتؒ کی تلاوت قرآن کی کیفیت: حضرت قدس س نماز تراویح آپ ہی پڑھاتے تھے ایک شب کو افضل بیگم نے ا مکان میں سے حضرت کی قراءت پوری حرفاً حرفاً سنکر متحیر ہوئی اتنی دور سے کس طرح حضرت کا آواز سنائی دے رہا ہے اس وقت کے نورانی اثر سے بیگم کو رقت قلبی بھی ہوئی دوسرے روز جب حضرت تشریف فرما ہوئے تو بیگم نے شب کے واقعہ کو روبرو عرض

حضرت نے اشاد فرمایا کہ شاید میری قراءت اس وقت جناب
ں میں مقبول ہوئی ہو جس سے حجاب دوری کا تمہاری سماعت
ے اٹھایا گیا اور تم نے اتنی دور کا آواز سنے۔

حضرت کا حفظ قرآن :- دلیل خان صاحب مرید خواجہ
ن صاحب کے بیان کرتے تھے کہ میں قرآن مجید کے آیات
بہات ومد ات سرخ وسیاہ ووقف وغیرہ کو یاد کر کے
ناً حضرت کے خدمت میں حاضر ہو کر سنا کرتا مگر حضرت کا حفظ
طرح صحیح تھا کہ کسی جگہ فرق نہیں ہوتا تھا اور مدّ سرخ وسیاہ میں
بخوبی تمیز ہوتا تھا جیسے میرے امتحان کا جواب ادا ہو جاتا۔

حضرتؒ کی مریدین پر توجہ کی کیفیت: عادت شریف تھی کہ ہر
بعد نماز اشراق کے مریدین پر توجہ فرمایا کرتے اور نماز میں بھی
ہ کا اثر مقتدیوں پر ظاہر ہوا کرتا جس سے آپ کے تکبیر تحریمہ
ساتھ مرید ین کی ایک حالت بخودی واضطرار ہوجاتی
بار آپ نے میر شمس الدین سے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی نماز
چیخیں مارے تو اس کو باندہ لینا اتفاقاً مولوی بدرالدین صاحب
آپ کے تکبیر تحریمہ کسے ساتھ چیخ مار کے بیخود ہوتے ہی میر
ں الدین صاحب نے انکو حسب الحکم حضرت کے تھامتے ہوئی
ں سے لے چلے مگر وہ نہ تہم کر اسی بیخودی میں حوض کے قریب
ر ایسے گرے جس سے سر پھوٹ گیا اسی طرح انکو لیجا کر ایک حجرہ
لٹادیئے اور آکر نماز میں شریک ہوگئے ، حضرت قدس سرہ
سے فارغ ہو کر انکے پاس تشریف فرما ہوئے اور پانی پر کچھ دعا
ر کے جب انکے منہ پر مارے تب مولوی صاحب کو ہوش آیا اس
ت حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اب سے ہم توجہ نہ دیا کرینگے مبادا
اگر کوئی گر کر ہلاک ہوجاوئے تو مناسب نہیں۔

واقعہ :-اس کے بعد ایکبار رحیم خان صاحب سے عرض
کئے کے حضرت کی کو توجہ سے ہمارے اشغال جمے رہتے تھے چ
روز ہم پر وہ اثر توجہ کا پایا نہیں جاتا شاید حضرت توجہ کم فرما
ہوں یہ سنکر آپنے ارشاد فرمایا کہ خیر تم لوگ جو کہ روبرو بیٹھا کر
تھے اب سے بعد نماز صبح اشراق مگر ہمارے پیچھے بیٹھا کرو انشاء ال
تعالی وہی بات حاصل ہوگی چنانچہ بالاجماع مریدین کا قول تھا ک
جس طرح حلقہ یا نماز میں وہ اثر وکیفیت رہا کرتی تھی اسی طر
اس نشست میں بھی وہی حالت وفیضانی وبرکت رہا کرتی تھی۔

واقعہ :- رحیم خان صاحب بیان کرتے تھے کہ ایک بار
میرے دل میں خطرہ گذرا کہ شاہ سعد اللہ صاحب اور شیخ ج
حالی صاحب کے مریدین میں جو حالت وجد واضطرار کی ہوتی
اگر ہم لوگوں میں ہوجائے تو کیا خوب ہے پس ادھر حضرت ک
قلب مبارک پر ان کے خطرہ کا اثر اسطرح ہوا کہ وقت نیم ش
حضرت قدس سرہ نے لفظ (اللہ) جل جلالہ کو ایک چیخ کے ساتھ ا
فرما کے اوٹھ کھڑے ہوئے۔اب جتنے لوگ اس وقت سوتے ت
سب پر اس کلمہ کی نورانیت اس طرح اثر کی کہ سب لوگ وہی لف
مبارک کہہ کہہ کر اٹھے یہ رحیم خان صاحب کی یہ حالت ہوئی کہ
بھی چیخ مار کے معہ بستر اپنے روبر دروازہ مکان زنانہ کے جو کسی ف
رفاصلہ پر ہے جا گرے اور ایسا شور وغل ہوا کہ مدرسہ گونج اٹھا، عجب
یہ ہوا کہ صبح کو جو شخص کہ شب کا واقعہ دریافت کرتا لاعلمی بیان کر
رحیم صاحب اپنے خطرہ سے متنبہ ہو کر پھر کبھی اس قسم کا خطرہ نہیں
لائے۔

حضرت کا اپنے مرید کو گناہ سے بچانا:۔رکن الدین صاحب
روایت ہے کہ ایک شخص حضرت کا مرید ہمیشہ حضرت کے
تھ صبح کی نماز پڑھا کرتے اور اشتیاق نکاح کا بیان کرتے کئی بار
ں کئے کہ میرا نکاح کروادیجے اُس پر حضرت ان سے وعدہ
یا کرتے ، ایک روز جامع مسجد میں ایک شخص آکر چند قرآن
ن کو واسطے پڑھنے قرآن نزدیک موتی کے طلب کیا، چند شخص
کے ہمراہ ہوگئے یہ مشتاق نکاح بھی اس شخص کے ساتھ روانہ ہوا
ب یہ لوگ جاکر موتا کے نزدیک قرآن پڑھے تو ہر ایک کو دو دو
یہ حق قرآن خوانی کے ملے۔اب یہ صاحب ارادہ زنا پر مستعد
گئے اور بعد نماز عشاء کے ایک فاحشہ کو اس دو روپیہ پر مقرر کئے
ں تک کہ سوائے ارتکاب فعل شنیع کے کوئی بات باقی نہ رہی اتنے
وہ صاحب کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت قدس سرہ کی شبیہ، حیرت
انگلی دانتوں میں لیکر روبروآ کھڑی ہے یہ شخص دیکھتے ہی گھبرا
اٹھ کھڑا ہوکر باہر بھاگنا چاہے تو وہ فاحشہ ان کے اضطرار کو دیکھ
حیرت سے پوچھی کہ تمکو کیا ہوگیا ہے جو ایسے وقت گھبرا کر جانا
ہتے ہو وہ صاحب اس کو کچھ نہ کہکر باہر چلے اور وہ دو روپیہ خرچی
اس کو معاف کردئے۔اب یہ شخص مارے شرم کے مسجد میں
نے اور حضرت کیساتھ صبح کی نماز پڑھنے کو چھوڑ دئے یہاں تک
تین مہینے تک حضرت کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے اس غیر
ری سے انکے حضرت قدس سرہ رکن الدین صاحب سے وجہہ
فت فرمایا کرتے رکن الدین صاحب چونکہ انکے اس معاملہ
واقف نہ تھے اس لئے لاعلمی بیان کرتے ایکبار رکن الدین
حب ان صاحب سے کہے کہ تم کو حضرت قدس سرہ یاد فرمایا
کرتے ہیں اور تم جاتے نہیں وہ صاحب اس روز کہے کہ مجھ
حضرت سے شرمندگی ہے اسلئے مجھ کو حاضر خدمت ہونے میں
ندامت ہے اگر تم نماز میں درمیان حضرت اور میرے کھڑے رہیں
تو میں حضرت کے ساتھ صبح کی نماز ادا کرکے خدمت سے مشرف
ہوتا ہوں رکن الدین صاحب ندامت وشرمندگی کا سبب ان سے
پوچھے تو وہ نہیں کہے آخر موافق وعدہ کے یہ شخص ایک روز صبح کی نما
میں حاضر ہوئے اور بعد نماز کے چادر سے منہ ڈھانک کر روبقبلہ د
بیٹھے رہے حضرت کو انکی حضوری کی گو بظاہر اطلاع نہ تھی مگر باط
سے معلوم فرمالئے اور نماز اشراق سے فارغ ہوکر زانو سے سر ک
ہوئے انکے نزدیک تشریف فرما ہوئے اور حرکت دئے اس حرکت
کیساتھ وہ شخص بے اختیار روتے ہوئے حضرت کے قدموں
گر پڑے ہے چونکہ یہ راز باہمی تھا حضرت دست مبارک اپنا ان ک
پشت پر پھرا کر تسکین دیتے رہے اور تشریف فرماتے وقت رک
الدین صاحب سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمائے کہ ہر ایک شخص
گناہ ہوتا ہے مگر گناہ یا بدافعالی سے نادم ہونا عمدہ بات بلکہ مغفرت
کی علامت ہے آدمی کو چاہئیے کہ حتی الامکان گناہ سے بچے۔

حضرت کا اپنے مرید کو پابند شریعت بنانا:

نواب محمد فخر الدین خان بہادر شمس الامرا امیر کبی
نے اپنے فرزند نواب محمد رشید الدین خان وقار الامرا بہادر کو حضر
قدس سرہ کی آغوشی میں واسطے خیر وبرکت ودرازی عمر کے دئے ہی
جب رشید الدین خان بہادر سن بلوغ کو پہونچے تو داڑی منڈو
کرنے لگے ہر چند حضرت قدس سرہ ان کو منع فرماتے مگر نوا
صاحب حضرت کے فرمودہ پر عمل نہیں فرماتے تھے ایک بار حضرت

قدس سرہ خاصہ تناول فرما کے نواب صاحب کو ارشاد فرمائے کہ م یوں تو نہیں مانتے اب تم کو اور طرح سے سمجھانا چاہئے اسی ب کو نواب رشید الدین خان بہادر خواب میں حضرت کو غصہ سے تے دیکھے کہ کیوں میں تم کو داڑی نہ منڈوانے کو کئی بار کہا مگر تم نہیں کرتے خبر دار داڑی مت منڈاؤ۔اس تہدید نے آپ کے یہ یدا کی کہ اسی صبح سے نواب معزنے داڑی منڈوانے سے توبہ فرمایا اور واقعہ خواب کو روبرو سید محمد صاحب داروغہ مقبرہ کے بیان فرمایا۔

حضرت کی قوت روحانی: جامع مسجد میں حضرت کے وقت مجذوب رہا کرتے تھے اور بہ نسبت حضرت کے قد آور و توانا تھے اکثر انکی عادت تھی کہ ٹہلتے ہوئے حضرت کے قریب آکر تے کہ آؤ شجاع الدین تم ہم پنجہ کرینگے یہاں تک بضد کہ حضرت لے کہنے کو قبول فرما کر پنجہ انکے پنجہ میں ملا کر نہ معلوم کیسی طاقت تے جس سے وہ مجذوب بے اختیار پکار کر کہنے لگتے کہ ڑو چھوڑو۔

ف: چونکہ قوتِ سالک' قوت مجذوب سے زیادہ ہوتی ہے اس ، وہ قوت میں کم ہوجاتے تھے۔

وجہ تسمیہ خواجہ میاں صاحب مجذوب:

ابتداء میں خواجہ میاں صاحب کا نام حافظ برالدین تھا آپ چنیاپٹن سے آکر حضرت کے خدمت میں ں استفادہ چندروز تک رہے۔اور پھر چنیاپٹن کو جا کر دوبارہ ب آئے تو مجذوب تھے، انکی عادت تھی کہ ٹوپی کرتہ تہہ بند سے رہا تے اور ٹہلا کرتے۔جو شخص روبرو آتا آؤ خواجہ کہہ کر سلام کرتے لئے انہیں (اُن) کا نام خواجہ میاں مشہور ہو گیا۔

ایک مرتبہ خواجہ میاں صاحب وقت نیم شب مسجد سے دوڑتے پکارتے ہوئے مدرسہ میں جا کر حضرت قدس سرہ کا نا لے کر پکارنے لگے کہ او میرے دل میں آگ لگی ہے جلدی آکر بجھاؤ اس وقت حضرت آرام فرمارہے تھے۔کسی نے حضر سے نہ کہا اب یہ خواجہ میاں صاحب مدرسہ سے مسجد اور مسجد مدرسہ میں دوڑتے اور حضرت کو پکارتے ہوئے رہے جب حضر تہجد کی نماز کو بیدار ہوئے تو انکی حالت بیقراری کو ملاحظہ فرما ک جلدی سے وضو کر کے انکے نزدیک تشریف فرما ہوئے اور تھوڑی د کچھ ایسا باہمی معاملہ فرمائے جس سے خواجہ میاں صاحب کو اس حرارت قلبی سے سکون واطمینان ہو گیا۔

غرض خواجہ میاں صاحب جامع مسجد میں حضرت کے وصا تک رہے جب حضرت کا وصال ہوا تو جب سے سر برہنہ رہ لگے اور مسجد بھی چھوڑ دی اور کسی جگہ برابر قیام نہیں کئے۔

آپ کو کرم علی خان نے جو معتقد تھے چندروز اپ مکان میں رکھا۔ایک بار جناب میر محمد دایم صاحب خواجہ میا صاحب کے نزدیک تشریف فرما ہوئے تو بحالت جذب فرما لگے کہ ہمارے لئے پگڑی لاؤ تم نہ باندو گے تو پھر کون باندیگا)اس پر جناب میر صاحب نے ایک دستار سبز اور ایک سفید ہمراہ لیجا خواجہ میاں صاحب کے روبرو رکھدیے آپ نے سبز دستار کو لیکر بان لیا اور آئینہ میں دیکھ دیکھ کر فرمانے لگے کیا اچھی پگڑی ہے تم باند ہوگے تو پھر کون باندہے گا۔

حضرت کے وصال کے بعد جو برہنہ ہو گئے تھے پھ یہی پگڑی باندھے۔جب آپ کے وصال کے ایام قریب پہو

رم علی خان کے مکان سے نکل کر قطب شاہوں کے گنبدوں میں م ہوئے اور وہیں آپ کا وصال ہوا نواب افضل الدولہ بہادر ور پرنور نے آپ کے جسد نوارنی کو بنظر عقیدت کے آصف نگر باغ میں دفن کا حکم فرمایا اور سالانہ عرس کیلئے سو روپیہ بھی مقرر یا چنانچہ آپ کا مزار پرانوار اسی باغ میں جلوہ آرا ہے اور عرس سرکار سے ہوا کرتا ہے۔

ف الخلاصہ کی مقبولیت:

ایک عرب بغداد شریف سے وارد بلدہ ہوکر اتفاقاً ب حضرت کی ملاقات کئے تو آپ سے اپنی سابق کی ملاقات کی ت اس طرح بیان کئے کہ ایک روز بغداد سے میں کاظمین کو ا تھا جب بقصد زیارت حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قبہ شریف میں داخل ہونا چاہا تو آپ اس وقت اندر سے باہر اس جگہ آپ سے ملاقات کیا ہوں یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ تو بغداد کو کبھی نہیں گیا جو آپ سے ملاقات ہو مگر وہ عرب اسی ح یقین کو ترجیح دیتے رہے، اس پر حضرت آبدیدہ ہوکر فرمائے اس کی توجہ آپ کو یوں کہہ سکتا ہوں کہ میں ان دنوں فقہ حنفی میں رسالہ مسمی ''کشف الخلاصہ'' لکھتا تھا شاید اسکے (اسکی) لیت کا باعث ہوگا جو میری سعی حضرت امام علیہ الرحمہ کے یک مقبول ہوئی جس کے وجہہ سے میری شبیہ کو حضرت نے ینہ کروادیئے ورنہ میں بغداد کو کبھی نہیں گیا ہوں۔

ن خان مندوزی جمعدار کی حضرتؒ سے بیعت:

حسن خان صاحب مندوزی جمعدار حضرت قدس سے صرف ونحو میں شاگردی رکھتے تھے وہ اکثر ارادہ کیا کرتے کہ ہندوستان جاکر اپنے آبائی مرشدی خاندان میں بیعت حاصل کروں چنانچہ ایکبار پورا قصد کرچکے تھے کہ مولوی عبدالکر صاحب (۱) کا واقعہ شہادت درپیش ہوا خان صاحب بیان کرتے تھے کہ اس معرکہ کے روز ایک طرف زینہ ہائے مسجد پر میں کھڑا ہ اور دوسرے جانب زینہ پر بھائی دایم خان مولوی صاحب کے رفاقت اور مخالفوں کے مزاحمت میں کھڑے ہوئے اور تاج مح خان صاحب مرحوم روبرو مولوی صاحب کے بیٹھے تھے اخر ک مولوی صاحب اور تاج محمد خان اور دایم خان شہید ہوئے اور میں نے سخت زخم کھاکر گر پڑا مگر زندگی باقی تھی جو بچا۔ اس حالت بیہوش میں دیکھا کہ حضرت قدس سرہ میرے خون وزخم کو صاف فرماتے ہوئے تسلی دے رہے ہیں غرض خان صاحب کو جب مسجد سے اوٹھا کر مکان کو لیگئے اور دوا وغیرہ سے درست ہوگئے تو چندروز کے بعد پھر خان صاحب کو اپنے وطن جاکے مرید ہونیکا خیال ہوا اور س کی تیاری بھی کی گئی شب کو خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ مولانا شاہ مح رفیع الدین صاحب قدس سرہ خان صاحب کا ہاتھ لیکر حضرت کے ہات میں دئے اور فرمائے کہ تم ان کو داخل طریقہ کرو۔ صبح خا صاحب اپنے سفر کے قصد سے باز آکر حضرت قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خواب کا واقعہ بیان کرکے مرید ہوئے۔

نجابت خان قلعدار کی حضرتؒ سے بیعت:

نجابت خان صاحب قلعدار کہتے تھے کہ مجھ حضرت نہایت عزیز رکھے اور علی ہذا شیخ جی حالی صاحب بھی مجھ شفقت فرماتے تھے جب تک میں کسی کا مرید نہیں ہوا تھا جو کہ ایس دو بزرگوں کی شفقت تھی اس لئے سونچا کرتا کہ کن بزرگ کا مر

ں ایک شب خواب میں دیکھا کہ شیخ جی حالی صاحب نے مجھ
رید کرنیکا قصد فرمائے ہیں اس جگہ حضرت بھی موجود تھے اور
رت شیخ جی حالی صاحب سے فرمارہے ہیں کہ آپکے تو بہت لوگ
ید ہیں ان کو چھوڑ دیجئے کہ میں ان کو داخل طریقہ کرتا ہوں۔

حضرت کے فرمانے سے شیخ جی صاحب نے میرا
چھوڑ دیئے فرمائے کہ خیر آپ ہی داخل طریقہ فرمادیں۔صبح خان
حب حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کے داخل طریقہ ہوئے۔

رتؒ کی دعا سے شاکر بیگ کی موت کا ٹل جانا:

شاکر بیگ صاحب جو کہ نواب سکندر جاہ بہادر کے
کا تھے اپنا واقعہ بیان کرتے تھے کہ میں شکایت اسہال سے سخت
ب ہوگیا تھا کہ یہاں تک نوبت پہونچی کہ وقت نصف شب
پورے علامات موت کے مجھ میں ظاہر ہوگیں اور ہاتھ پانوں
انگوٹھے باندھکر چادر اوڑادئے اور انتقال کی کیفیت حضرت کے
ں روانہ ہوئی حضرت نے سنکر ارشاد فرمایا کہ صبح تجہیز و تکفین میں
ہوگا۔اب بعد تین پہر رات کے تن بیجان میں میرے حرکت
ہوئی اس حرکت خلاف عادت پر لوگ متحیر ہوکر انگوٹھے کھول
ئے بعدہ میں نے خود ہی منہ سے چادر ہٹا کر ہوش میں آیا۔

صبح کو حضرت قدس سرہ اور مولوی اللہ والے
حب تشریف فرما ہوئے تو مجھ کو زندہ پائے حضرت قدس سرہ
ے پاس تشریف فرما ہوئے تو میں نے حضرت سے اپنی اس
ت کی سرگذشت کو عرض کرنا چاہا تو حضرت نے آہستہ سے منع
یا دوبارہ پھر حضرت سے متوجہ ہوکر عرض کرینکا قصد کیا تو پھر
رت نے منع فرمایا تیسرے مرتبہ جب کہنے کا قصد کیا تو آپ
نے ارشاد فرمایا کہ معلوم ہوا فقیر موجود تھا ہماری زندگی تک اس
کیفیت کو خفیہ رکھنا جب تو وہ خاموش ہوئے۔

بعد وصال حضرت قدس سرہ کے شاکر بیگ کہ
تھے کہ میری روح کو آسمان اول ودوم وسیوم سے ملائیک لیے
گذرے وہاں حضرت کو میں نے دیکھا کہ سانبر کے چمڑی کا کر
پہنے ہوئی کھڑے ہوئے تھے اور غیب سے آواز ہوا کہ اسکو چھوڑ
جس سے پھر میری جان عود کی۔

ف: اس قسم کے کرامات اولیاء اللہ سے صادر ہوئے ہیں چنانچ
حضرت عبدالقدوس گنگوہی ، اور حضرت نظام الدین اولیا اور نگ
آبادی وغیرہ اولیاء اللہ سے احیائے موتیٰ باذن اللہ صادر ہوئے اگ
چہ قضائے مبرم نہیں ٹلتی مگر قضائے معلق کا ٹل جانا دعاءِ اولیاء الل
وکرامات سے جو کہ باذن اللہ ہوتا ہے وہ محال نہیں اگر محال کہا جا
تو خرق عادات وغیرہ جو خلاف عادت وعقل کے صادر ہوتے ہیں
جس کا ثبوت بالاجماع مسلم ہے لغو ہوجاتا ہے حالانکہ انکار کرامات
اولیاء اللہ کفر ہے معاذ اللہ۔

حضرتؒ کا مرتبہ ولایت:

غلام جیلانی خان بدری ایک بار خواب میں دیکھے کہ ایک
دروازہ عظیم الشان پر ایک پر تکلف پردہ پڑا ہوا ہے اس دروازہ
ایک ذوالفقار لگی ہوئی ہے میں نے پوچھا کہ یہ کس کا محل ہے لوگو
نے کہے(کہا) کہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کا محل ہے اس
وقت ایک طرف سے آواز آرہا تھا کہ مولوی شجاع الدین اس زما
کے شیخ الاسلام اور قطب ہیں ہر چند میں نے ادھر ادھر دیکھا مگر کو
کہنے والا نظر نہیں آیا صبح خان صاحب حضرت کے(کی) خدمت

حاضر ہوکر خواب کا واقعہ کہنا چاہتے تھے کہ حضرت قدس سرہ نے
یا (معلوم ہوا) دوسرے بار پھر کہنے کا ارادہ کئے تب بھی آپ
اسی طرح فرمایا (معلوم ہوا) تیسری مرتبہ پھر جب کہنے کا قصد
تو فرمائے خبردار ہماری زندگی تک اس واقعہ کو کسی سے نہ کہنا
نچہ بعد وصال آپ کے انہوں نے سارا واقعہ کو بیان کیا۔

رت کا اپنی پوتری کو پابند شریعت بنانا:

میر حیدر علی صاحب والد جناب پادشاہ صاحب
حضرت سے عرض کئے کہ ہماری اور آپ کی قدیم سے قرابت
اگر حضرت کی پوتی یعنی صاحب زادی حاجی عبداللہ صاحب کی
ناہ صاحب کو منسوب ہوتو مناسب ہے حضرت نے ارشاد فرمایا
آپ امیر اور میں فقیر یہ کس طرح ہو سکے گا مگر میر صاحب بضد
تے رہے ۔حضرت نے قبول فرما کے نسبت مقرر فرمادیے اور
ی بھی ہوگئی چونکہ حضرت کے خاندان میں مستورات مِسّی نہیں
کرتے اس لئے دولہن نے مسی نہیں لگائی اس پر ان کے خوشدامن
لگانے کو بضد ہوا کرتے ایک بار میر صاحب کے قرابت داروں
تقریب شادی کی تھی اسلئے خوشدامن نے دولہن کو جبراً مِسّی لگا کر
ی میں لے گئے اسی شب کو دلہن کے خواب میں حضرت قدس سرہ
کے اس زور سے ہوٹوں کو مٹروڑ دیئے کہ ہونٹ ورم کرگئے اور
ئے کے کیوں مِسّی لگائی ہو معلوم نہیں منع ہے صبح کو جو بیدار ہوئے
نٹوں پر ورم تھا جب سے دلہن نے کبھی مِسّی نہیں لگائی۔

ف : یہ کمال تقوی کا باعث ہے اس لئے کہ دانتوں پر مسی جمی
نے سے ازالہ جنابت پوری طہارت سے نہیں ہوسکتا حالانکہ ازالہ
بت اصل بدن سے فرض ہے۔

ادائے قرض میں حضرت کا دستگیری فرمانا:

غلام رسول بیان کرتے تھے کہ ایک ساہوکار ا
والد کے کارخانہ میں اس طرح کل امورات میں حاوی ہوگیا تھا ک
بدون معرفت اسکے دادوستد یعنی لین دین نہیں ہوتا جب وال
کا انتقال ہوا تو میرے سے اس نے ایک لاکھ روپیہ کا مطالبہ پیش ک
ہر چند میں نے اس کو کارخانہ سے علحدہ کرنا چاہا مگر نہ ہوسکتا تھ
اخر حیران ہوا کہ الہٰی اتنی رقم کثیر کس طرح ادا ہوگی مجبور ہوکر حضر
سے کل حقیقت کو عرض کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم مزارات اولی
اللہ سے استمداد چاہو اور پھول چڑھایا کروان کی امداد سے تمہار
حاجت برآئیگی چنانچہ ویسا ہی چند روز تک مزارات مقدسہ ک
زیارت کرتا رہا مگر وقت نہیں آیا تھا عند یہ پورا نہیں ہوا حاضر ہوک
حضرت سے عرض کیا کہ حضور ابھی تک غنچہ امید نہ کھلا اپنے ارش
فرمایا اب زندہ بزرگوں سے جو کہ بلدہ میں موجود ہیں استمد
چاہو۔ ویسا ہی بزرگوں کے خدمت میں جاکر استمداد چاہتا رہا چند
روز تک یہ بھی حالت گذری مگر وہی وقت کی انتظاری رہی ایک
روز حضرت قدس سرہ میرے مکان پر تشریف فرما ہوئے تو بعد تناو
فرمانے طعام کے بے ادبانہ عرض کے کہ آپ کے مطابقِ حکم
مزارات مقدسہ سے پھر بزرگواران موجودین سے استمداد چاہا ک
آپ میں اتنی قوت وتاثیر نہیں ہے جس سے میرا مقصد برآ
اور جا بجا مجھ کو پھرائے یہ سنکر ارشاد فرمائے کہ سنو غلام رسول تم کو ایک
مثال بتلاتا ہوں کہ جب تک گھڑے میں پانی ہلتا رہتا ہے اس میں
صورت برابر نہیں دکھلائی دیتی جب پانی کی حرکت موقوف ہوجا
ہے تب صورت برابر نظر آتی ہے یہ سنکر عرض کیا شاید آپ خیال

تے ہیں کہ مرا اعتقاد متزلزل ہے جو کہ جا بجا گیا ہوں حالانکہ آپ حکم سے گیا ہوں سنئے حضور اب تک کل کاموں کا بوجھ جو کہ میر گردن پر تھا اب سے آپ کے گردن پر رکھا۔ حضرت قدس سرہ یہ ادبانہ سخن سنتے ہی ردائے مبارک کو کاندسے پر ڈال کر اٹھے نے حضرت کا جبہ پکڑ کر عرض کیا کہ آپ میرا جواب ادا ں فرما کے تشریف لیجاتے ہیں اس پر ارشاد فرمائے کہ جب تم نے وجھ میرے (میری) گردن پر رکھے ہیں تو پھر تم کو کیا فکر ہے اور یف فرما ہوئے، اس اعتقاد نے ان کے یہ اثر پیدا کیا کہ پورے س روز نہیں گذرے تھے کہ کل قرض بھی ادا ہوگیا اور جملہ کارخانہ ے قبضہ میں حسب عندیہ آگیا اور وہ ساہوکار بھی علٰحدہ ہوگیا۔

دۂ بارگاہ نائب رسولؐ کا حضرتؒ سے بیعت کرنا :

آپ رحمت آباد کو واسطے زیارت حضرت خواجہ رحمت اللہ نائب ل اللہ صلی علیہ وسلم کے جو کہ داد اپیر ہوتے ہیں تشریف ہوئے جب رحمت آباد ایک روز کی راہ پر رہ گیا اس شب کو درگاہ نقارچی لوگ خواب میں دیکھے کہ ایک بزرگ مقدس مسافر ت آباد میں داخل ہورہے ہیں دوسرے روز وہ نقارچی نوبت ری میں مشغول تھے کہ حضرت بھی ان کے روبرے سے تشریف ہوئے اب یہ آپس میں اس خواب کی تعبیر کا بعینہٖ واقعہ معائینہ کے حضرت سے مشرف ہوئے اور سب کے پہلے یہی ید ہوئے ان کے بعد جناب رحمت میاں صاحب سجادہ درگاہ اپنے محل کے مرید ہوکر خلافت سے ممتاز ہوئے۔

رتؒ کا احوال باطن سے باخبر ہونا:

ایک شخص حزب البحر کی اجازت حضرت سے لئے اور جن جن مقام پر کہ نیت تسخیر یا ہلاک عدو برامد حاجات کرنا ہے وہ بھی معلوم کر لئے وہ کہ تھے کہ میں نے خیال کیا کہ حضرت کے نزدیک تو اُمراو مُعزّزین سب حاض ہوتے ہیں حضرت ہی کے تسخیر کی نیت سے عمل شروع کرنا مناسب ہے جس سے سب کچھ حاصل ہونا ممکن ہے اسلئے وہ شخص حضرت کے تسخیر کی نیت سے عمل شروع کئے حضرت جلدی سے صحن میں تشریف فرما ہو کے ان سے آہست ارشاد فرمائے کہ (فقیر کی چھری فقیر پر ہی صاف کرنا چاہتے ہو) بجز دُسنے کے شخص اس خیال سے نادم و پشیمان ہوکر آپ کے اطلاع احوال باطن سے جو کہ اس وقت ہو متحیر ہوئے اور پھر کبھی حضرت کی تسخیر کا خیال نہیں کئے۔

واقعہ :- ایک روز حضرت قدس سرہ حوض پر وضو کر رہے تھے اور بھینسہ کے قاضی کے فرزند جولڑ کے تھے اسوقت وہ بھی کھ ے تھے آپ نے ارشاد فرمایا (ارے) اس کے تیسرے ر حضرت نے بہت سے شخصوں کو اطلاع کروائے کہ آج ایک بزرگ کی فاتحہ ہے آپ لوگ آکر شریک ہویں اور زیارت کا سامان بھ حضرت ہی نے منگوائے جب ختم شروع ہوا تو لوگوں نے میت کا م حضرت سے پوچھے اس پر ارشاد فرمائے کہ میں ان کا نام لے لی ہوں اور اس ختم کا ثواب بھی بخش دیتا ہوں غرض ختم کے بعد س لوگ متحیر ہوئے کہ آج کن بزرگ کی زیارت حضرت نے فرما ہیں اب وہ قاضی صاحب کے فرزند کو حضرت نے کلمات تسلی آمی اس طرح فرمانا شروع کئے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی انہیں ک اقربا میں سے انتقال کئے ہیں اور پشت پر ہاتھ پھیرتے ہوئے د تک تشریف فرما ہوئے اُس روز اِس واقعہ سے سب لوگ متح ہوئے ان کے چچا نے گمان کئے کہ شائد بھینسہ میں کسی کا انتقا ہوگیا ہے اور تاریخ بھی لکھ رکھے پانچوین یا چھٹے روز ان کے وا

ل کی کیفیت کا خط بھینسہ سے آیا اس وقت اس مجلس ختم کی قت مکاشفی سب کو معلوم ہوئی۔

رتؒ کا جنّات کی دعوت فرمانا:

بچولعل مصدی راجہ رام بخش کے بیان کرتے تھے کہ ک روز میں ہاشم علی خان پوتے فتح الدولہ کے مکان پر گیا تھا۔ نے میں حضرت قدس سرہ بھی وہاں تشریف فرما ہوکر خان صاحب فرمائے کہ چلیئے ہم تم کو تماشا بتلاتے ہیں چنانچہ خان صاحب غلام مصطفیٰ صاحب اور میں حضرت کے ہمراہ ہوکر بی بی کے ہ کو پہونچے وہاں حضرت ایک میدان میں تشریف رکھ کر ہم سوں کے اطراف ایک خط بطور حصار کھینچ دئے اور آپ وظیفہ مشغول ہوئے اس کے بعد میدان وسیع میں بہت سے لوگ جمع نے لگے اور صفائی ہونی شروع ہوئی پھر پانی کا چھنکاؤ ہو کے فرش دیا گیا اور سواریاں آنے لگی بعدہ ایک سواری بڑی تکلف سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ انکا پادشاہ تھا، وہ اہل سواری اور پادشاہ کے اس فرش پر بیٹھ گئے بعدہ عطر تقسیم ہوا اور پھول بھی تقسیم ہوئے ہ سب وہ لوگ برخواست ہوئے اور وہ فرش بھی اٹھالیا گیا، وہی میدان خالی تھا جہاں ہم بیٹھے ہوئے تھے اس نادر واقعہ کی قت کو حضرت سے پوچھے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ ت تھے اور وہ ان کا بادشاہ تھا جو کہ تکلف سے آیا تھا میں نے ان دعوت کیا تھا اس لئے وہ آئے تھے۔

ب کی اہلیت کے مطابق حضرتؒ کا تعلیم دینا:

سید عبداللہ صاحب بروم پوتے سید علوی قدس سرہ کو ریاضت چلہ کشی کا نہایت شوق تھا، وہ بیان کرتے تھے کہ ایک شب کو میں تخت پر مسجد کے وظیفہ پڑھتا ہوا بیٹھا دو پہر رات ک دیکھا کہ حضرت قدس سرہ تہجد کے نماز سے فارغ ہوکر مسجد کے لب زہ پر تشریف فرما ہوئے اس وقت حضرت کا چہرہ ایسا منور دکھلائی د جس کی روشنی صحن وغیرہ میں ہوگئی اتنے میں باہر سے ایک بزرگ آئے تو ان کا بھی چہرہ ویسا ہی منور تھا اب حضرت اور وہ بزرگ د تک ہم کلام ہوکر وہ بزرگ باہر چلے گئے اور حضرت جوں جوا ادھر کو بڑتے وہ چہرہ کی روشنی کم ہوتی جاتی جب میرے روبر تشریف فرما ہوئے تو آپ کا چہرہ اصلی حالت پر تھا اس نادر واق سے یقین کرلیا کہ جو کچھ اب خواستگاری حصول مقصد کیلئے کیجا۔ خالی نجائیگی مناسب ہے کہ بدون سرفرازی حاصل کے حضرت کو چھوڑا چاہیئے غرض حضرت سے ملتجی ہوا کہ اس وقت آپ کا اور بزرگ کا چہرہ اس قدر منور ہونے اور باہمی مکالمہ میں کیا اسرار آپ مجھ کو فرماویں اور نعمت دوجہانی سے سرفرازی بخشیں یہ سن حضرت نے اس واقعہ سے لاعلمی بیان فرمائے مگر میں نے دامن نہ چھوڑا اور برابر اصرار کرتا رہا مگر حضرت وہی لاعلمی بیان فرما رہے اخر میرے سخت اصرار پر ارشاد فرمائے کہ (ابھی تمہاری عمر اس معاملہ (کے) سمجھنے کی نہیں ہے جب چالیس سال کی ہوگی اس وقت عمل کی ترکیب بتلاکر اجازت دینا ہوگا جب تو میں مجبور ہوک آپ کا دامن چھوڑ دیا۔

حضرتؒ کا مرید کے اعتقاد کو مضبوط کرنا:

ایک روز حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہمار صورت کو خواب سے بیدار ہوتے ہی دیکھے گا وہ انشاء اللہ تعالیٰ بیٹ کھائیگا اتفاقاً موسم گرما میں مرزا علی صاحب مسجد کے صحن میں

تے تھے حضرت قدس سرہ نماز صبح کو وضو کرکے ریش مبارک کو
کے منہ پر چھڑکے وہ جو بیدار ہوئے تو آپ کے جمال سے مشرف
ئے اب ان کو اس حضرت کے ارشاد نے امتحان کرنے پر امادہ کیا
یقین کرلئے کہ آج ضرور میٹھا کھانا ہوگا حضرت نے نماز صبح
راق ادا فرما کر مع مریدین مدرسہ میں تشریف فرما ہوئے یہ مرزا
حب بھی جا کر روبرو بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص نے
ائی کی ٹوکری لے آیا۔اور بغرض تقسیم روبرو رکھ دیا جسب الحکم
وہ تقسیم شروع ہوئی جب مرزا علی تک تقسیم پہنچی تو حضرت نے
یا کے مرزا علی کا حصہ مجھ کو دو آپ نے انکا حصہ لیکر رکھ دیا یہ مرزا
پہلے امتحان کا قصد کئے بعدہ اس کے ظہور سے مطمین ہو گئے
اب حضرت کے لے لینے سے متحیر ہوئے جب ظہر کا وقت ہوا تو
اعلی مکہ مسجد میں ظہر کی نماز کے واسطے گئے وہاں بھی نماز کے بعد
ائی تقسیم ہوئی اس کو کھا کر مدرسہ میں آئے اور جب حضرت کے
رو حاضر ہوئے اس وقت حضرت نے ان کے حصہ کو طاق سے
ں کر ان کو مرحمت فرما کر ارشاد فرمایا کہ ہمارے کہنے کی تصدیق
ں یا نہیں اس وقت وہ شیرنی میں نے تم کو جو نہ دیا اس کا یہ سبب تھا
تم سمجھتے کہ آپ ہی صورت بتلا کر شیرنی بھی دلوائے تم کو اس
ت یقین ہوتا کہ باہر سے کہیں مٹھائی ملی ہوتی اور تبسم فرما کر ان کو
رق الیقین اس ارشاد کا فرمائے اس وقت سب کو اس واقعہ کی
ت ہوئی۔

رتؒ کے فرزند کی شہادت کا واقعہ:

جب آپ کے فرزند حاجی محمد عبداللہ صاحب بہ
رہ زیارت بزرگواران وطن کے والدین ماجدین سے رخصت
لیکر روانہ ہوئے تو ان کے محل محترم نہایت رونے لگی حضرت
ان کی حالت کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ سنو بہو بیگم اگر حاجی عبدال
انتقال کریں تو تمہاری کیا حالت ہوگی یہ سنتے ہی وہ خاموش ہوگ
غرض جناب حاجی صاحب زیارات سے فارغ ہوکر جب قص
دیونی متصل اودگیر میں مقام فرمائے وقت نیم شب نماز تہجد کیلی
بیدار ہوکر وضو کے ارادہ سے باہر جو نکلے تو بہ سبب ظلمت شب ا
مقام ناواقف کے باوڑی میں گر پڑے جو اس میں جان بح
ہوئے، صبح ہمراہوں نے آپ کی لاش باوڑی سے نکال کر گل درگل
کردئے جب یہ خبر بلدہ کو پہونچی تو غلام رسول اور تمامی مرید
نے لاش منگوانے پر حضرت کے مصر ہوئے اس پر آپ نے ارش
فرمایا کہا گر مردہ مرحوم ہے تو خیر ورنہ افشاء راز کے وجہہ دفن کے بع
قبر کھولنا منع ہے مگر مریدین بالکل اصرار کرتے رہے کہ حاجی عبدال
صاحب کی لاش کو ضرور حضرت منگوا دیں ایک روز سب کے اصر
پر حضرت نے تہوڑی دیر مراقبہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ بسم اللہ ا
لاش منگواؤ چنانچہ لانیکے لئے لوگ روانہ ہوئے جب لاش کو نکا
پر مستعد ہوئے تو وہاں کے روافض کہنا شروع کے کہ اب تک لاش
کہاں باقی رہی جو تم لوگ نکالتے ہو غرض قبر کو کھولے تو اس گل درگل
میں سے وہ لاش ایسی صحیح سالم نکلی کہ کفن تک باقی تھا صرف اس
مٹی جمی ہوئی تھی معترض لوگ اس واقعہ کو دیکھ کر متحیر اور مخلصین سج
شکر بجالائے۔

جب لاش کا صندوق دیونی سے بلدہ کو پہونچا اور آپ کو اطلا
ہوئی تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جنازہ کو مدفن پر رکھ کر مجھ کو اطلا
کرنا چنانچہ اس روز آپ نے ظہر کی نماز پڑھ کر مدفن پر تشریف

ہوئے اور تمامی علما اورامرا وغیرہ کا اجماع ہوا حضرت نے
وی اللہ والے صاحب سے فرمایا کہ آپ نماز پڑھائیں اس پر
ب مولوی صاحب نے امتحاناً کہے کہ ولی کے ہوتے ہوئے
رے کی امامت کیسی درست ہوا گر آپ امامت فرماویں تو
سب ہے چونکہ بعض حضرات کوآپ کا صبر وتحمل ایسے وقت دیکھنا
ور تھا اس لئے انہوں نے آپ کی امامت دیکھنا چاہا تھا مگر
رت کا صبر ورضا برقضا ایسی نہ تھی جوآپ بوجہ رقت قلب امامت
رماتے چنانچہ حضرت ہی امامت کیلئے بڑھے جب تکبیر تحریمہ
ئے اس وقت تمام مصلیوں کی عجیب حالت بیقراری رقت قلبی
وجہ سے تھی مگر حضرت بجائے خودنہایت صبر وتحمل سے امامت
ئے۔ جب لاش کوقبر میں اتارے تو اس وقت بھی وہ مولوی
حب نے حضرت سے کہے کہ چہرہ ملاحظہ فرماویں اس پر حضرت
ارشادفرمایا کہ ’’انشاءاللہ تعالی قیامت کے روز دیکھنا ہوگا‘‘۔
ف: اسی کوصبر ورضا کہتے ہیں۔

رتؒ کا کشف:

میر فیض الدین صاحب سے منقول ہے کہ ایک
ب حضرت قدس سرہ خواب سے بیدار ہوکر پوچھے کہ کتنی رات
ری ہے عرض کئے کہ نصف شب گذر چکی یہ سنکر حضرت باہر
یف لے چلے ہم چند اشخاص بھی حضرت کے ہمراہ ہوگئے
رت سیدھا مولوی شہاب الدین صاحب کے مکان پر جوکہ شمس
را بہادر کے مقبرہ کے متصل تھا تشریف لے گئے اس وقت
وی صاحب کا آخر وقت تھا حضرت کو دیکھتے ہی خوش ہوکر کہے
میں آپ ہی کے انتظار میں تھا اب میرا سر اپنے زانوں پر رکھیے

حضرت نے ان کا سرزانو پر رکھ لیا مولوی صاحب نے حضرت
ہاتھ لیکر اپنے قلب پر رکھ کر کلمہ پڑھنا شروع کئے اور جان شیریں
حضرت کے زانو پر اپنے خالق کوسونپے۔ حضرت صبح تک رہ کر بعد
تجہیز وتکفین کے واپس ہوئے۔ اس وقت حضرت کا ان کے پاس
جانا صرف کشف کے (کی) وجہ سے ہوا۔

حضرتؒ کے رکھائے ہوئے مضعفر کا کئی دن تک سالم رہنا:

جس روز حاجی محمد عبداللہ صاحب آپ کے فرز
کا نکاح ہوا اس روز حضرت قدس سرہ دولہ کے حجرہ میں تشریف
فرما ہوکر ایک مزعفر کا حصہ ایک مرید کے حوالہ فرما کر ایسا ارش
فرمائے کہ جب فلاں بزرگ آویں تو یہ حصہ انکو دینا اس مرید نے
عرض کیا کہ وہ کون ہیں جس کودوں آپ نے فرمایا کہ وہ ہمیش
آیا کرتے ہیں اس مرید نے وہ حصہ لیکے ایک گیہوں کی گو
میں رکھ دیا، اس کے سترہ روز کے بعد ایک بزرگ مسجد میں آ
تو حضرت نے انکا ہاتھ پکڑ کر خواجہ میاں کے حجرہ میں لیگئے اور اس
روز کے حصہ کومنگوائے اس مرید نے عرض کیا کہ میں نے ایک
گولی میں رکھ دیا تھا چونکہ عرصہ بہت روز کا گذار ہے نہ معلو
درست باقی ہے یا خراب ہوگیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا ک
کاملوں کا حصہ بھی کہیں خراب ہوتا ہے لے آو غرض جب اس
حصہ کونکالے توکسی طرح کا اس میں تغیر نہیں تھا گویا تازہ رکھا ہ
تھا آپ نے اوس حصہ کوان بزرگ کے حوالے فرمائے اور وہ لیک
رخصت ہوئے۔

حضرتؒ کے دست مبارک سے بیمار کی شفا:

صوفی صاحب بیان کرتے تھے کہ ایک شخص سخت

میں مبتلا تھا حضرت ان کے نزدیک تشریف لیجا کر فرمائے دیکھو
فی صاحب اب ان کی بیماری دفع ہوجاتی ہے اور اپنا ہاتھ ان پر
ہے اس دست حق پرست کا یہ اثر ہوا کہ وہ مریض اسی وقت مرض
افاقہ معلوم کر کے اٹھ بیٹھا اور دن بدن توانا ہوتا گیا۔

رتؒ کی کریم نفسی:

ایک مرید حضرت کے مسمی محمد مخدوم شمس آبادی
ب کبھی حاضر ہوتے کبھی لڑکی کی شادی کبھی بسم اللہ کبھی عُسرت
ں عرض کیا کرتے حضرت ان کی سفارش کبھی نواب شمس الامرا
ی غلام رسول کبھی مندوزی جمعدار سے کر کے ان کی حاجت
ی کرادیتے ایکبار وہ صاحب عادت کے موافق حاضر ہوکر
ں کئے تو شاکر بیگ جو اکثر انکی اس عادت سے ناخوش رہتے
غصہ سے کہے کہ اس شخص سے حضرت کو بہت تکلیف ہوتی ہے
ب آتا ہے ایک نہ ایک بات نئی لے آتا ہے اگر اب سے مدرسہ
آئیگا تو باہر کردونگا لوگوں نے حضرت سے اس ان کے کہنے کو
ں کئے تو غصہ سے شاکر بیگ کو طلب فرما کر ارشاد فرمائے کہ سنو
ر بیگ اگر مرید پیر کو رسی سے باندھ کر بازار میں فروخت کرے
ائز ہے۔ اگر مخدوم صاحب مجھکو بازار میں بیچنا کرنا چاہے تو میں
ی ہوں تم پر کیا مشکل ہے اگر تکلیف ہو تو مجھکو ہے تم کو تو نہیں خبر
مخدوم صاحب کو کچھ نہ کہنا۔

ف: ہر چند یہ واقعہ متعلق کرامات یا خرق عادت کے نہیں مگر
ہ خدمت خلق و برآمد کار ایسی عمدہ بات ہے جسکا وجود خاصان
ہی میں پایا جاتا ہے اور ایثار و کریم النفسی بھی اسی کو کہتے ہیں۔

جہ میاں مجذوب کا مرتبہ:

خواجہ میاں صاحب مجذوب جو فیض یافتگان اقدس
سے تھے ایک بار حضرت کے حجرہ پر آ کے دروازہ ہلاتے ہوئے کہ
لگے کہ (اٹھو مکہ معظّمہ میں ظہر کی جماعت تیار ہے جا کر نماز میں
شریک ہوجائینگے) حضرت قیلولہ سے بیدار ہوکر کچھ جواب نہیں
دئے پھر دوبارہ خواجہ میاں صاحب آکر ویسا ہی کہنا شروع کئے ت
بھی حضرت خاموش رہے تیسرے مرتبہ جب آ کے کہنا شروع ک
اس وقت حضرت حجرہ سے باہر آکر غصہ سے فرمائے کہ (اگر
جاتے ہو تو جاؤ دوسروں کو کیوں ستاتے ہو) یہ سنکر خواجہ میاں ٹہلن
لگے اور غصہ سے مجذوبانہ باتیں کرنے لگے۔

حضرت ظہر کی نماز پڑھ کر مدرسہ میں تشریف
رکھے اس وقت کسی نے عرض کیا کہ آج خواجہ میاں صاحب
،حضرت سے مکہ معظّمہ جانے کو کئی بار عرض کئے اس میں کیا اسر
تھا اس پر ارشاد ہوا کہ خواجہ میاں میں قوت ہے جو بیت ال
شریف کو تھوڑے عرصہ میں جاسکیں اور ان کے الفاظ سے معلو
ہوتا ہے کہ خدمت کوتوالی باطن کی رکھتے ہیں اور اپنے کو چھپا ک
دوسرے کی فضیلت و بزرگی بڑایا چاہتے ہیں۔

حضرتؒ کیلئے چشمہ کا نمودار ہونا:

مولوی عبدالباسط صاحب کہتے تھے کہ یکبار حضرت
معہ مریدین کے منگل پلی کو بغرض سیر تشریف فرما ہوئے اثنائے ر
میں عصر کی نماز کا وقت آ گیا آپ نے مریدین سے تلاش پانی وض
کیلئے فرمایا تو لوگ تلاش میں مصروف ہوئے مگر کسی کو بھی پانی نہ
وہ لوگ جستجو کر کے عرض کئے کہ کہیں پانی نہیں ملتا یہ سنکر آپ خود
تلاش میں نکلے اور وہاں پہونچے جہاں کہ ایک میٹھے پانی کا صاف

ہ تھا سب لوگ متحیر ہوئے کہ کس طرح یہ چشمہ آپ کو معلوم ہوا انکہ ہم لوگ بہت کچھ تلاش کر چکے تھے غرض سب لوگ اس ہ پر وضو کر کے عصر کی نماز پڑھے۔

رتؒ کا ایک بزرگ کے فاقہ کو دور کرنا:

سردار علی صاحب شطاری ناقل تھے کہ ایک بزرگ وز تک بھوکے رہے اتفاقاً کہیں سے کھانا نہ ملا بیتاب ہو کر آصف کی راہ لئے وہاں بھی کچھ نہ ملا وہاں سے قریب رات کے پھر بلدہ صد کئے مگر ناتوانی کے وجہہ سے بیتاب وبیقرار ہو کر باغ کی ر کے نیچی بیٹھ گئے وہ بزرگ کا قول تھا کہ دفعتاً حضرت میرے ب سے روبرو آکر چار روٹیاں دیکے فرمائے کھالو مجھ کو چونکہ غشی حضرت کی شبیہہ جلدی سے برابر نہیں معلوم ہوئی جب خوب غور ، دیکھا تو حضرت تھے میں نے عرض کیا کہ حضرت اس وقت کدھر یف فرما ہوئے ہیں ارشاد فرمائے کہ اس سے تم کو کیا کام تم روٹی الو فرما کر وہاں سے تشریف فرما ہوئے صبح میں نے مدرسہ حاضر ہو کر رات کا شکریہ ادا کیا آپ نے ارشاد فرمایا خیر جو کچھ رادوبارہ یہ تذکرہ کسی سے نہ کہنا۔

واقعہ (الف) :- محمد صالح صاحب کہتے تھے کہ جب اپنے وطن سے آکر حضرت کے تلامذہ میں شریک ہوا چند روز بعد یک شب کو مجھ خیال ہوا کہ آپ کے خیر وبرکت سے ہر شخص مطلب پورا کر لیتا ہے مگر اتنے روز گذرے کبھی حضرت نے مجھ کچھ مرحمت نہیں فرمائے حالانکہ مجھ پر خرچ کی ضرورت رہتی تھی مایوس ہو کر ایک بار وطن کو جانے کا قصد کر لیا اور اسی خیال میں ہا صبح جب حضرت سے مشرف ہوا تو آپ تبسم فرما کر ارشاد فرمائے کہ تم مصطفیٰ صاحب داروغہ کے نزدیک جا کر اپنی حاجت بیان کرو اس وقت مجھ کو نہایت تعجب ہوا کہ حضرت کو میرے خیال کس طرح اطلاع ہوئی چنانچہ حسب الحکم حضرت کے مصط صاحب سے ملاقات کر کے اپنی ضرورت بیان کیا تو انہوں نے مج کو ایک روپیہ دیکر کہے کہ جب تم کو کچھ ضرورت ہو مجھ سے کہہ د کرو اس روز میں نے اپنے سفر کے قصد سے باز آیا اور ہر مہین ایک روپیہ داروغہ صاحب سے لے لیا کرتا۔

واقعہ (ب):- وہی محمد صالح صاحب سے منقول ہے کہ ایک شب کو مدرسہ میں چراغ روشن کر لینے کیلئے جب گ تو حضرت بحالت خواب قرآن مجید کو پوری طور قرأت فرمار تھے جس طرح کہ بیداری میں پڑھتے دو ساعت تک میں سنتا ر معلوم ہوتا تھا کہ آپ گویا بیداری میں پڑھ رہے ہیں،۔

واقعہ :- جناب حاجی محمد احمد صاحب چشتی بلگرامی فرما تھے جب حضرت مدراس کو تشریف فرما ہوئے ایک بار امیر النسا بیگ کی مسجد میں مغرب کی نماز ادا کرنے تشریف لائے، مولوی عبدالکر صاحب پیش امام نے حضرت کو امام بنائے چونکہ مغرب کی نماز میں قصار مفصل کی صورتیں پڑھی جاتی ہیں آپ نے ان صورتوں کو نہ پڑ کر طوال مفصل کے وہ صورتیں پڑھیں جن میں کہ پیش امام صاحب کو شبہات تھے اس واقعہ سے مولوی صاحب مناسب حال قرأ پا کر معہ سات اشخاص کے حضرت کے مرید ہوئے۔

حضرتؒ کا ارادہ نیاز پر غیب سے انتظام ہونا:

مولوی حکیم عبداللہ صاحب سے منقول ہیکہ ایک ب حضرت قدس سرہ میر محمود صاحب قدس سرہ کی پہاڑی پر تشریف

تھے اثنائے کلام میں ارشاد فرمائے کہ اگر اس جگہ نیاز کی جائے یا خوب ہے تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص سپاہی منش آ کر تین سو س روپیہ حضرت کے روبرو رکھ کر عرض کیا کہ حضرت نیاز دین سب حاضرین متحیر ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہے بعدہ بعضوں عرض کیئے کہ مدرسہ میں جا کر نیاز فرمائے تو مناسب ہے بعض ے وہیں نیاز کرنا مناسب جانے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہماری تو یہیں نیاز کرنے کی ہے پھر لوگوں نے عرض کیئے کہ اگر یہاں ہو تو اتنے لوگ کھانے والے کہاں ہیں آپ نے فرمایا کہ جس رزق پہنچایا وہی کھانے والے بھی پہنچائے گا اخر وہیں پخت کا ان فراہم ہوا اب کھانا تیار ہو چکا تو قدرت خدا سے اتنے لوگ ہوئے جو کہ اس کھانے کو کافی ہوئے۔

رتؒ کی طہارت باطنی:

ایک شب حافظ فخر الدین صاحب پیشاب کر کے دھوئے ہاتھ کے حضرت کے پاؤں دابنے بیٹھے چاہتے تھے کہ ع کریں حضرت نے ان کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ (ہاتھ دھو کے) وہ کہتے تھے کہ اس وقت مجھ کو کمال ندامت اور آپ کے ع پانے پر حیرت ہوئی ہاتھ دھو کر پاؤں دابا۔

رتؒ کی تقسیم عادلانہ:

لعل محمد ناقل تھے کہ ایک بار ماہ رمضان میں حضور پر واب ناصر الدولہ بہادر نے ایک عمدہ پینچ کی ہانڈی حضرت کے طے بھیجے چوبدار نے لا کر گذران دیا آپ نے اس کو پانچ روپیہ م دیکر رخصت فرمایا اب اس ہانڈی کو لعل محمد نے رکھنے کیلئے ب لے گئے تو ایک دو شخص ان سے تھوڑی سی مانگ لئے بعدہ مدار صاحب نے مجھ کو بھی تھوڑی دو کہ بار بار ایسی مقوی غذہ لطیف کہا نصیب ہوتی ہے اور دوسرا ایک شخص آ کر وہ بھی مانگا اس کشا کش سے لعل محمد نے حضرت کی روبرو اس ہانڈی کو لیجا کر رکھ دیا، حضر نے پہلے پیر محمد کو حصہ اس میں سے نکال کر مرحمت فرمایا بعدہ سوا ان لوگوں کے جو غایبانہ نکال لئے تھے سب کو وہ پیچ تقسیم کروائے۔

حضرتؒ کے وصال کی خبر:

سید شمس الضحی معروف بخاری صاحب سے منقو ہیکہ جس زمانہ میں کہ حضرت قدس سرہ بقصد زیارت خواجہ رحم اللہ نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمادہ ہوئے مجھ کو بھی حضر کے ہمرکابی کا شوق ہوا اور جب عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ می حیات نگر میں کل جا کر چہار روز تک وہاں رہوں نگا تم اپنے وال سے رخصت لیکر آنا چنانچہ حسب الحکم میں نے والدہ سے اجاز لے لیا مگر پھوپھی صاحبہ نے اجازت نہیں دئے جس سے حضر کے ہمراہ رکاب رہنا نہ ہوسکا جب حضرت مراجعت فرمائے ا والدہ کے ملاقات کو آئے اس وقت میں والدہ کے نزدیک بی ہوا تھا، حضرت کو والدہ سے قرابت قریبہ بھی تھی میرے طرف نظ فرما کر والدہ سے ایسا ارشاد فرمایا کہ تمہارے فرزند کو زیارات کا بہ شوق ہے بہت سفر کریگا) اب اس ارشاد کا یہ اثر ہوا کہ مج کو سفر کرنے کا ولولہ پیدا ہوا اخر ایک ہی لباس سے تنہا ہند کا سف اختیار کیا اور اجمیر شریف میں جا کر زیارت خواجہ بزرگ علیہ الرحم سے مستفید ہو کے چلہ کشی میں متعکف ہوا، اس اعتکاف میں بتار چوتھی محرم ۱۲۶۵ھ روز جمعہ شب شنبہ حالت نوم و یقظہ یعنی کچھ خوا اور کچھ بیداری میں دیکھا کہ بلدہ کی جامع مسجد میں حاضر ہوا

سجد طرف مشرق کے معلق ہوا پر جاری ہے اور صحن مسجد کا بطور ط چلیپا کے ہوا میں ہے میں نے محمد اکرم سے پوچھا کہ یہ کیا ہ ہے تو انھوں نے کہے کہ مسجد کو لے گے اب صحن کو بھی لیجاتے غرض میں اس وحشیانہ خواب سے بیدار ہو کر خیال کیا کہ جامع ر چونکہ وسط شہر میں ہے شاید کچھ شہر پر آفت آئی ہو۔ یا حضرت کا ل ہوا ہو۔ چند روز کے بعد چلہ سے فارغ ہو کر جب دہلی پہنچا تو ایک شخص مجاور روضۂ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی سے ات ہوئی میں نے ان سے حضرت کی خیریت پوچھا تو کہے کہ رت نے چہارم محرم روز جمعہ کو انتقال فرمایا جب مجھکو اس روز خواب کی تصدیق ہوئی بعدہ دہلی سے خیر آباد کو پہونچا تو جناب ظ سید محرم علی المعروف حافظ محمد علی صاحب قدس سرہ سے مشرف ہ مجرد دیکھنے کے فرمائے کہ (میر شجاع الدین صاحب کس طرح) میں نے عرض کیا کہ انکے انتقال کی کیفیت مجھکو دہلی میں وم ہوئی اس پر جناب حافظ قدس سرہ نے فرمایا کہ آفتاب دکن کا ب ہوا۔

قریب انتقال کے واقعات:

چھ مہینے قبل انتقال کے ایک مرتبہ حضرت قدس سرہ م رسول کے مکان پر تشریف فرماتھے اثنائے کلام میں ارشاد ئے کہ (ہم کو اپنی موت کا خیال آتا ہے) جبکہ مولوی شہاب ین صاحب کا انتقال ہوا تو ان کے فرزند وغیرہ عمدہ طہارت سے ز و تکفین کئے معلوم نہیں ہماری طہارت وغیرہ کس طرح ہوگی، ں جب حضرت کا وصال ہوا تو میر فیض الدین صاحب وغیرہ نہایت طہارت سے آپ کی تجہیز تکفین کئے۔

حضرتؒ کا اپنے وصال سے باخبر رہنا:

یکبار جناب میر دائیم صاحب کے فرزند جو رو ب حضرت کے کھیل رہے تھے آپ نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ معلو نہیں ان کی بسم اللہ دیکھتے ہیں یا نہیں ایسا ہی ہوا کہ ان کے بسم ال کے چھ مہینے قبل انتقال فرمایا۔

حضرتؒ کا قرب وصال مریدین کے لئے دعا فرمانا:

جب آپ کا مزاج جادۂ اعتدال سے متجاوز ہوا تو آپ بعض مریدین کے اصرار سے بغرض تبدیل آب وہوا غلام مرتض کے باغ کو تشریف فرما ہوئے وہیں ایک بار بوقت نیم شب آپ بزبان عربی دعا فرمانا شروع کیا کہ الٰہی میرے اقربا و مریدین متعلقین کو جو کہ تیرے وحدانیت اور تیرے حبیب کے (کی رسالت کے قائل ہیں سرخرو رکھ اور خاتمہ بخیر فرما، غرض وہاں بھ کچھ افاقہ مرض ونقاہت میں نہ ہونے سے آپ کو جامع مسجد میں لے آئے غلام رسول حاضر ہو کر عرض کئے کہ حضرت کیوں اتنا ب اس باغ کی آمد شد میں اٹھائے اس پر ارشاد فرمائے کہ تم کو معلو نہیں کہ میں واسطے دعا اپنے اقارب و متعلقین و مریدین و محبّین ک شہر کے باہر گیا تھا الحمد للہ کہ میری دعا مستجاب ہوئی۔

ف: یہ آخری ادائی سنت تھی۔

حضرتؒ کے مقربین کا قبل وصال آگاہ ہونا:

چار پانچ روز قبل انتقال کے ایک بار غلام رسول خواب دیکھ کہ دیوان خانہ میں اپنے بیٹھا ہوں اور حضرت زنانی مکان میں سے باہر تشریف فرما ہوئے میں نے اٹھ کر آداب بجالایا می سلام لیکر جلدی سے باہر تشریف فرما ہوئے حضرت کے پیچھ

ت سے لوگ تھے میں نے ان سے پوچھا کہ حضرت اتنا جلدی ں جارہے ہیں تو کہے تم کو معلوم نہیں حضرت یہاں کے ب تھے اب حضرت کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا م ہے کہ اپنی جائے پر قطب الدین کو جو پتھر گٹی پر رہتے ہیں ر کر کے اور خواجہ رحمت اللہ صاحب کی زیارت کر کے مدینہ رہ میں حاضر ہونا اسلئے آپ جلدی سے جارہے ہیں صبح غلام ل اس خواب کی تعبیر اس طرح ادا کئے کہ میر محمد دائم صاحب ب تشریف لائے تو حضرت کے مسند پر بٹھا کر آپ روبرو مثل ور حضرت کے وقت کے بیٹھ کر واقعہ خواب کا بیان کئے اور ے کہ حضرت کے مکان کی تیاری کرنا مناسب ہے چنانچہ اسی سے قبر کی تیاری شروع ہوئی اور بعد چہار روز کے واقعہ یش ہوا۔

رتؒ کی وصیت تدفین کے متعلق:

چہار روز قبل انتقال کے آپ نے مریدین وغیرہ سے مخاطب فرمایا کہ ہمارے دفن کے چار جائے ہیں (۱) ہمارا حجرہ بشرطیکہ ور سے اجازت ہو تو اس حجرہ میں دفن کرنا (۲) دوسری جاء غلام ی کے باغ میں جو کہ قبر ہماری تیار ہے اور اس میں ہم نے لعت بھی پڑی ہیں، (۳) تیسری جاء میاں حاجی عبداللہ کے ور مسجد کے درمیان میں ہے، (۴) اگر ہم کو میاں محمد دائم اپنے میں رکھنے کی اجازت دیں تو وہاں برکات ہونگے حاضرین عرض کئے کہ میاں کے ہی باغ میں جائے مقرر ہوئی ہے سنکر ادفرمایا کہ الحمدللہ چنانچہ اسی مقام پر آپ کا مدفن ہوا۔

قبل انتقال کی کیفیت:

تین روز قبل انتقال کے ایک مرتبہ بحالت ضعف ارشاد فرمائے کہ کوئی خوش الحان ہے اس وقت عبدالکریم خا صاحب جو موجود تھے اور خوش آواز بھی تھے آگے بڑھے اور کو اشعار پڑھنا چاہے اس کے بعد پھر آپ پر بیہوشی ہوگی بعد افا کے دیکھ کر فرمائے کہ اب بس۔ **ف:** معلوم نہیں اول فرمانے ربعد بس کہنے میں کیا اسرار تھا۔

وقت وصال کے آپ بے ہوش تھے اس وقت میر حامد ع صاحب نے جو آپ کے قرابت دار تھے خیال کئے کہ ایسے شیخ ہو کلمہ کا ورد نہیں فرماتے معاً اس خیال کے آپ نے بہ آواز بلند کلمہ ذکر شروع فرمایا اور روح مطہر بشارت یاایتھا النفس المطمئنہ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ : پر اپنے خالق کو چہارم محر ۱۲۶۵ھ میں سونپا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ....

قطب الہند حضرت علامہ سیدنا میر شجاع الدین حسین قادری علیہ الرحمہ کا شمار ان پُرعظمت ہستیوں میں ہوتا ہے۔ جن کی پاک صحبت اور روحانی تاثیر سے سینکڑوں اشخاص راہِ ہدایت پر گامزن ہوگئے۔ کسی کے دل میں ایمان کا چراغ جل اٹھا تو کسی کے دل میں معرفت کی شمع روشن ہوگئی۔

175واں عرس شجاعیہ میں طرحی منقبتی مشاعرہ

رآباد ۔ راست)
رت الحافظ سیدنا
شجاع الدین حسینؒ
، 175 ویں عرس
موقع پر ایک طرحی
تی مشاعرہ بطرح
ب ہند پیر ہدا
رت شجاع الدین
ؒ" خانقاہ شجاعیہ چار
ر میں منعقد ہوا۔
لانا سید عبید اللہ
ری نے نگرانی
۔
مانان خصوصی کی
یت سے مولانا
ی سید شاہ اعظم علی
فی قادری، مولا پیر سید شبیر نقشبندی، مولانا شاہ افتخار محی
ین ابو العلائی نے شرکت کی۔ یوسف روش، واحد نظام
دی، ڈاکٹر فاروق شکیل، عبد القیوم علیم، ڈاکٹر طیب پاشاہ

قادری، قاری انیس احـ
کامل حیدرآبادی، حافـ
شمس الزماں، اکبر خا
اکبر، جلال عارف کے
علاوہ مولانا قاضی اعظـ
علی صوفی ومولانا افتخار محـ
الدین ابو العلائی ۔
کلام پیش کیا۔

ڈاکٹر طیب پاشاہ نے معتمدی کے فرائض انجام دیئے۔

اس موقع پر سامعین کی کثیر تعداد موجود تھی۔ مولانا ابراهیم پاشاہ کنوینر عرس کمیٹی نے استقبال کیا۔ نگران مشاعرہ کی دعا پر اختتام عمل میں آیا۔

☆☆☆☆☆

طرحی منقبت

(بطرح۔ قطب الہند پیر ہدی حضرت میر شجاع الدینؒ)

مظہرِ نورِ خدا حضرت شجاع الدین ہیں
آپ ساداتِ بنی ہاشم کا رکھتے ہیں شرف
غوثِ اعظم کے ہیں عاشق اور خواجہ پر نثار
قاری و سبع وجید حافظ قرآن پاک ،
یک مفسرؔ یک محدثؔ یک فقیہِ بے مثال
فارسی عربی واردو سب تصانیف آپ کی ،
جامع شرع وطریقت رازدانِ معرفت ،
شاہ رفیع الدین قندھاری ہیں مرشد آپ کے
نقشبندی بھی ہو رفاعی ہوکہ چشتی قادری ،

پیرِ پیرانِ سلاسلؔ میرِ میرانِ علومؔ

سالکوں کے رہنما ہیں عارفوں کے پیشوا
جن کے ہیں کشف وکرامات آج تک مشہورِ عام
کتنے بے دینوں کو ایماں سے مشرف کردیا
مجلس بردہ شریف ومحفل میلاد کی
آج تک کتنے ہوئے اور ہورہے ہیں فیض یاب
آپ میں سید عبید اللہ آصف قادری ،
خوشہ چیں اعظم ہے جس کے خرمنِ فیضان کا

وارثِ خیر الوریٰ حضرت شجاع الدین ہیں
نور چشم مرتضیٰ حضرت شجاع الدین ہیں
افتخار اولیاء حضرت شجاع الدین ہیں
علم قرآں کی ضیاء حضرت شجاع الدین ہیں
اور صوفی با صفا حضرت شجاع الدین ہیں
بے نظیر وبے بہا حضرت شجاع الدین ہیں
اور حقیقت آشنا حضرت شجاع الدین ہیں
شیخ کا آئینہ حضرت شجاع الدین ہیں
ہادیٔ ہر سلسلہ حضرت شجاع الدین ہیں
قطب ہند پیر ہدی حضرت شجاع الدین ہیں
کاملوں کے مقتدا حضرت شجاع الدین ہیں
وہ ولیٔ باخدا حضرت شجاع الدین ہیں
ظلمتوں میں ایک دیا حضرت شجاع الدین ہیں
جس نے کی یاں ابتداء حضرت شجاع الدین ہیں
معدن جود وسخا حضرت شجاع الدین ہیں
گویا کہ جلوہ نما حضرت شجاع الدین ہیں
ہاں وہی گنج عطا حضرت شجاع الدین ہیں

نتیجہ فکر:۔ قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی اعظم حسنی حسینی قادری مجمع السلاسل جانشین حضرت سید الصوفیہؒ (صدر کل ہند جمعیۃ المشائخ ومدیر اعلی ماہنامہ رسالہ صوفی اعظم

منقبت

ق شمعِ ہدیٰ حضرت شجاع الدین ہیں
جود وسخا حضرت شجاع الدین ہیں

نورِ احمد کی ضیاء حضرت شجاع الدین ہیں
خاص فضل مصطفیٰ ﷺ حضرت شجاع الدین ہیں

طفیٰ و مرتضی حسنین کے نورِ نظر
ث وخواجہ کی عطا حضرت شجاع الدین ہیں

یہ رفیع الدین فاروقی کا ہے فیضِ نظر
قطبِ ہند پیر ہدیٰ حضرت شجاع الدین ہیں

دکن پر آج بھی احسان جن کے بے شمار
ن ہیں دل نے کہا حضرت شجاع الدین ہیں

ہوں شریعت کے منازل یا ہو پھر راہِ سلوک
میرا ہر دم آسرا حضرت شجاع الدین ہیں

قادری نسبت سے ہوں میں افتخارؔ ان کا غلام
یوں بھی میرے رہنما حضرت شجاع الدین ہیں

صوفی شاہ افتخار محی الدین قادری ابوالعلائی

منقبت

شامل اہلِ صفا حضرت شجاع الدین ہیں
محرمِ سِرّ انا حضرت شجاع الدین ہیں
جن کی آنکھوں میں ہے جلوہ گاہ حق کی روشنی
وہ سراپا حق رسا حضرت شجاع الدین ہیں
کیا شریعت، کیا طریقت کیا ہے علم معرفت
جاننے کا واسطہ حضرت شجاع الدین ہیں
دیکھنے والوں نے ہر ایک شکل میں دیکھا انہیں
جانے کس کا آئینہ حضرت شجاع الدین ہیں
حق شناسا ہے عمل ہر طالب حق کے لئے
حق رسی کا راستہ حضرت شجاع الدین ہیں
اپنے قول و فعل میں اور دین کے ہر کام میں
تابعِ حکمِ خدا حضرت شجاع الدین ہیں
بندگانِ حق کو جو تحفہ میں مرشد سے ملی
وہ ولایت کی عطا حضرت شجاع الدین ہیں
ہے تبسم ریز جن کو دیکھ کر حق کی رضا
وہ مصفا آئینہ حضرت شجاع الدین ہیں
نفس سے، اپنے مریدوں کے ہٹا کر وسوسے
کرنے والے تزکیہ حضرت شجاع الدین ہیں
زندگی ساری گذاری نعمت حق بانٹتے
ایسا دریائے عطا حضرت شجاع الدین ہیں
پل میں عارفؔ ہے رسائی روضہ سرکار ﷺ تک
راکبِ دوش ہوا حضرت شجاع الدین ہیں

حضرت جلال عارف

منقبت

ر دینِ خدا حضرت شجاع الدین ہیں

صدق وصفا حضرت شجاع الدین ہیں

قادری، چشتی، رفاعی، نقشبندی گلستاں

خوشبوؤں کا سلسلہ حضرت شجاع الدین ہیں

ھنے والوں نے پوچھا کون ہے بحرِ سخا

زبان سب نے کہا حضرت شجاع الدین ہیں

کانپتی ہیں آندھیاں جس کے قریب آنے سے بھی

دینِ حق کا وہ دِیا حضرت شجاع الدین ہیں

مقدر سے بصیرت آپ کو مل جائے گی

ھئے پھر جا بجا حضرت شجاع الدین ہیں

آصفی پیکر میں اب بھی ہیں ہمارے درمیاں

دیکھئے رونق فزا حضرت شجاع الدین ہیں

روشنی تقسیم ہوتی ہے جہاں سے اے شکیلؔ

اس گھرانے کی ضیاء حضرت شجاع الدین ہیں

ڈاکٹر فاروق شکیل

منقبت

رازِ دارِ اولیاء حضرت شجاع الدین ہیں

ہم نشینِ اتقیاء حضرت شجاع الدین ہیں

فکر میں ذہن و خیالوں میں تصور میں میر

دیکھتا ہوں جا بجا حضرت شجاع الدین ہی

یہ ذرا دیکھو میرے حسنِ عقیدت کا کمال

پیشِ نذر فاتحہ ضرت شجاع الدین ہیں

دل میرا ہے آئینہ دیکھا ئے میرے ذوق طلب

اس میں بھی جلوہ نما حضرت شجاع الدین ہی

خانقاہِ عشق اور ایوانِ الفت میں میرے

جو ہے مثلِ آئینہ حضرت شجاع الدین ہیں

خون جیسے جسم میں رہ کر نظر آتا نہیں

حق کے لئے یوں فنا حضرت شجاع الدین ہی

یہ میری نظروں کا دھوکہ ہے کہ جس کے سامنے

ہیں عبید اللہ یا حضرت شجاع الدین ہیں

کون کس منزل میں ہے کس رنگ میں موجود ہے

اس سے اکبرؔ آشنا حضرت شجاع الدین ہیں

محمد اکبر خان اک

منقبت

وعنبر سرتاپا حضرت شجاع الدین ہیں
بوؤں کا تذکرہ حضرت شجاع الدین ہیں

آتی ہے آواز کانوں میں مرے بغداد سے
قطبِ ہند پیرِ ہدیٰ حضرت شجاع الدین ہیں

یاں ان کی چمکتی رہتی ہیں اس میں تمام
یوں کا آئینہ حضرت شجاع الدین ہیں

میں کدھر دیکھوں تصور میں انہیں اۓ دل میرے
سلسلہ در سلسلہ حضرت شجاع الدین ہیں

ی پھیلی ہوئی اس کی ہے چاروں سمت میں
متوں والا دِیا حضرت شجاع الدین ہیں

مت جگاؤ نیند سے میرے عزیزو تم مجھے
خواب میں جلوہ نما حضرت شجاع الدین ہیں

ں نہ ہوں حضرت کے چرچے تا حدِ ارض وسما
قِ خیر الوریٰ حضرت شجاع الدین ہیں

لوگ آتے ہیں درِ غوث دکن پر بار بار
ان کے زخموں کی دوا حضرت شجاع الدین ہیں

کِھل رہے ہیں دل کے کاغذ پر گلابِ منقبت
مرکزِ فکرِ رسا حضرت شجاع الدین ہیں

کیوں نہ ان کے راستے پر ہم قدم اپنے رکھیں
معرفت کا راستہ حضرت شجاع الدین ہیں

ہیں حبیبِ کبریاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ
اور حبیبِ مصطفیٰ حضرت شجاع الدین ہیں

آپ برساتے ہیں روز و شب کرم کی بارشیں
رحمتوں والی گھٹا حضرت شجاع الدین ہیں

میں پہنچ جاؤں گا کاملؔ منزلِ مقصود پر
ہر قدم پر رہنما حضرت شجاع الدین ہیں

کاملؔ حیدرآبادی

منقبت

گوہرِ بحرِ خدا حضرت شجاع الدین ہیں
عاشق صلِّ علیٰ حضرت شجاع الدین ہیں

جس قدر اللہ نے بخشی شناسائی انہیں
اس قدر حق آشنا حضرت شجاع الدین ہیں

آپ کی نسبت سے آقاؐ بھی ملے اللہ بھی
دین کا روشن دیا حضرت شجاع الدین ہیں

پونے دوسو سال کے اس عرس اقدس میں ہیں ہم
اور ہمارے رہنما حضرت شجاع الدین ہیں

آپ کی درگاہ کے سجادہ آصف پاشا ہیں
خادموں کے دلربا حضرت شجاع الدین ہیں

آپ ہیں آرام فرما شہر دکّن میں روشؔ
قطبِ ہند پیرِ ھدیٰ حضرت شجاع الدین ہیں

نتیجہ فکر: یوسف روشؔ

منقبت

رہبرِ راہِ خدا حضرت شجاع الدین ہیں
اپنے مرشد کی دُعا حضرت شجاع الدین ہیں
خانۂ دل میں مریدوں کے ذرا دیکھے کوئی
آج بھی جلوہ نما حضرت شجاع الدین ہیں
اس زمیں کی رونقوں میں اولیاء اللہ کے
فیض کا ایک سلسلہ حضرت شجاع الدین ہیں
حافظ قرآن بھی، اور متقی و باعمل
ایک مردِ باخدا حضرت شجاع الدین ہیں
ذکرِ حق سے آستاں جو ہر گھڑی معمور ہے
اس کے بانی دیکھنا حضرت شجاع الدین ہیں
جشن میں حضرت شجاع الدینؒ کے آئے ہیں جو
ان کے میر قافلہ حضرت شجاع الدین ہیں
غوثؔ کی نسبت کا ان پر دیکھ کر پیہم کرم
کیجیے اندازہ کہ کیا حضرت شجاع الدین ہیں
حضرتِ آصف میں جلوہ فرما ہے ان کی جھلک
ہر ادا میں رونما حضرت شجاع الدین ہیں
کون ہے فاروقؔ تیری فکر کے ہمراہ اب
لب پہ آیا برملا حضرت شجاع الدین ہیں

قاضی فاروق عارفی

منقبت

دوں کا آسرا حضرت شجاع الدین ہیں
نواؤں کی صدا حضرت شجاع الدین ہیں

میں بتاؤں تم کو کیا حضرت شجاع الدین ہیں
میرے دل کا مدعا حضرت شجاع الدین ہیں

لِ کل اولیاء حضرت شجاع الدین ہیں
ثِ مشکل کشا حضرت شجاع الدین ہیں

بانٹتا ہے روشنی جو علم کی اس شہر کو
وہ مِنارہ نور کا حضرت شجاع الدین ہیں

ت سرکار ﷺ میں جیسے وہ ڈھل کر آگئے
ں طرح جلوہ نما حضرت شجاع الدین ہیں

کس طرح ڈوبے گی کشتی وقت کے طوفان میں
جب کہ اس کے ناخدا حضرت شجاع الدین ہیں

سونچ کر مجھ سے الجھ آئے گردش ایام تو
دیکھ میرا آسرا حضرت شجاع الدین ہیں

فقط خوشبو کے سمندر میں نہا کر آگئے
میں نے بس اتنا لکھا حضرت شجاع الدین ہیں

ہیں عبید اللہ جو سجادہ اس درگاہ کے
ان میں بھی جلوہ نما حضرت شجاع الدین ہیں

یہ پتہ چلتا ہے طیبؔ ان کے ارشادات سے
لے کے فرمانِ خدا حضرت شجاع الدین ہیں

ڈاکٹر طیب پاشاہ قادر

منقبت

ِحق کا ایک دیا حضرت شجاع الدین ہیں
ں سے ہر سو ہے ضیاء حضرت شجاع الدین ہیں

راجہ سنبھو اور کمندا سارے کندن بن گئے
ایسا پارس بے بہا حضرت شجاع الدین ہیں

زندگی میں پیشوا حضرت شجاع الدین ہیں
بعد میں بھی رہنما حضرت شجاع الدین ہیں

دعوتِ انساں تو انساں، دعوت جنات کی
ایسی نورانی ادا حضرت شجاع الدین ہیں

ر پر ہے فخر ان کو اس لئے ہیں وہ فقیر
ر کی دولت عطا حضرت شجاع الدین ہیں

حضرت شاہِ رفیع الدین کا یہ فیض ہے
ابتداء تا انتہا حضرت شجاع الدین ہیں

حسبِ نیت پیسے سب ختم بخاری کے لئے
کر دئے للہ ادا حضرت شجاع الدین ہیں

بارگاہ نور میں واحؔد سدا آتے رہو
پاؤ فیض بے بہا حضرت شجاع الدین ہیں

حب کتبِ کثیرہ اور سخن ور او ر ادیب
رأت ماسوا حضرت شجاع الدین ہیں

واحد نظام آباد

منقبت

...ہر شاہِ ہدیٰ حضرت شجاع الدین ہیں
...ہمارے رہنما حضرت شجاع الدین ہیں

حق رسی کا ملتا ہے دربار سے ان کے پتہ
خلد کا سیدھا پتہ حضرت شجاع الدین ہیں

...ھئے شجرہ مبارک اس میں لفظِ میر ہے
...ی عطائے مرتضیٰ حضرت شجاع الدین ہیں

عمر ساری کی بسر ہے خدمتِ قرآن میں
رہبر دینِ خدا حضرت شجاع الدین ہیں

...رتک روشن رہے گا نام ان کا دوستو
...بِ ہند پیر ہدا حضرت شجاع الدین ہیں

حضرتِ آصف کی پوچھو اب نہ مجھ سے کیفیت
ان کی آنکھوں میں سدا حضرت شجاع الدین ہیں

فکر غم کی کیوں کریں ہم اے علیم قادری
مہربان جب ہر جگہ حضرت شجاع الدین ہیں

محمد عبدالقیوم علیم

غیر طرحی منقبتیں

حضرت سیدنا میر شجاع الدین حسین صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز

دکن کے تاجدار ہیں حضرت شجاع الدینؒ
فردوس کی بہار ہیں حضرت شجاع الدینؒ

تعلیم و تربیت ملی نانا سے آپ کو
ملت کے غمگسار ہیں حضرت شجاع الدینؒ

ویسے تو اولیاء ہیں سبھی ذی شرف مگر
ولیوں میں باوقار ہیں حضرت شجاع الدینؒ

☆ حضرت رفیع الدین سے بیعت بھی ہے خاص
فیضاں کا نور تار ہیں حضرت شجاع الدینؒ

نسبت جو ان سے رکھتے ہیں ان سب کے واسطے
رحمت کا ایک دیار ہیں حضرت شجاع الدینؒ

کیا پوچھتے ہو فیض مسلسل حضور کا
خلقت کا ایک قرار ہیں حضرت شجاع الدینؒ

جب سے نگاہِ لطف و کرم آپ کی ہوئی
حالات سازگار ہیں حضرت شجاع الدینؒ

وابستگان آتے ہیں کھنچ کھنچ کر اس طرف
ان سب کا اعتبار ہیں حضرت شجاع الدینؒ

صدقہ حضور ﷺ آپ کا سرتا نہیں کبھی
برکت کا آبشار ہیں حضرت شجاع الدینؒ

ہر اک ولی امیر ہوا غوث کے طفیل
نسبت کا نور تار ہیں حضرت شجاع الدینؒ

☆ اس سے مراد شیخ العرب والعجم تاج الفقراء حضرت سید شا... رفیع الدین قندھاریؒ ہیں جو حضرت حضرت شجاع الدین قبل... کے پیر و مرشد ہیں۔

منقبت

کہوں؟ حافظ شجاع الدینؒ کی کیا شان ہے
کی ساری زندگی قرآن ہی قرآن ہے

کیا بتاؤں ان میں کس کس کی ادائیں آگئیں
کچھ تو ہے جوان پر ہر اہل نظر قربان ہے

ِت الٰہی، فضا ہے اور رفیعی، جھلکیاں
شجاعی آستانے کی نرالی شان ہے

دولتِ دارین ہے اک دامنِ غوث الوریٰؒ
قادریت بھی خدا کا مستقل احسان ہے

ت کی منزل میں کوئی لٹ کے بیٹھے تو سہی
سروسامانی بھی غم کا بڑا سامان ہے

مصطفیٰ ﷺ کی بندگی سے ابنِ آدم کا شرف
جو غلامِ مصطفیٰ ﷺ ہے، بس وہی انسان ہے

کھینچ سکتے ہیں کرنٹ اُتنا ہی برقی قمقمے
جس میں جتنا حوصلہ ہے، جس میں جتنی جان ہے

بس وہی سمجھیں گے مردانِ خدا کا مرتبہ
جن کو حاصل ہے اولیاءاللہ کا عرفان

اتباعِ سنت خیر البشر ﷺ کیا پوچھنا؟
یہ وہی تو برکتیں ہیں، یہ وہی فیضان ہے

دیکھ لو ''کشف الخلاصہ'' کو اٹھا کر دیکھ لو
ایک کوزے میں سمندر کیا خدا کی شان

غور کرنا ہے تو کیجئے کاملؔ اپنے آپ پر
اپنی ہستی ہی کا عرفاں معرفت کی جان ہے

حضرت شیخین احمد شطاری کاملؔ

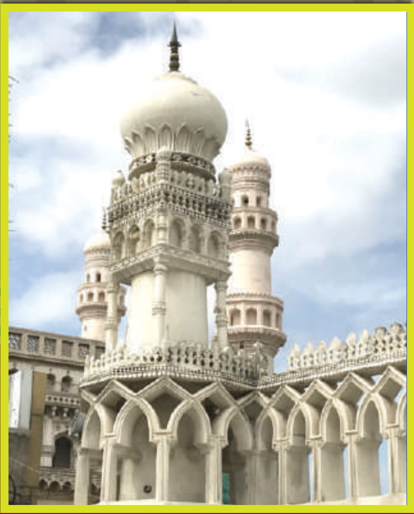

SADA-E-SHUJAIYA

Urdu Monthly Magazine, Hyd

175th Urs Shujaiya

Special Edition

Sept. 2019

RNI : TELURD/2019/77738

Rs. 20/-

Editor, Printer & Owned by Syed Mohammed Ibrahim Hussaini
Printed At : Aijaz Printing Press, Diwan Dewdi, Chatta Bazar, Hyd-500002, T.S.
Published at : H.No. 22-5-918/18/A, Charminar, Hyderabad - 500002, Telangana

www.shujaiya.com | 040-66171244